

# عمارت سبز آدم خور ایجنٹ



صفدر شاہین



ماہانہ ڈائجسٹ، بچوں کی کہانیاں، عمران سیریز  
 انٹرنیشنل پبلیک لا فیری  
 0301-7263296  
 0334-9630911 عظیم احمد طارق

محترم قارئین

السلام علیکم!

علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے جانبازوں کا نیا کارنامہ ”آدم خور ایجنٹ“ پیش خدمت ہے۔ ملاحظہ فرمائیے کہ اس مرتبہ عمران نے دشمن کے ناپاک مشن کو ناکام بنانے اور اسے عبرتناک شکست دینے کے لئے اپنی ریڈی میڈ کھوپڑی کو کس طرح استعمال کیا ہے اور صرف چند گھنٹوں میں عالم اسلام کے خلاف دشمن کے ہولناک منصوبے کی کیسے دھجیاں اڑائی ہیں۔

ایکیریمیا انسانیت اور اسلام دوستی کا نعرہ لگانے کے باوجود جس طرح اسلام دشمنی نبھا رہا ہے اور اپنے لے پالک اسرائیل کے ہاتھوں اسلامی ممالک کو جس قدر جانی و مالی نقصان پہنچا رہا ہے کسی سے ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ ہمارے برادر پڑوسی ملک بلغاریہ کو یہودی اپنے لئے سب سے بڑا خطرہ محسوس کرتے ہیں کیونکہ بلغاریہ وہ واحد اسلامی ملک ہے جو ہمیشہ سے ایکیریمیا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرتا ہے اور کسی سپر پاور کے آگے سر جھکانا اسلام کی توہین سمجھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ایکیریمیا اور دوسری سپر طاقتوں کی مخالفت کے باوجود اپنے ایٹمی پروگرام کو جاری رکھے

ہوئے ہے۔

مشرق وسطیٰ میں بلغاریہ سب سے طاقتور اسلامی ملک ہے اور بلغاریہ کا ایٹمی طاقت بننا اسرائیل اپنی موت سمجھتا ہے۔ اکیرمیا اور اسرائیل کو ہرگز گوارا نہیں کہ بلغاریہ ایٹمی ملک بنے اس لئے اکیرمیا نے خود بھی اور عالمی توانائی ایجنسی کے ذریعے بھی بے پناہ کوششیں کی ہیں کہ بلغاریہ اپنی ایٹمی سرگرمیاں اور پروگرام ترک کر دے لیکن بلغاریہ ایٹمی طاقت بننا اپنا حق اور وقت کی ضرورت سمجھتا ہے اس لئے وہ سپر پاورز سے خوفزدہ ہوئے بغیر اپنے ایٹمی پروگرام جاری رکھے ہوئے ہے۔

چنانچہ اکیرمیا نے اسرائیل کو کھلی چھوٹ دے دی ہے کہ وہ بلغاریہ کی ایٹمی تنصیبات کا کھوج لگائے اور انہیں تباہ کر ڈالے لیکن میڈیا کے ذریعے عمران کو یہودیوں کے ناپاک عزائم کی خبر ہوتے ہی عمران حرکت میں آ گیا۔ کوئی بھی پاکیشیائی مسلمان ہرگز برداشت نہیں کر سکتا کہ یہودی بلغاریہ کو ذرا بھی نقصان پہنچائیں۔ عمران اپنے باورچی سلیمان اور سیکرٹ سروس کے چار ممبران کے ساتھ فوراً بلغاریہ پہنچا اور اسرائیلی منصوبے کو ناکام بنانے کی کوشش میں مصروف ہو گیا۔ کیا عمران اور اس کے ساتھی یہودیوں کے ناپاک عزائم خاک میں ملانے میں کامیاب ہو گئے۔ یہ جاننے کے لئے آپ ناول پڑھ لیں لیکن اس سے پہلے اپنے چند خطوط اور ان کے جواب بھی ضرور پڑھیں کیونکہ قارئین کے خطوط بھی ناول کی طرح بے حد دلچسپ

ہوتے ہیں۔

پنڈی بھٹیاں سے برادر م خلیل صاحب لکھتے ہیں۔ ”جناب صفدر شاہین صاحب۔ سب سے پہلے تو آپ کی خیریت کا طالب ہوں۔ تقریباً ایک سال سے مسلسل آپ کے ناول پڑھ رہا ہوں۔ یوں تو تقریباً سب ہی ناول پسند آئے ہیں لیکن ”مشن فوکر لینڈ“ نے چونکا کر رکھ دیا۔ ناول میں ایسا کھویا کہ کچھ ہوش ہی نہ رہا اور اب بے اختیار خط لکھنے پر مجبور ہو گیا ہوں۔ عمران اور جوزف کا کردار خاص طور پر سب سے حد پسند ہے۔ میری خواہش ہے کہ جوزف کو بھی بھرپور طریقے سے ایکشن میں لایا جائے۔ سلیمان اور عمران کا مزاج بہت پسند ہے۔ خاص طور پر سلیمان جو عمران جیسے آدمی کو بھی خاطر میں نہیں لاتا جس سے بڑے بڑے ملکوں کے سربراہ اور جرائم کی دنیا کے تمام لوگ کانپتے ہیں۔ میری دعا ہے کہ زور قلم اور زیادہ ہو اور ہمیں آپ کے ناول یونہی باقاعدگی سے پڑھنے کو ملتے رہیں۔ امید ہے آئندہ ناول اس سے بھی زیادہ شاندار ہو گا۔“

جناب خلیل صاحب۔ ناول کی پسندیدگی کا شکریہ۔ جوزف چونکہ سیکرٹ سروس کا ممبر نہیں ہے اس لئے ہر ناول میں اس کا کردار شامل نہیں ہوتا۔ وہ عمران کا ساتھی ہے اور عمران کو جب اس کی ضرورت محسوس ہوتی ہے وہ جوزف سے کام لیتا ہے۔ بہر حال آئندہ بھی آپ جوزف کے کارنامے پڑھتے رہیں گے۔ آئندہ بھی یاد فرماتے رہیں گے۔ آپ کے اگلے خط کا انتظار رہے گا۔

فیصل آباد سے جناب محمد عمر لکھتے ہیں۔ ”محترم صفدر شاہین صاحب۔ کافی عرصہ تک آپ کے ناول پڑھتا رہا لیکن پھر آپ کے ناول شائع ہونا بند ہو گئے۔ اب ناولوں کی اشاعت کا دوبارہ سلسلہ شروع ہوا تو پھر پڑھنا شروع کیا۔ ماشاء اللہ قلم کی روانی ابھی تک برقرار ہے بلکہ اس میں اور نکھار آ گیا ہے۔ بہترین چیز آپ کے ناول میں مزاج ہے جو بے اختیار ہنسنے پر مجبور کر دیتا ہے اور عمران کی ہمت کی بھی داد دینی پڑتی ہے کہ مشکل سے مشکل حالات میں بھی وہ اپنی فطرت سے باز نہیں آتا جس کی وجہ سے اس کے ساتھی اس سے تنگ ہیں۔ یوں تو تقریباً تمام ناول اچھے ہیں لیکن ٹارگٹ فانیو، زیرو لینڈ کے ہیرو اور مشن فوکر لینڈ بہت زیادہ پسند آئے ہیں۔ دوسروں کے ناولوں کے مقابلے میں آپ کے ناولوں میں ایکشن زیادہ نظر آتا ہے اور یہی چیز ہمیں پسند ہے۔ آپ سائنسی لحاظ سے عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے زیادہ سے زیادہ مشکلات پیدا کریں تاکہ وہ اپنی ہمت، جذبے اور دماغ سے کام لے کر ان مشکلات کو حل کریں اور اپنے ملک کی حفاظت بھرپور طریقے سے کریں۔ بلیک زیرو کو بھی کچھ نہ کچھ کام دیا کریں کیونکہ وہ صرف آرام ہی کرتا رہتا ہے۔ اس طرح اس کی صلاحیتوں کو ڈنگ لگ سکتا ہے۔ اب دیکھتے ہیں کہ آپ کا آئندہ ناول کیسا ہوتا ہے۔ امید ہے میری باتوں پر سنجیدگی سے کچھ نہ کچھ عمل ضرور کریں گے۔“

برادر محمد عمر صاحب۔ خط لکھنے اور اپنے خیالات سے نوازنے کا

شکریہ۔ مجھے بھی احساس ہے کہ بلیک زیرو کنویں کا مینڈک بن کر رہ گیا ہے اور اسے اپنی صلاحیتوں کے اظہار کا موقع نہیں مل رہا لیکن عمران کے آگے کسی کا زور نہیں چلتا۔ میرا بھی نہیں۔ بہر حال میں عمران سے گزارش کروں گا کہ آئندہ ناول میں بلیک زیرو کو کام کرنے کا موقع دیا جائے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی یاد فرماتے رہیں گے۔

راولپنڈی سے برادر امین ملک لکھتے ہیں۔ ”جناب صفدر شاہین صاحب السلام علیکم۔ دو تین ماہ سے آپ کے ناول پڑھ رہا ہوں۔ نام تو آپ کا سنتا ہی رہتا تھا لیکن پڑھنے کا کبھی اتفاق نہیں ہوا تھا۔ اب آپ کے چند ناول پڑھے تو بہت پسند آئے پھر کئی اور ناول بھی ادھر ادھر سے ڈھونڈ کر پڑھ لئے۔ اب تو یہ حالت ہے کہ آپ کے نئے ناولوں کا بے چینی سے انتظار رہتا ہے۔ عمران کی ذہانت کی واقعی داد دینا پڑتی ہے کہ مشکل سے مشکل معاملہ بھی منوں میں سلجھا دیتا ہے۔ ملک سے باہر جا کر عمران اور اس کے ساتھیوں کا ایکشن بہت پسند آتا ہے کیونکہ ملک سے باہر وہ بہت زیادہ مشکل میں ہوتے ہیں۔ اس کے باوجود وہ اس قدر ہمت سے کام لیتے ہیں کہ پوری دنیا کے ممالک ان کی ذہانت کی داد دینے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ ناولوں میں عمران کے علاوہ اس کے ساتھیوں کو بھی بھرپور ایکشن میں لائیں تاکہ پڑھنے والا اور زیادہ سسپنس میں گھرا رہے۔ باقی ہماری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔“

انٹرنیٹ کی پہلی کتاب لا فیس لائبریری  
نور محمد گمرکوالہ \* عظیم احمد طارق  
0381-7283296  
0334-9630911

**405**

عمران سو رہا تھا اور فون کی گھنٹی بار بار بج رہی تھی۔ سلیمان کچن میں ناشتہ بنانے میں مصروف تھا۔ اس نے فون کی بیل سنی تھی لیکن توجہ نہ دے رہا تھا کہ عمران خود ہی فون اٹھ کرے گا۔ وہ چند منٹ پہلے عمران کو جگا کر کہہ آیا تھا کہ وہ ناشتہ لا رہا ہے اور عمران غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر سنگ روم میں آ جائے لیکن اس کے جاتے ہی عمران پھر سو گیا تھا۔ تیسری مرتبہ گھنٹی بجی تو سلیمان نے برا سا منہ بنایا اور کچن سے نکل آیا۔

”صاحب۔ بیل بج رہی ہے“..... سلیمان نے عمران کے بیڈ روم کی طرف بڑھتے ہوئے ہانک لگائی لیکن عمران کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔ سلیمان کمرے میں داخل ہوا اور اسی لمحے عمران کے سرہانے سائیڈ ٹیبل پر رکھے فون کی گھنٹی پھر بج اٹھی۔

”سلیمان۔ ذرا دیکھنا کون ہے“..... عمران نے غنودگی کے عالم

محترم امین ملک صاحب۔ میری تحریریں آپ کو پسند آئیں اس کے لئے میں آپ کا اور اپنے رب العالمین کا شکر گزار ہوں جس نے مجھے عزت بخشی ہے اور یہ سب آپ لوگوں کی دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ قدرت نے مجھے اچھا لکھنے کی توفیق دی ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی اپنی پسندیدگی اور تنقید و تبصرہ سے نوازتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے  
والسلام

صفدر شاہین

میں بلند آواز سے کہا اور کروٹ بدل لی۔

”ہیلو۔ سلیمان بول رہا ہوں“..... سلیمان نے فون کا ریسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

”کب سے فون کر رہا ہوں۔ اٹھایا کیوں نہیں“..... دوسری طرف سے سرسلطان کی قدرے غصیلی آواز ابھری۔

”اٹھایا تو تھا جناب مگر آپ دیکھ نہیں سکے“..... سلیمان نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”کیا اٹھایا تھا۔ عمران کہاں ہے“..... سرسلطان کی چمکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”صاحب کو۔ لیکن وہ گھوڑے بیچ کر سو رہے ہیں“..... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”بکومت۔ وہ بیدار ہو تو اسے میرے فون کا بتا دینا“۔ سرسلطان نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

”آپ کے فون کا کیا بتاؤں جناب۔ خراب ہے یا اس سے آواز نہیں آتی“..... سلیمان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”اوہ احق۔ اسے کہنا کہ مجھے کال کرے یا میرے آفس آ جائے“..... دوسری طرف سے سرسلطان کی غصیلی آواز سنائی دی۔

”بہت بہتر سر۔ میں آپ کا پیغام صاحب کو دے دوں گا۔ ویسے آج ان کے اٹھنے کا امکان کم ہی ہے“..... سلیمان نے مسکرا کر کہا۔

”کیوں۔ کیا وہ نشہ پی کر سویا ہے“..... سرسلطان نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”نہیں جناب۔ دراصل آج کل وہ بالکل بے کار ہیں اور آپ کو معلوم ہے کہ بے کاری میں نیند زیادہ آتی ہے اور بھوک کم لگتی ہے۔ اب یہی دیکھ لیں کہ میں ناشتے میں چھ انڈے کھا چکا ہوں اور صاحب کو ناشتے کی پرواہ ہی نہیں ہے“..... سلیمان نے ہنستے ہوئے کہا۔

”کیا۔ چھ انڈے“..... اچانک عمران نے یکدم آنکھیں کھولتے ہوئے منہ پھاڑ کر کہا اور سلیمان بے اختیار اچھل پڑا۔

”آپ سے نہیں کہہ رہا صاحب۔ آپ بے فکر ہو کر سوتے رہیں“..... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کیا عمران اٹھ گیا ہے سلیمان“..... دوسری طرف سے سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

”جی ہاں۔ مگر اس طرح جیسے کوئی جہاں سے اٹھتا ہے۔ سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ارے۔ کون ہے احق“..... عمران نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

”احق نہیں صاحب۔ آپ کے انکل سرسلطان صاحب ہیں“..... سلیمان نے آہستہ سے کہا۔

”سلیمان۔ عمران سے میری بات کراؤ“..... دوسری طرف سے

سرسلطان نے تحمانہ لہجے میں کہا۔

”بہت بہتر جناب۔ ویسے صاحب نے ابھی منہ نہیں دھویا، کلی بھی نہیں کی۔ ہو سکتا ہے آپ کو بو محسوس ہو“..... سلیمان نے شرارت بھرے لہجے میں کہا اور رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

”لیجئے۔ آپ بات کریں اور میں بقیہ دو انڈوں سے چار چار ہاتھ کرتا ہوں“..... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”چار چار نہیں بے وقوف۔ دو دو ہاتھ کرنا“..... عمران نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

”دو دو ہاتھ کس سے کروں عمران“..... دوسری طرف سے سرسلطان کی غراہٹ آمیز آواز سنائی دی۔

”اوہ۔ السلام علیکم سر۔ میں سلیمان سے کہہ رہا تھا۔ آپ مائینڈ مت کیجئے گا“..... عمران نے یکدم بوکھلا کر کہا۔

”تم دونوں ہی پر لے درجے کے بے وقوف ہو“..... سرسلطان نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران تائید میں سر ہلانے لگا۔

”بالکل۔ بالکل۔ آپ درست فرما رہے ہیں“..... عمران نے سلیمان کو گھورتے ہوئے کہا اور سلیمان خوفزدہ ہو کر فوراً کمرے سے نکل گیا۔

”کیا“..... دوسری طرف سے سرسلطان نے بے ساختہ پوچھا۔

”یہی کہ ہم دونوں بے وقوف، پاگل اور دیوانے ہیں لیکن آپ کے جانثار اور پروانے ہیں۔ حکم فرمائیں“..... عمران نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

”کیا تم نے ناشتہ کر لیا ہے“..... سرسلطان نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

”ناشتہ کیسے کرتا۔ وہ باورچی کا بچہ میرے حصے کے انڈے بھی چٹ کر گیا ہے۔ اب تو کل ہی ناشتہ ملے گا“..... عمران نے ٹھنڈا سانس لیتے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ تم یہاں آ جاؤ۔ میں تمہارے لئے ناشتہ منگواتا ہوں۔“ سرسلطان نے کہا۔

”تھینک یو سر۔ لیکن فی الحال زحمت نہ کیجئے۔ ٹھنڈا ہو جائے گا۔ ابھی مجھے واش روم بھی حاضری دینی ہے اور برش بھی کرنا ہے۔ ہاں یہ فرمائیے کہ آپ نے صبح صبح کیسے یاد فرمایا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”دس بج چکے ہیں اور تم صبح سمجھ رہے ہو“..... سرسلطان نے ہنس کر کہا۔

”دراصل میری سمجھ آپ کی سمجھ سے عمر میں آدھی ہے نا۔ گویا آپ کی سمجھ آگے اور میری پیچھے ہے۔ اسی طرح میری گھڑی بھی آپ کی گھڑی سے ایک گھنٹہ پیچھے ہے۔ آپ سرکاری آدی ہیں اس لئے سرکار کے حکم پر بجلی کی بجت کے لئے آپ کی گھڑی ایک گھنٹہ آگے ہے“..... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”تو کیا تم نے اپنی گھڑی ایک گھنٹہ آگے نہیں کی۔“ سرسلطان

نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ میں سرکاری ملازم نہیں ہوں اور نہ مجھے مفت میں بجلی ملتی ہے۔ باقاعدگی سے بل ادا کرتا ہوں اور عام لوگوں کی نسبت پانچ چھ سو روپے زیادہ ادا کرتا ہوں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ بل سے زیادہ کیوں“..... سرسلطان نے چونکتے ہوئے کہا۔

”مجبوری ہے۔ پندرہ سو روپے بل ہوتا ہے تو سلیمان دو سو روپے لیٹ فیس بھی وصول کر لیتا ہے۔ چھوٹے نوٹ موجود نہ ہونے کے سبب سلیمان کو ہزار ہزار کے دو نوٹ دیتا ہوں تو بقیہ تین سو روپے وہ اپنی جیب میں رکھ لیتا ہے اور کہتا ہے کہ گھر کے لئے خریداری میں خرچ ہو گئے ہیں یا پھر میں ہی اس سے بقایا رقم لینا بھول جاتا ہوں“..... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”بہت نو سر باز ہے تمہارا باورچی“..... سرسلطان نے ناگوار لہجے میں کہا۔

”نوسر باز تو وہ اب ہوا ہے جناب۔ پہلے تو وہ تیز باز، کبوتر باز، شیر باز اور چٹنگ باز ہوا کرتا تھا۔ میں نے کئی مرتبہ اسے ان عادتوں سے باز رکھنے کی کوشش کی لیکن وہ باز نہیں آتا“..... عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

”فضول باتیں مت کرو۔ مجھے تم سے ایک ضروری کام ہے۔ تم

فارغ ہو کر آ جاؤ“..... سرسلطان نے بیزار سے لہجے میں کہا۔  
 ”بہتر۔ کام کی نوعیت بتا دیں تو میں جلدی آنے کی کوشش کروں گا“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔  
 ”فون پر بیٹانا مناسب نہیں۔ تمہارے مطلب کا کام ہے۔ ویسے بھی آج کل تم بے کار ہو“..... سرسلطان نے نرم لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ آپ کو کیسے پتہ چلا کہ میں بے کار ہوں۔ ابھی گزشتہ ہفتے ہی تو میں نے نئی سپورٹس کار خریدی ہے۔ بے شک آپ تصدیق کر لیں“..... عمران نے تیزی سے کہا تو سرسلطان بے ساختہ ہنس پڑے۔

”میں کار کی بات نہیں کر رہا بیٹے۔ سلیمان نے بتایا ہے کہ آج کل تمہارے پاس کوئی کام نہیں ہے“..... دوسری طرف سے سرسلطان نے کہا۔

”بکنا ہے وہ۔ میں تو صبح اٹھتے ہی کام میں مصروف ہو جاتا ہوں۔ برش کرتا ہوں، غسل کرتا ہوں، ناشتہ کرتا ہوں، اخبار پڑھتا ہوں، باہر جاتا ہوں اور گاڑی چلاتا ہوں“..... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”بس۔ بس۔ میرا خیال ہے کہ خالی پیٹ تمہاری زبان بھی گاڑی کی طرح چلتی ہے۔ بہر حال جلد آنا“..... دوسری طرف سے سرسلطان نے ہنستے ہوئے تیزی سے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ



ختم ہو گیا تو عمران نے گھبراہٹ سے لیا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ پھر وہ اٹھا اور واش روم کی طرف بڑھ گیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ کوئی ایمر جنسی والا معاملہ نہیں ہے ورنہ سرسلطان اتنی دیر اس کی باتیں برداشت نہ کرتے۔ تیار ہو کر وہ سنگ روم میں آیا تو میز پر ناشتہ موجود تھا۔

عمران نے اخبار اٹھایا اور ناشتہ کرنے کے ساتھ ساتھ اخبار کا مطالعہ کرنے لگا۔ کچھ دیر بعد وہ ناشتہ سے فارغ ہو گیا اور توجہ سے اخبار پڑھنے لگا۔ چند لمحوں بعد اس کی نگاہ اخبار کے آخری صفحہ پر واقع چھوٹی سی خبر پر پڑی اور اس کی سرخی پڑھ کر وہ بے اختیار چونک پڑا۔ پھر اس نے تیزی سے پوری خبر پڑھ ڈالی۔ خبر پاکیشیا کے پڑوسی اور برادر ملک بلگاریہ کی ایٹمی تنصیبات سے متعلق تھی۔ خبر میں بتایا گیا تھا کہ بلگاریہ کو اس کے ایٹمی پروگرام سے باز رکھنے کے لئے اسرائیلی ایجنٹ بلگاریہ میں ایٹمی مراکز کو تلاش کر کے تباہ کر دیں گے۔ اس معاملے میں اسرائیل کو اکیرمیمیا کی طرف سے کھلی اجازت دے دی گئی ہے اور جلد ہی بلگاریہ کو ایٹمی صلاحیت سے محروم کر دیا جائے گا۔ اس مشن پر اسرائیلی ایجنٹ حرکت میں آ گئے ہیں کیونکہ اسرائیل کی سلامتی خطرے میں ہے اور اسے یقین ہے کہ بلگاریہ اسرائیل کا دنیا سے وجود مٹانے کے لئے جلد ہی ایٹمی ہتھیار استعمال کرنے والا ہے۔ خبر پڑھ کر عمران نے اندازہ لگایا کہ سرسلطان اس معاملے پر اس سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ اس

نے اخبار رکھ دیا اور فون کا رسیور اٹھا کر سرسلطان کے آفس کے نمبر پر پریس کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد رابطہ قائم ہو گیا۔  
”عمران بول رہا ہوں جناب“..... دوسری طرف سے سرسلطان کی آواز سن کر عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔  
”اوہ۔ تم آئے نہیں“..... سرسلطان نے چونکتے ہوئے کہا۔

”اب ناشتے سے فارغ ہوا ہوں۔ میرے لئے آپ کے پاس جو اہم کام ہے وہ میں نے اخبار میں پڑھ لیا ہے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہارا مطلب ہے بلگاریہ والی خبر“..... سرسلطان نے جلدی سے کہا۔

”جی ہاں۔ کیا کوئی اور بات ہے“..... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ تمہارا کیا خیال ہے اس معاملے کے بارے میں۔“  
سرسلطان نے پوچھا۔

”ہو سکتا ہے کہ یہ محض خبر ہی ہو۔ میرا مطلب ہے کہ محض بلگاریہ کو خوفزدہ کرنے کے لئے یہ خبر پھیلائی گئی ہو۔ چنانچہ پہلے اس خبر کی تصدیق کرنا ضروری ہے“..... عمران نے جواب دیا۔  
”اس کے بعد کیا کرو گے“..... سرسلطان نے کہا۔

”فی الحال کچھ سوچا نہیں۔ اصل معاملے کا پتہ چلنے پر دیکھوں گا“..... عمران نے پرسوج لہجے میں کہا۔

”بیٹے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اس معاملے میں ذاتی دلچسپی لو اور اسرائیلی ایجنٹوں کو ان کے مقاصد میں کامیاب نہ ہونے دو۔ پاکستان کے بعد صرف بلغاریہ ہی ایسا ملک ہے جو عربوں کو اسرائیلی جارحیت سے محفوظ رکھ سکتا ہے اور اگر بلغاریہ غیر محفوظ ہو گیا تو پھر پاکستان کی سلامتی بھی خطرے میں پڑ جائے گی“..... سرسلطان نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”آپ فکر مت کریں۔ انشاء اللہ اسرائیل اور اکیرمیا اپنے مقاصد میں کبھی کامیاب نہ ہو سکیں گے۔ بلغاریہ کی ایٹمی تنصیبات کی حفاظت کے لئے میں اپنی جان کی بازی لگا دوں گا“..... عمران نے انتہائی گھمبیر لہجے میں کہا۔

”مجھے تم پر بھروسہ اور یقین ہے۔ اسی لئے میں نے تم سے بات کی ہے۔ سرکاری سطح پر ہم اکیرمیا کی مخالفت مول نہیں لے سکتے اور اکیرمیا کی وجہ سے ہی دوسری ایٹمی طاقتیں بھی بلغاریہ کی ایٹمی ترقی کی مخالف ہیں۔ چنانچہ تمہیں ذاتی طور پر اسرائیلی کوششوں کو ناکام بنانا ہو گا“..... دوسری طرف سے سرسلطان نے کہا۔

”آپ درست فرما رہے ہیں جناب۔ میں بھی حکومتی مجبور یوں کو سمجھتا ہوں۔ اللہ حافظ“..... عمران نے آخر میں کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ کر کچھ سوچنے لگا۔ چند لمحوں بعد اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور دانش منزل کے نمبر پر لیس کرنے لگا۔

”ایکسلو“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایکسلو کی مخصوص آواز سنائی

دی۔

”عمران بول رہا ہوں طاہر“..... عمران نے کہا۔

”السلام علیکم عمران صاحب“..... دوسری طرف سے اس مرتبہ بلیک زیرو نے اپنی اصل آواز میں کہا۔

”کیا ہو رہا ہے پیارے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”کچھ نہیں جناب۔ کوئی کام ہو تو کروں“..... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

”یہ تو اچھی بات نہیں ہے۔ کوئی کام نہ ہو تو کنفیوشس کے اس قول پر ہی عمل کر لیا کرو کہ بے کار مباحث نہ بیٹھ کچھ کیا کر، ورنہ اپنے چاہنے والوں کو فون کیا کر“..... عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا تو بلیک زیرو ہنسنے لگا۔

”سب ہی آپ کے چاہنے والے ہیں۔ فرمائیے۔ صفدر کو فون کروں یا جولیا کو“..... بلیک زیرو نے شوخ لہجے میں کہا۔

”لاحول ولا قوۃ۔ تم نے میری نصیحت کا غلط مطلب نکالا ہے اور بات کہاں سے کہاں لے گئے ہو“..... عمران نے ناگوار لہجے میں کہا۔

”میرا خیال تو یہی ہے کہ پوری ٹیم میں یہی دونوں آپ کے زیادہ چاہنے والے ہیں“..... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

”کچھ بتانے والے بھی تو ہیں۔ ان کی بات کیوں نہیں کرتے“۔

عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”تھرڈ ورلڈ سے۔ اتنا ہی کافی ہے۔ ہارڈی مجھے جانتا ہے۔“  
عمران نے جواب دیا۔

”رائٹ سر۔ ویٹ پلیز“..... دوسری طرف سے مودبانہ لہجے میں کہا گیا اور پھر جلد ہی ہارڈی سے رابطہ ہو گیا۔  
”ہیلو پرنس۔ ہارڈی بول رہا ہوں“..... دوسری طرف سے ہارڈی کی مسرت بھری آواز سنائی دی۔

”لیس ہارڈی۔ بہت خوش معلوم ہوتے ہو“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ کی کال آنے پر مجھے دلی مسرت ہوتی ہے پرنس۔ میں سمجھ جاتا ہوں کہ آپ کو میری خدمات کی ضرورت پڑ گئی ہے کیونکہ آپ بلا ضرورت کبھی یاد نہیں کرتے“..... ہارڈی نے ہنستے ہوئے کہا۔

”یہ تمہاری عقل مندی کا ثبوت ہے۔ اسی لئے میں ہمیشہ تمہیں ترجیح دیتا ہوں“..... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”تھینک یو پرنس۔ آپ کے منہ سے اپنی تعریف سن کر میرا سیروں خون بڑھ جاتا ہے“..... ہارڈی نے جواب دیا۔

”اچھا۔ اضافی خون میں سے آدھا مجھے بھیج دیا کرو۔ میری بکری میں خون کی کمی ہو گئی ہے“..... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

”آپ کے لئے تو میری جان بھی حاضر ہے۔ حکم فرمائیں۔“

”بتانے والے۔ وہ کون ہیں“..... بلیک زیرو نے چوکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ایکیریما میں ہمارے مخبر۔ تم ہارڈی کا فون نمبر مجھے دو۔ سرخ جلد والی فون ڈائری میں ہو گا اس کا نمبر“..... عمران نے کہا۔

”جی بہتر۔ خیریت تو ہے“..... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ کچھ معلومات چاہئیں۔ اسی لئے تو تم سے کہتا ہوں کہ کچھ نہ کچھ کرتے رہا کرو۔ آج کے اخبار کے آخری صفحے پر ایک چھوٹی سی خبر شائع ہوئی ہے وہ پڑھ لینا۔ پہلے مجھے نمبر دیکھ کر بتاؤ“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو خاموش ہو گیا۔ تقریباً ایک منٹ بعد بلیک زیرو نے مطلوبہ نمبر بتا دیا۔

”ٹھیک ہے۔ اب تم اخبار دیکھو۔ میں پھر فون کروں گا تمہیں۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور کریڈل دبا کر سلسلہ منقطع کرنے کے بعد بلیک زیرو کے بتائے ہوئے نمبر پر لیس کرنے لگا۔

”لیس۔ سلور کلب“..... چند لمحوں بعد رابطہ قائم ہونے پر ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”ہارڈی سے ملاؤ۔ میں ڈبل سیون بول رہا ہوں“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”آپ کہاں سے کال کر رہے ہیں سر“..... دوسری طرف سے لڑکی نے پوچھا۔



جولیا کے فلیٹ پر اس وقت صفدر موجود تھا۔ صفدر، جولیا کی دعوت پر وہاں آیا تھا۔ جولیا نے اسے فون کر کے کہا تھا کہ آج وہ لنچ ہوٹل کی بجائے گھر پر ہی کرے گی اور خود لنچ تیار کرے گی اس لئے وہ لنچ کے لئے اس کے فلیٹ پر آ جائے۔ چونکہ آج کل سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کیس نہ تھا اور تمام ممبرز فارغ تھے اس لئے بوریت دور کرنے کے لئے جولیا اور صفدر اکثر اکٹھے کسی ہوٹل میں لنچ یا ڈنر کرتے تھے یا ایک دوسرے کے فلیٹ پر جا کر گپ شپ میں وقت پاس کرتے تھے۔ اب جولیا کچن میں کھانا تیار کر رہی تھی اور صفدر ڈرائینگ روم میں بیٹھا اخبار پڑھ رہا تھا۔ چند لمحوں بعد جولیا کمرے میں آئی تو صفدر نے اخبار رکھ دیا۔

”بس چند منٹ اور لگیں گے“..... جولیا نے صفدر کے سامنے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

ہارڈی نے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

”فی الحال مجھے تمہاری جان کی نہیں کچھ معلومات کی ضرورت ہے اور مجھے امید ہے کہ تم نصف گھنٹے میں یہ معلومات حاصل کر لو گے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اسے بلگارنیہ کی ایٹمی تنصیبات کے حوالے سے شائع ہونے والی خبر کے متعلق بتا دیا۔

”اخبار نے یہ خبر ٹکٹن پوسٹ سے لی ہے۔ تم نے ٹکٹن پوسٹ سے صرف یہ معلوم کرتا ہے اسے یہ خبر کہاں سے ملی اور یہ خبر کس حد تک مصدقہ ہے“..... عمران نے کہا۔

”سمجھ گیا پرنس۔ ایک گھنٹہ بعد معلومات مل جائیں گی۔“ دوسری طرف سے ہارڈی نے کہا۔

”اوکے۔ میں ایک گھنٹہ بعد دوبارہ کال کروں گا“..... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

دوسری طرف سے عمران نے کہا۔  
 ”ہاں۔ خیریت تو ہے“..... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور  
 صوفے پر بیٹھ کر فون کا لاؤڈر آن کر کے فون میز پر رکھ دیا۔  
 ”خیریت ہوتی تو کیوں فون کرتا۔ صفر سے بات کراؤ۔“  
 عمران نے کہا تو جولیا نے چونکتے ہوئے رسیور صفر کی طرف بڑھا  
 دیا۔

”عمران تم سے بات کرنا چاہتا ہے“..... جولیا نے صفر سے  
 مخاطب ہو کر کہا۔  
 ”ہیلو عمران صاحب۔ کیسے ہیں آپ“..... صفر نے مسکراتے  
 ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہوں۔ تمہاری ضرورت پڑ گئی ہے“..... لاؤڈر سے  
 عمران کی آواز ابھری۔

”اوہ۔ کس معاملے میں“..... صفر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔  
 ”دراصل مولوی نہیں مان رہا۔ وہ کہتا ہے کہ دولہا کی طرف  
 سے کم از کم دو گواہ ہونے ضروری ہیں جبکہ میرے پاس صرف ایک  
 گواہ سلیمان ہے۔ دوسرا گواہ میں تمہیں بنانا چاہتا ہوں“..... دوسری  
 طرف سے عمران نے کہا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔  
 ”اچھا تو آپ دولہا بن رہے ہیں۔ کیا دلہن بھی وہاں موجود  
 ہے“..... صفر نے بے اختیار مسکراتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ غائبانہ نکاح ہو رہا ہے۔ مولوی فون پر دلہن سے اقرار

”کوئی بات نہیں۔ مجھے بھی ابھی بھوک نہیں ہے“..... صفر نے  
 مسکراتے ہوئے کہا۔  
 ”دراصل ریسٹورنٹ کے کھانے کھا کر اکتاہٹ ہونے لگی  
 تھی۔ سوچا آج سے گھر پر ہی کھانا بنا لیا کروں اور اپنی پسند کی  
 چیزیں پکایا کروں۔ تم کل کے لئے بتا دو کہ کیا پکاؤں“..... جولیا  
 نے پوچھا۔

”کل کا کیا پتہ۔ ہو سکتا ہے کوئی مصروفیت نکل آئے“..... صفر  
 نے جواب دیا۔  
 ”کوئی کیس تو ہے نہیں۔ پھر کیسی مصروفیت“..... جولیا نے  
 مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہو سکتا ہے کہ کل کوئی کیس نکل آئے۔ آپ لانچ تیار کر رہی  
 ہوں اور چیف کا فون آ جائے کہ پانچ منٹ کے اندر اندر فلاں  
 جگہ پہنچو تو سب کچھ چھوڑ کر بھاگنا پڑے گا“..... صفر نے ہنس کر  
 کہا اور اسی لمحے فون کی کھنٹی بج اٹھی تو وہ دونوں چونک پڑے۔  
 ”لگتا ہے آج بھی لانچ چھوڑنا پڑے گا“..... جولیا نے مسکراتے  
 ہوئے کہا اور اٹھ کر فون کی طرف بڑھ گئی۔

”ہیلو۔ جولیا بول رہی ہوں“..... جولیا نے رسیور اٹھا کر کان  
 سے لگاتے ہوئے کہا اور دوسرے ہاتھ سے فون اٹھا کر صوفے کی  
 طرف بڑھ گئی۔

”عمران بول رہا ہوں جولیا۔ کیا صفر تمہارے فلیٹ میں ہے۔“

لے گا..... عمران نے جواب دیا۔

”بہت خوب۔ دلہن ہے کہاں“..... صفدر نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ جولیا کے چہرے پر غصے کے تاثرات تھے۔

”ارے۔ دلہن کو گولی مارو۔ تم خواہ مخواہ اس کے پیچھے پڑ گئے ہو۔ تمہیں صرف میری طرف سے گواہ بننا ہے۔ دولہا نہیں بننا۔ بولو۔ آ رہے ہو یا میں مولوی کو لے کر وہیں تمہارے پاس آ جاؤں۔“ عمران نے کہا۔

”سوری۔ فی الحال تو میں لنچ کروں گا۔ لنچ کے بعد آ سکتا ہوں۔“ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ کس ہوٹل میں لنچ کرو گے۔ ہوٹل کا نام بتاؤ۔ میں مولوی صاحب کو وہیں لے آتا ہوں“..... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ میں مس جولیا کے فلیٹ میں لنچ کروں گا۔ انہوں نے خود کھانا بنایا ہے“..... صفدر نے جواب دیا۔

”ارے۔ کیا شادی سے پہلے ہی جولیا دیور کی خدمت کرنے لگی ہے“..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کیا بک رہے ہو عمران۔ میں سب سن رہی ہوں تمہاری بکواس“..... جولیا نے یکدم غرائی ہوئی آواز میں کہا۔

”ارے۔ یہ تو اچھی بات ہے کہ تم سن رہی ہو۔ میں نکاح کے لئے ابھی مولوی صاحب کو لے کر تمہارے پاس آ رہا ہوں۔“ عمران کی چپکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”خبردار۔ اگر تم کسی کو ساتھ لائے۔ ٹانگیں توڑ دوں گی۔“ جولیا نے غضبناک لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ آہستہ بولو۔ مولوی صاحب نے سن لیا تو اٹھ کر بھاگ جائے گا“..... عمران نے بوکھلاہٹ زدہ لہجے میں کہا۔

”عمران صاحب۔ مذاق چھوڑیے۔ آپ آ جائیں یہاں۔“ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

”کیا بارات لے کر“..... عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ فی الحال تو اکیلے ہی آئیے“..... صفدر نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ میں آ رہا ہوں۔ لیکن یاد رکھنا دلہن میں لے کر جاؤں گا“..... دوسری طرف سے عمران نے وارننگ دینے والے انداز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو صفدر نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا اور جولیا کی طرف دیکھ کر مسکرائے لگا۔

”تم نے خواہ مخواہ اس احمق کو بلا لیا“..... جولیا نے سر جھٹک کر ناگوار لہجے میں کہا۔

”کوئی بات نہیں۔ میں نہ بھی کہتا تو انہوں نے آ جانا تھا۔“ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا کچھ کہے بغیر اٹھ کر کچن کی طرف چلی گئی۔ صفدر جانتا تھا کہ جولیا کی خفگی عارضی ہے ورنہ عمران سے اس کی محبت کو تمام ممبرز محسوس کرتے تھے۔ جولیا صرف عمران کے بے ہودہ مذاق پر خفا ہوتی تھی اور عمران بھی دانستہ جولیا کو



چھیڑنے کے لئے مذاق کیا کرتا تھا۔ اس کی حماقتوں سے دوسرے ممبرز بے حد محفوظ ہوتے تھے۔ البتہ جولیا ممبرز کی موجودگی میں عورت ہونے کے ناطے شرمندگی محسوس کرتی تھی اور اسی لئے عمران کی بے ہودہ باتوں پر غضبناک ہو جاتی تھی۔ کچھ دیر بعد جولیا کھانا لا کر میز پر سجانے لگی تو اس کا چہرہ نارمل تھا۔ اسی لمحے ڈورنیل کی آواز سنائی دی تو صفدر سمجھ گیا کہ عمران آیا ہے۔ وہ صوفے سے اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے دروازہ کھولا تو باہر عمران چہرے پر حماقتیں سجانے کھڑا تھا۔

”آئیے عمران صاحب۔ بہت اچھے موقع پر آئے ہیں۔“ صفدر نے مسکرا کر ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ کیا دلہن مان گئی ہے؟“ عمران نے خوش ہوتے ہوئے رازدارانہ لہجے میں پوچھا۔

”نہیں۔ لیکن لہجہ تیار ہے۔ پلیز کوئی بے ہودگی مت پھیلائیے گا ورنہ کھانا بے مزہ ہو کر رہ جائے گا۔“ صفدر نے آہستہ سے کہا۔

”بے فکر رہو۔ میں بارہ مصالحے ساتھ لایا ہوں کھانے کو مزیدار بنانے کے لئے۔“ عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا تو صفدر نے دروازہ بند کیا اور عمران کے ساتھ ڈرائینگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ وہ کمرے میں داخل ہوئے تو جولیا صوفے پر بیٹھی تھی۔ عمران نے میز پر سجا کھانا دیکھ کر لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیئے جیسے کچھ

سوگھ رہا ہو۔

”آہا۔ لگتا ہے کریلے بھرے قیمہ کے ساتھ شملہ کدو پکائے ہیں۔“ عمران نے چپکتے ہوئے لہجے میں کہا اور آگے بڑھ کر جولیا کے سامنے صوفے پر بیٹھ گیا۔

”ہیلو جولیا۔ تمہیں کیسے پتہ چلا کہ مجھے کریلے بھرے قیمہ پسند ہیں۔“ عمران نے جولیا سے حماقت آمیز لہجے میں پوچھا۔

”میں نے کریلے نہیں پکائے۔“ جولیا نے منہ بنا کر کہا جبکہ صفدر دوسرے صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔

”عمران صاحب۔ آپ غلط سمجھے ہیں۔ قیمہ میں کریلے نہیں بلکہ کرلیوں میں قیمہ بھرا جاتا ہے۔“ صفدر نے تیزی سے کہا۔

”اچھا۔ کریلے بھرے قیمہ نہ سہی قیمہ بھرے کریلے ہی سہی۔ اصل چیز تو کریلے ہیں نا۔“ عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

”کریلے نہیں چکن قورمہ بنایا ہے مس جولیا نے۔ شروع کیجئے۔“ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”چکن قورمہ۔ پھر تو ضرور کھاؤں گا۔ عرصہ ہو گیا ہے چکن کھائے۔ وہ سلیمان کا بچہ تو اب لہجے میں بھی مونگ کی دال کھانے پر اصرار کرتا ہے۔ بے کاری کے سبب ہوٹل میں کھانے سے بھی لاچار ہوں۔“ عمران نے کھانا شروع کرتے ہوئے کہا۔

”تو کوئی اور کام شروع کر دو۔ ضروری تو نہیں کہ سیکرٹ سروس کے لئے ہی کام کرو۔“ جولیا نے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

”آج کل یہی سوچ رہا ہوں کہ تمہارے چوہے سے کچھ قرض لے کر کوئی کاروبار کر لوں“..... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”چیف سے قرض لینے کی کیا ضرورت ہے۔ سوپر فیاض سے سرمایہ حاصل کر کے بھی آپ بزنس کر سکتے ہیں“..... صفدر نے کھانا کھاتے ہوئے کہا تو عمران یکدم چونک پڑا۔

”اوہ۔ خوب یاد دلایا۔ سوپر فیاض سے رقم اینٹھنا تو آسان ہے۔ تین چار لاکھ روپے تو آسانی سے مل ہی جائیں گے۔“ عمران نے مسکرا کر کہا۔

”کون سا بزنس کریں گے“..... صفدر نے پوچھا۔

”سوچ رہا ہوں کہ پولٹری پارک کھول لوں۔ تمہارا کیا خیال ہے“..... عمران نے صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”پولٹری پارک۔ میں سمجھا نہیں۔ لوگ تو پولٹری فارم بناتے ہیں“..... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”لیکن میں پولٹری پارک بناؤں گا۔ لوگ اپنی مرغیوں کو وہاں سیر کرانے آیا کریں گے“..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”فضول باتیں مت کرو۔ سنجیدگی سے کھانا کھاؤ“..... جولیا نے بیزار سے لہجے میں کہا۔

”سنجیدگی۔ کیا وہ بھی پکائی ہے“..... عمران نے چوکتے ہوئے کہا تو جولیا اسے گھورنے لگی۔

”عمران صاحب۔ آپ نے یہ تو بتایا نہیں کہ چیف آج کل کیا کر رہا ہے۔ کوئی کیس تو ہے نہیں“..... صفدر نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

”ارے۔ اس چوہے کے پاس ہمیشہ کوئی نہ کوئی کیس ضرور ہوتا ہے اور وہ مصروف رہتا ہے۔ آج کل وہ ڈیوری کیس پر کام کر رہا ہے۔ کیا اس نے تمہیں کال نہیں کیا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ ایسے کیسوں میں آپ ہی سے کام لیتا ہے وہ۔“ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

”میں نہ تو اس کی بیوی کا غلام ہوں اور نہ اس کا ذاتی ملازم اس لئے وہ مجھے نہیں بلاتا کہ کہیں دگنا معاوضہ نہ مانگ لوں جبکہ تم اس کے ماتحت ہو اور تم سے وہ مفت میں کام لے سکتا ہے۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

”سلیمان۔ دیکھنا کس کے پیٹ میں درد اٹھا ہے لُچ ٹائم میں۔“ عمران نے بلند آواز میں سلیمان کو پکارتے ہوئے کہا۔

”سلیمان یہاں نہیں ہے۔ یہ مس جولیا کا فلیٹ ہے“..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہیلو۔ جولیا بات کر رہی ہوں“..... جولیا نے فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

”ایکسٹو“..... دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی

دی۔

”یس چیف۔ حکم فرمائیے“..... جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو صفدر بے اختیار چونک پڑا۔

”ممبرز کو کال کر کے ہدایت کر دو کہ وہ آج شام ایک مشن پر جانے کے لئے تیار رہیں“..... دوسری طرف سے ایکسٹو نے کہا۔

”رائٹ سر۔ کیا تمام ممبرز جائیں گے“..... جولیا نے چونکتے ہوئے کہا۔

”شاید۔ بہر حال تم سب کو کال کرو۔ سلیکشن شام کو ہو جائے گی“..... ایکسٹو نے کہا۔

”چیف۔ کیا عمران کو بھی کال کروں“..... جولیا نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو لا پرواہی سے کھانا کھا رہا تھا۔

”کیا عمران سیکرٹ سروس کا ممبر ہے“..... دوسری طرف سے ایکسٹو نے تلخ لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ نو سر“..... جولیا نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”بس تو اسے رہنے دو۔ ضرورت پڑی تو اس کے بارے میں سوچوں گا“..... ایکسٹو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جولیا نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ پھر اس نے صفدر کو ایکسٹو کے حکم کے بارے میں بتایا۔

”عمران صاحب۔ کیا معاملہ ہے۔ کہاں جانا ہے“..... صفدر نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”معلوم نہیں۔ میری تو آج کل ایکسٹو سے بول چال بند ہے۔“

عمران نے برا سامنہ بناتے ہوئے کہا اور ٹشو پیپر سے ہاتھ صاف کرنے لگا۔

”کیوں۔ چیف نے کہا ہے کہ صرف ممبرز کو مشن پر جانے کے لئے تیار رہنے کی ہدایت کروں“..... جولیا نے چونکتے ہوئے کہا۔

”دراصل اس نے کہا تھا کہ آئندہ وہ کسی مشن پر تمہیں میرے ساتھ نہیں بھیجے گا۔ چنانچہ میں نے بھی شرط عائد کر دی کہ جب تک وہ اپنا فیصلہ واپس نہیں لے گا میں سیکرٹ سروس کے لئے کوئی کام نہیں کروں گا“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو جولیا نے عجیب سی نگاہوں سے عمران کے چہرے کی طرف دیکھا اور سر جھکا لیا۔

”کیا واقعی عمران صاحب“..... صفدر نے بے یقینی کے انداز میں کہا۔

”ہاں۔ دراصل جولیا کے بغیر مجھے کام کرنے میں لطف نہیں آتا۔ بقول کنفیو شس، وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ۔

لیکن وہ چوہا یہ بات نہیں سمجھتا۔ اسے صف نازک سے کوئی دلچسپی ہو تو اسے پتہ چلے کہ دنیا میں عورت کے بغیر کوئی کام نہیں ہو سکتا۔

کسی مہم میں فتح حاصل نہیں کی جاسکتی۔ دنیا میں محض عورت کی وجہ سے بڑی بڑی جنگیں لڑی گئیں اور عورت کے لئے فتوحات کی گئیں۔

سندھ کو محض ایک عورت کی فریاد پر محمد بن قاسم نے فتح کیا۔ شہنشاہ اکبر اور ہمایوں اپنی بیگمات کو ہر جنگ میں اپنے ساتھ



پوچھا۔

”کیوں نہیں۔ یقین نہیں آتا تو خاندانی منصوبہ بندی والوں کا لٹرچر پڑھ کر دیکھ لو۔ کیا تم بھی سفارش سے بچے پیدا کرانا چاہتے ہو؟“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”شکریہ۔ میری ابھی شادی نہیں ہوئی“..... صفدر نے جلدی سے کہا۔

”کوئی بات نہیں۔ شادی بھی سفارش سے ہو سکتی ہے۔ کروں کسی لونڈیا سے تمہاری سفارش“..... عمران نے پیشکش کرتے ہوئے کہا۔

”آپ خود کیوں نہیں شادی کر لیتے؟“..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیسے کر لوں۔ میری سفارش کرنے والا کوئی نہیں ورنہ اب تک دس شادیاں کر چکا ہوتا“..... عمران نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

”میں آپ کی سفارش کر سکتا ہوں۔ بتائیے کس لڑکی سے شادی کریں گے؟“..... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

”پھر بتاؤں گا۔ فی الحال تو مجھے چائے کی طلب ہو رہی ہے۔

اگر لڑکی کا نام بتا دیا تو چائے کی بجائے دھکے ملیں گے اور سینڈل کھانے پڑیں گے“..... عمران نے کن آنکھوں سے جولیاء کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو میز سے برتن اٹھا رہی تھی جبکہ صفدر اس کا اشارہ سمجھ کر مسکراتے ہوئے لگا اور پھر اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

لے جایا کرتے تھے۔ ہٹلر کی کامیابی میں بھی عورت کا ہاتھ تھا۔ کیا غلط کہہ رہا ہوں میں؟“..... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”آپ کی بات درست ہے۔ تو گویا آپ اس مشن میں حصہ نہیں لیں گے؟“..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہرگز نہیں۔ اگر ایکسٹو میرے پاؤں بھی پکڑے تو نہیں جاؤں گا جولیاء کے بغیر“..... عمران نے حتمی لہجے میں کہا تو جولیاء ایک بار پھر چونک کر عمران کے چہرے کی طرف دیکھنے لگی اور وہاں پھیلی گہری سنجیدگی دیکھ کر اسے یقین ہو گیا کہ عمران مذاق نہیں کر رہا۔ اس کے دل میں دبی محبت کی چنگاری سلگنے لگی تھی لیکن اس نے اپنے جذبات کو چہرے سے ظاہر نہ ہونے دیا اور خاموشی سے کھانے کے برتن سمیٹنے لگی۔

”لیکن ہمیں آپ کے بغیر کام کا مزہ نہیں آئے گا۔ کیا میں ایکسٹو سے آپ کی سفارش کروں؟“..... صفدر نے کہا۔

”نہیں۔ میں سفارش اور رشوت کے خلاف ہوں۔ سفارش کرانے والے نا اہل ہوتے ہیں۔ سفارش کے ذریعے شادی کرنے والا کبھی کامیاب شوہر ثابت نہیں ہوتا اور نہ ہی سفارش سے پیدا ہونے والے بچے امتحانوں میں کامیاب ہوتے ہیں اس لئے تم ایکسٹو سے میری سفارش مت کرنا“..... عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

”کیا سفارش سے بچے بھی پیدا ہوتے ہیں؟“..... صفدر نے

”ہیلو۔ جولیا سپیکنگ“..... جولیا نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

”سلیمان بول رہا ہوں مس جولیا۔ صاحب سے بات کرائیں۔“  
دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی تو جولیا نے رسیور عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا کہ سلیمان بات کرنا چاہتا ہے۔

”ہیلو باورچی کی اولاد۔ کیا بات ہے“..... عمران نے رسیور لے کر کان سے لگاتے ہوئے کہا جبکہ جولیا نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

”صاحب۔ ابھی ایک نامعلوم شخص کا فون آیا تھا۔ وہ آپ سے بات کرنا چاہتا تھا“..... دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

”اوہ۔ کون تھا وہ اور تم نے اسے میرے بارے میں کیا بتایا ہے“..... عمران نے چوکتے ہوئے پوچھا۔

”میں نے پوچھا تھا لیکن اس نے نام بتانے کی بجائے شکریہ کہہ کر فون بند کر دیا۔ بہر حال میں نے بھی اسے چکر دیا تھا اور وہ اب تک چکرا رہا ہو گا“..... دوسری طرف سے سلیمان نے ہنستے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ کیسا چکر“..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں نے اسے بتایا کہ صاحب اپنے سرال گئے ہوئے ہیں۔ پھر اس نے آپ کے سرال کا ایڈریس پوچھا اور میں نے بتا دیا۔“

سلیمان نے کہا تو اس کی بات پر صفدر بے اختیار مسکرا دیا جبکہ عمران کے تئیں بگڑ گئے۔

”کیا بک رہے ہو گھاڑ۔ کیا تم نے اسے جولیا کے فلیٹ کا ایڈریس بتا دیا ہے“..... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”نہیں صاحب۔ وہ فلیٹ آپ کا سرال کیسے ہو سکتا ہے۔ مس جولیا تو آپ کو گھاس بھی نہیں ڈالتی“..... سلیمان نے کہا۔

”شٹ اپ۔ اس کی برائی مت کرو۔ ابھی میں نے یہاں کھانا کھایا ہے“..... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ کیا واقعی۔ اچھا سچ بتائیے گا کتنے سینڈل کھائے ہیں“..... سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو صفدر بے ساختہ ہنس پڑا جبکہ جولیا کے لبوں پر بھی مسکراہٹ پھیل گئی۔

”کتنے کا پتہ تو تمہیں اس وقت چلے گا جب میں وہاں آ کر تمہارے سر پر سینڈل ماروں گا۔ فی الحال تم میرے سرال کا ایڈریس بتاؤ جو تم نے اجنبی کو بتایا تھا“..... عمران نے غصے سے دانت پیستے ہوئے کہا۔

”میں نے اسے ایک فرضی ایڈریس بتایا تھا صاحب۔ مگر یاد نہیں کیا بتایا تھا۔ بہر حال آپ کی اجازت ہو تو دوبارہ فون آنے پر اسے مس جولیا کا ایڈریس بتا دوں“..... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بکو مت۔ میں خود آ رہا ہوں چند منٹ میں۔ اس کا فون

آئے تو کہہ دینا کہ میں حج پر چلا گیا ہوں..... عمران نے سلیمان کو ڈانٹتے ہوئے کہا تو جولیا مسکرانے لگی۔

”اوہ۔ اتنا بڑا جھوٹ۔ آپ تو کبھی مسجد میں نہیں گئے۔ حج پر کیسے جاسکتے ہیں“..... سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔  
”شٹ اپ۔ یہ میرا ذاتی معاملہ ہے۔ حج پر جاؤں یا سینما میں جاؤں۔ تمہیں منکر نکیر بننے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیا سمجھے۔“ عمران نے غضبناک لہجے میں کہا۔

”یہی کہ آپ حج کر کے سینما چلے گئے ہیں“..... سلیمان نے جواب میں کہا تو عمران نے جبرے پھینچتے ہوئے رسیور رکھ دیا جبکہ صفدر اور جولیا، سلیمان کی بات پر بے اختیار ہنسنے لگے۔

”آپ کا باورچی حماقتوں میں آپ سے بھی دو جوتے آگے ہے“..... صفدر نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ لیکن مجبوری ہے۔ جب تک کوئی بیوی نہیں آ جاتی سلیمان کو برداشت کرنا پڑے گا“..... عمران نے ٹھنڈا سانس لیتے ہوئے بے چارگی کے انداز میں کہا اور جانے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

”آپ کا کیا اندازہ ہے۔ فون کرنے والا کون ہو سکتا ہے۔“ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”پتہ نہیں۔ ہو سکتا ہے کوئی شادی سنٹر والا ہو اور میری کسی سے خفیہ شادی کرانا چاہتا ہو“..... عمران نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

”کوئی بات تو سنجیدگی سے کر لیا کرو احمق“..... جولیا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

”شادی کے بعد کیا کروں گا تاکہ بیوی کے سینڈلوں سے بچا رہوں۔ اللہ حافظ“..... عمران نے احمقانہ انداز میں کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا تو صفدر بے اختیار مسکرا دیا جبکہ جولیا دانت پیس کر رہ گئی تھی۔

”چیف۔ میں نے مطلوبہ معلومات حاصل کر لی ہیں۔ واشنگٹن پوسٹ کی خبر شائع ہونے کے بعد سے یہاں کی تمام انٹیلی جنس ایجنسیاں حرکت میں آ چکی ہیں اور وہ ایٹمی تنصیبات اور مراکز کی کڑی نگرانی کر رہی ہیں لیکن ابھی تک نہ تو یہاں کوئی خاص واقعہ رونما ہوا ہے اور نہ ہی کوئی غیر ملکی ایجنٹ پکڑا گیا ہے۔ اور۔“

مشہدی نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”کیا اسرائیلی ایجنٹوں کی بلگاریہ میں موجودگی کا پتہ چلا لیا گیا ہے۔ اور۔“..... بلیک زیرو نے پوچھا۔

”نوسر۔ البتہ وسیع پیمانے پر سرچ آپریشن جاری ہے لیکن ابھی تک اسرائیلی ایجنٹوں کی یہاں موجودگی ثابت نہیں ہو سکی۔ ہو سکتا ہے آج کل میں کوئی کامیابی حاصل ہو جائے۔ اور۔“..... مشہدی نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ اس سلسلے میں جیسے ہی کوئی نئی بات معلوم ہو مجھے فوراً مطلع کر دینا۔ اور اینڈ آل۔“..... بلیک زیرو نے تاکید کرتے ہوئے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ پھر اس نے عمران کو کال کرنے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ سکرین پر عمران کی کار گیٹ پر رکتی دکھائی دی تو بلیک زیرو نے گیٹ کھولنے کے لئے کنٹرول پینل کا ایک بٹن پریس کیا اور گیٹ کھل گیا۔ عمران کی کار اندر آئی تو بلیک زیرو نے دوبارہ بٹن پریس کیا تو گیٹ بند ہو گیا۔ چند لمحوں بعد عمران آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو نے احتراماً اٹھ کر سلام کیا۔

بلیک زیرو نے عمران کی ہدایت کے مطابق جولیا کو فون کیا تھا۔ اب وہ بلگاریہ میں اپنے ایجنٹ مشہدی کی کال کا انتظار کر رہا تھا جسے اس نے عمران کے حکم پر کال کر کے بلگاریہ میں ایٹمی تنصیبات کے حوالے سے شائع ہونے والی خبر کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی ہدایت کی تھی اور مشہدی نے ایک گھنٹہ بعد رپورٹ دینی تھی۔ تھوڑی دیر بعد لانگ رینج ٹرانسمیٹر سے سگنل کی مخصوص سیٹی سنائی دی تو بلیک زیرو نے میز پر رکھے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن پریس کر دیا۔

”ہیلو چیف۔ مشہدی کالنگ۔ اور۔“..... ٹرانسمیٹر سے حسب توقع مشہدی کی آواز سنائی دی۔

”ہیس۔ ایکسٹو اینڈنگ یو۔ اور۔“..... بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

”کیا خبر ہے۔ مشہدی نے رپورٹ دی ہے کیا“..... عمران نے سلام کا جواب دیتے ہوئے پوچھا۔

”جی ہاں۔ ایک منٹ پہلے ہی اس کی کال آئی تھی“..... بلیک زیرو نے مودبانہ لہجے میں کہا اور اپنی سیٹ پر بیٹھ کر مشہدی کی رپورٹ بیان کرنے لگا۔ عمران نے رپورٹ سنی تو جیب سے چیونگم کا پیس نکال کر منہ میں ڈالا اور چبانے لگا۔

”آپ کے لئے چائے ناؤں“..... بلیک زیرو نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”نہیں۔ پہلے تم خاور کو کال کر کے میرے فلیٹ کی نگرانی کی ہدایت کر دو“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ کیا کوئی خاص بات ہے“..... بلیک زیرو نے بے اختیار چوکتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ میری غیر موجودگی میں کسی نامعلوم شخص نے میرے فلیٹ پر فون کر کے میرے بارے میں پوچھا تھا لیکن جب سلیمان نے اس کا نام پوچھا تو اس شخص نے فون بند کر دیا“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کون ہو سکتا ہے وہ“..... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہی معلوم کرنے کے لئے میں چاہتا ہوں کہ تم خاور کو وہاں بھیجو۔ ہو سکتا ہے وہ نامعلوم شخص یا اس کا کوئی ساتھی میرے فلیٹ

کی نگرانی کر رہا ہو اور میری آمد کا منتظر ہو“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا اور فون کا سیور اٹھا کر نمبر پر لیں کرنے لگا جبکہ عمران سر جھکا کر کچھ سوچنے لگا۔

”ہیلو۔ خاور سپیکنگ“..... چند لمحوں بعد رابطہ قائم ہونے پر خاور کی آواز سنائی دی۔

”ایکسٹو“..... بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

”لیس چیف۔ حکم فرمائیں“..... دوسری طرف سے خاور نے مودبانہ لہجے میں کہا تو بلیک زیرو اسے ہدایت دینے لگا۔

”رائٹ سر۔ میں ابھی روانہ ہو رہا ہوں“..... خاور نے کہا۔

”مخاطبہ رہ کر نہایت خفیہ انداز میں نگرانی کرنا۔ اس وقت فلیٹ میں صرف سلیمان ہے“..... بلیک زیرو نے آخر میں کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ کر عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

”عمران صاحب۔ کیا ہارڈی نے رپورٹ دی تھی“..... بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”ہاں۔ اس کی رپورٹ ملنے پر ہی میں نے تمہیں ممبرز کو الرٹ کرنے کی ہدایت کی تھی۔ ہارڈی نے ونگٹن پوسٹ کے نیوز ایڈیٹر سے معلومات حاصل کی تھیں۔ یہ خبر ونگٹن پوسٹ کے ایک رپورٹر نے پیناگوں کے ایک اہم آفیسر سے حاصل کی تھی۔ وہ آفیسر اس رپورٹر کا دیرینہ دوست ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ رپورٹر نے تین



چونکتے ہوئے کہا۔

”صنذر اور جولیا سے میں کہہ آیا ہوں کہ میں نہیں جا رہا۔ دراصل میں نہیں چاہتا کہ دشمن کو پتہ چلے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس معاملے میں کود پڑی ہے۔ البتہ اسرائیلی ایجنٹوں کی وہاں موجودگی ثابت ہونے پر اکیرمیا ہماری حکومت سے شکایت کرنے کا حق دار نہیں ہوگا کیونکہ پھر اکیرمیا کو بھی جواز پیدا کرنا پڑے گا کہ اسرائیلی ایجنٹ بلگاریہ میں کس لئے گئے تھے“..... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”سمجھ گیا عمران صاحب۔ گویا جیسے اکیرمیا خود کو اسرائیلی ایجنٹوں کی کارروائی سے انجان اور بری الذمہ ظاہر کر رہا ہے اسی طرح ہم بھی لاطعلقی کا اظہار کر سکیں گے“..... بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”بالکل۔ لگتا ہے تمہاری عقل داڑھ نکل آئی ہے۔ اس خوشی میں اب چائے پلا دو تاکہ میں بھی کچھ سمجھ سکوں“..... عمران نے شوخ لہجے میں کہا تو بلیک زیرو ہنستے ہوئے اٹھا اور آپریشن روم سے نکل گیا۔ چند منٹ بعد وہ چائے بنا کر لایا تو عمران آنکھیں بند کئے چیونگم چبا رہا تھا۔ یقیناً وہ کچھ سوچ رہا تھا۔ بلیک زیرو نے چائے کی پیالی عمران کے سامنے رکھی تو عمران نے آنکھیں کھول دیں۔ اسی لمحے بلیک زیرو کے واچ ٹرانسمیٹر پر سگنل موصول ہوا تو اس نے واچ ٹرانسمیٹر کا ونڈ بٹن باہر کھینچ دیا۔

چار دن پہلے اپنے اخبار کو یہ خبر فراہم کی تھی اور اخبار نے اپنے ذرائع سے اس خبر کی تصدیق کرنے کے بعد ہی خبر شائع کی تھی“..... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”تو اب آپ بلگاریہ جائیں گے“..... بلیک زیرو نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں۔ لیکن پہلے جولیا اور سلیمان کو بھیجوں گا“..... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

”اوہ۔ سلیمان کو۔ وہ کیا کرے گا وہاں“..... بلیک زیرو نے یکدم چونکتے ہوئے کہا۔

”دراصل میں چاہتا ہوں کہ بلگاریہ میں اسرائیلی ایجنٹوں کو ان کی کمین گاہوں سے باہر آنے پر مجبور کیا جائے۔ سلیمان میرا پارٹ کامیابی سے ادا کر سکتا ہے۔ اسرائیلی ایجنٹ جولیا اور سلیمان کو دیکھ کر یقیناً سامنے آ جائیں گے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ بات تو ہے۔ باقی ممبرز میں سے کون کون جائے گا“..... بلیک زیرو نے اس سے اتفاق کرتے ہوئے پوچھا۔

”تنویر، چوہان اور صدیقی۔ لیکن ہو سکتا ہے ان میں سے صرف ایک دو کو لے جاؤں۔ بہر حال ضرورت کے مطابق ممبرز کا انتخاب کر لیا جائے گا۔ ابھی تو مجھے اپنا بھی پتہ نہیں“..... عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا آپ نہیں جائیں گے“..... بلیک زیرو نے

”ٹھیک ہے۔ اس پر نگاہ رکھو۔ اگر وہ وہاں سے روانہ ہو تو اس کا پیچھا کرو۔ اور اینڈ آل“..... بلیک زیرو نے ہدایات دیتے ہوئے کہا اور وائچ ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”آپ کا اندازہ درست نکلا عمران صاحب“..... بلیک زیرو نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو چائے پینے لگا تھا۔

”اب یہ معلوم کرنا بھی ضروری ہے کہ وہ آدمی میرے فلیٹ کی گمرانی کیوں کر رہا ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا اسے پکڑا جائے“..... بلیک زیرو نے عمران کی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے کہا۔

”ظاہر ہے۔ میرے فلیٹ پر تو اس کی زبان کھلوانے کا مناسب انتظام نہیں ہے۔ تم چوہان کو وہاں بھیج دو۔ خاور اور چوہان مل کر اس آدمی کو یہاں لائیں گے۔ گمرانی اور تعاقب کے چکر میں تو کافی وقت ضائع ہو جائے گا“..... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو فون کا رسیور اٹھا کر چوہان کے نمبر پر پریس کرنے لگا۔

”ہیلو چیف۔ خاور کالنگ۔ اور“..... دوسری طرف سے خاور کی آواز سنائی دی۔

”ہیس۔ ایکسٹو اینڈنگ یو۔ اور“..... بلیک زیرو نے اپنی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے مخصوص لہجے میں کہا۔

”چیف۔ میں نے ایک آدمی کو ٹریس کیا ہے۔ وہ عمران صاحب کے فلیٹ کی گمرانی کر رہا ہے۔ اور“..... خاور نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو بلیک زیرو کے ساتھ ساتھ عمران بھی چونک پڑا۔

”کون ہے وہ۔ تفصیل بتاؤ۔ اور“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”چیف۔ شکل سے وہ مقامی لگتا ہے۔ اس کے چہرے پر چھوٹی سی داڑھی اور گھنی مونچھیں ہیں۔ میں وہاں پہنچا تو وہ شخص عمران صاحب کے فلیٹ کی سیڑھیوں کے پاس کھڑا ایک میگزین پڑھ رہا تھا لیکن وہ ہر شخص کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ میں دانستہ اس کے پاس رکا اور اس سے وقت پوچھا تو اس نے ٹائم بتایا تو اس کا لہجہ اکیبریمین تھا۔ البتہ اس نے پاکیشیائی زبان میں بات کی تھی۔ میں سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آیا اور عمران صاحب کے فلیٹ کے سامنے والے فلیٹ کے دروازے پر پہنچ کر رکا تو وہ شخص بھی اوپر آیا اور مجھے دیکھ کر سیڑھیوں کے قریب واقع واش روم میں داخل ہو گیا۔ تب میں واپس نیچے آ گیا اور اب اپنی گاڑی میں ہوں۔ اور“..... دوسری طرف سے خاور نے مسلسل رپورٹ دیتے ہوئے کہا تو عمران مسکرانے لگا۔

”نوسر۔ اس نے کہا تھا کہ وہ خود عمران کے فلیٹ پر جا رہا ہے۔ وہاں سے واپس آ کر کال کرے گا۔ اور“..... دوسری طرف سے ڈیوڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو ولسن کی آنکھیں پر سوچ انداز میں سکڑ گئیں۔

”دو گھنٹے ہو چکے ہیں۔ کیا وہ ابھی تک عمران کے بارے میں معلوم نہیں کر سکا۔ اور“..... ولسن نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”لیس سر۔ میں نے کچھ دیر پہلے اسے ٹرانسمیٹر پر ٹرائی کیا تھا لیکن رابطہ قائم نہیں ہو سکا۔ اور“..... ڈیوڈ نے جواب دیا۔

”اچھا۔ تم فلیپ کو کال کر کے ہدایت کرو کہ سائمن کے رہائشی ہوٹل جا کر اس کے بارے میں معلوم کرے۔ اگر سائمن ہوٹل میں نہ ہو تو وہ عمران کے فلیٹ پر جا کر سائمن کا پتہ کرے۔ کہیں وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی گرفت میں تو نہیں آ گیا۔ اور“..... ولسن نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”رائٹ سر۔ اور کوئی حکم۔ اور“..... دوسری طرف سے ڈیوڈ نے کہا۔

”جیسے ہی فلیپ کی رپورٹ آئے مجھے بتاؤ۔ میں چاہتا ہوں کہ عمران کی طرف سے تسلی ہو جائے تو یہاں کام شروع کر دیا جائے۔ اور اینڈ آل“..... ولسن نے سخت لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ پھر وہ واش روم سے باہر آیا اور صوفے پر بیٹھ گیا۔ وہ کافی زیادہ مضطرب دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے میز پر رکھے سگریٹ

بلگاریائی دارالحکومت کے ایک ہوٹل کے تھرڈ فلور پر ایک کمرے میں صوفے پر بیٹھے دراز قامت شخص نے اپنی ریٹ واچ پر نظر ڈالی تو اس کی کشادہ پیشانی پر شکنیں سی پڑ گئیں۔ اس نے اپنی جیب سے سنہری رنگ کا سگریٹ لائٹر نکالا اور اس کے پینڈے میں موجود چھوٹے سے سرخ نقطے کو انگلی سے پریس کرنے کے بعد وہ صوفے سے اٹھا اور واش روم میں داخل ہو کر اس نے دروازہ بند کر دیا۔

”ہیلو ڈیوڈ۔ ولسن کالنگ۔ اور“..... دراز قامت نے لائٹر منہ کے قریب کر کے آہستہ سے اپنا نام بتاتے ہوئے کہا۔

”لیس باس۔ ڈیوڈ ریسیونگ یو۔ اور“..... چند لمحوں بعد لائٹر سے ایک آواز سنائی دی۔

”کیا سائمن نے ابھی تک رپورٹ نہیں دی۔ اور“..... ولسن نے غراتی ہوئی آواز میں پوچھا۔

کے پیکٹ سے ایک سگریٹ نکالا اور لائٹر سے سگریٹ سلگا کر کش لینے لگا۔ تقریباً نصف گھنٹے بعد سگریٹ لائٹر سے ہلکی سی سنسناہٹ جیسی سیٹی کی آواز ابھری تو اس نے میز سے لائٹر اٹھایا اور تیزی سے اٹھ کر واش روم میں داخل ہو گیا۔ اس نے دروازہ بند کیا اور لائٹر کا بٹن پریس کر دیا۔

”ہیلو باس۔ ڈیوڈ کالنگ۔ اوور“..... لائٹر نما ٹرانسمیٹر سے ڈیوڈ کی آواز سنائی دی۔

”یس۔ ولسن رسیونگ یو۔ اوور“..... ولسن نے جلدی سے کہا۔

”باس۔ فلپ کی رپورٹ ملی ہے۔ سائمن اپنے ہوٹل روم میں نہیں تھا۔ فلپ، عمران کے فلیٹ پہنچا تو سائمن کی گاڑی بلڈنگ کے باہر فٹ پاتھ کے ساتھ پارک تھی لیکن سائمن نہ تو عمارت کے اندر دکھائی دیا نہ باہر۔ اوور“..... ڈیوڈ نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”یقیناً وہ گرفت میں آ گیا ہو گا۔ اوور“..... ولسن نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”میرا بھی یہی اندازہ ہے باس۔ میں نے فلپ کو ہدایت کی ہے کہ وہ سائمن کا کمرہ واش کر دے تاکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس یا پولیس کو وہاں سے کوئی شناختی چیز نہ مل سکے۔ اوور“..... دوسری طرف سے ڈیوڈ نے کہا۔

”یہ تم نے اچھا کیا۔ بہر حال میں تمہارے پاس آ رہا ہوں۔ انتظار کرو۔ اوور اینڈ آل“..... ولسن نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے

واش روم سے باہر نکل آیا۔ اس نے میز سے سگریٹ کا پیکٹ اٹھا کر جیب میں رکھا اور دروازے سے نکل کر دروازہ لاک کرنے کے بعد سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ دو منٹ بعد وہ ایک کار میں بیٹھا شہر کے مشرقی حصے کی طرف سفر کر رہا تھا۔ چند منٹ بعد اس نے بندرگاہ کو جانے والی سڑک پر واقع ایک بنگلے کے گیٹ پر کار روکی اور مخصوص انداز میں دو مرتبہ ہارن بجایا تو گیٹ کھل گیا۔

گیٹ کھولنے والا بھی اس کی طرح شکل و صورت سے بلگانوی لگتا تھا۔ اس نے ولسن کو ہاتھ کے اشارے سے سلام کیا اور ایک طرف ہٹ گیا۔ ولسن نے کار آگے بڑھائی اور عمارت کے برآمدے کے سامنے کار روک دی۔ پھر انجن بند کر کے وہ کار سے نیچے اترا اور برآمدے میں داخل ہوا جہاں ایک مقامی شخص کندھے سے مشین گن لٹکائے مستعد کھڑا تھا۔ اس نے ولسن کو سلام کیا تو ولسن سر کو جنبش دیتے ہوئے راہداری میں داخل ہو گیا۔ راہداری میں کئی کمرے تھے۔ وہ تیسرے کمرے کے دروازے پر رکا اور دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہو گیا۔ اس کمرے میں ایک میز کے پیچھے کسرتی جسم کا نوجوان مقامی شخص بیٹھا تھا۔ میز پر ایک کمپیوٹر سیٹ، ٹیلی فون اور ایک ریڈیو نما ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ ولسن کو دیکھ کر کرسی پر بیٹھا ہوا شخص تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے ولسن کو سلام کیا اور ولسن میز کے آگے رکھی ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

”ڈیوڈ۔ ہیڈ کوارٹر سے رابطہ قائم کرو۔ میں چیف سے بات

کروں گا“..... ولسن نے تحکمانہ لہجے میں اس آدمی سے کہا تو وہ سر کو جنبش دیتے ہوئے اپنی کرسی پر بیٹھ گیا اور ٹرانسمیٹر آن کر کے فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے لگا۔ ولسن نے جیب سے سگریٹ کا پیکٹ اور لائٹر نکالا اور ایک سگریٹ سلکانے لگا۔

”ہیلو۔ ہیڈ کوارٹر۔ ریڈ مشن کالنگ۔ اوور“..... ڈیوڈ نے کال کرتے ہوئے کہا۔

”لیس ریڈ مشن۔ ہیڈ کوارٹر رسیونگ یو۔ اوور“..... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ہوا کی سرسراہٹ کے ساتھ ایک آواز سنائی دی۔

”چیف سے رابطہ کرایئے۔ مسٹر ولسن بات کریں گے۔ اوور“۔

ڈیوڈ نے کہا۔

”ہولڈ کیجئے۔ اوور“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو ولسن کرسی پر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

”لیس ولسن۔ کرنل اسکارٹ بات کر رہا ہوں۔ اوور“..... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

”رپورٹ سر۔ پاکیشیا میں ہمارا ایک ممبر غائب ہو گیا ہے۔ اوور“۔

ولسن نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”غائب ہو گیا ہے۔ کیا مطلب۔ اوور“..... دوسری طرف سے کرنل اسکارٹ کی چوکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”چیف۔ آپ کی ہدایات کے مطابق میں نے مشن کا آغاز کرنے سے پہلے سائمن کو پاکیشیا بھیجا تھا کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ

سروس کے سپر ایجنٹ علی عمران کی وہاں موجودگی معلوم کرے اور اس کی نقل و حرکت پر نگاہ رکھے۔ پہلے سائمن نے عمران کے فلیٹ فون کیا تو عمران کے باورچی سلیمان نے بتایا کہ عمران سسرال گیا ہوا ہے لیکن سلیمان نے عمران کے سسرال کا جو ایڈریس بتایا وہ غلط ثابت ہوا۔ سائمن نے مجھے رپورٹ دی اور کہا کہ وہ خود عمران کے فلیٹ جا کر معلوم کرتا ہے۔ دو گھنٹے گزر گئے اور سائمن نے کوئی رپورٹ نہ دی تو میں نے پاکیشیا میں اپنے مستقل ایجنٹ فلپ کو سائمن کا پتہ کرنے کا حکم دیا۔ فلپ نے رپورٹ دی کہ سائمن کی گاڑی عمران کے فلیٹ کے باہر سڑک پر موجود ہے لیکن وہ خود کہیں نظر نہیں آیا۔ میرا اندازہ ہے کہ وہ عمران کی گرفت میں پہنچ چکا ہے۔ اوور“..... ولسن نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”یقیناً تمہارا اندازہ غلط نہیں ہے ولسن۔ اوور“..... دوسری طرف سے کرنل اسکارٹ نے کہا۔

”اب کیا کیا جائے چیف۔ کیا مشن کا آغاز کر دیا جائے۔ اوور“۔

ولسن نے پوچھا۔

”ہاں۔ سائمن کے انخوا سے ثابت ہوتا ہے کہ عمران پاکیشیا میں ہی موجود ہے۔ لہذا تم اب بے فکر ہو کر کام شروع کر دو۔ مشن کے لئے تمہیں جو گاڑی لائن دی گئی تھی اس میں دشواری محسوس ہو تو پھر تم دوسری ترکیب استعمال کر سکتے ہو جس کی میننگ کے دوران کرنل فوکر نے تجویز دی تھی اور تم نے بھی اس کی تائید کی تھی۔



عمران نے دانش منزل کے آپریشن روم میں خاور اور چوہان کے لائے ہوئے شخص پر بے پناہ تشدد کر کے اسے زبان کھولنے پر مجبور کر دیا تھا۔ خاور اور چوہان اسے بے ہوش کر کے لائے تھے اور اسے ہوش میں لانے سے پہلے عمران نے اس کا میک اپ صاف کر دیا تھا۔ اس کا نام سائمن تھا۔ چہرے سے وہ اکیمریمین لگتا تھا لیکن یہودی تھا۔ سائمن سے حاصل شدہ معلومات کے مطابق وہ اسرائیل کی سب سے طاقتور خفیہ ایجنسی یروشلم ٹائیگرز کا ممبر اور ایجنسی کے سپر ایجنٹ ولسن کی لیڈر شپ میں بلگاریہ پہنچا تھا جہاں سے ولسن نے سائمن کو عمران کی پاکیشیا میں موجودگی معلوم کرنے اور اس کی نقل و حرکت پر نظر رکھنے کے لئے یہاں بھیجا تھا۔

اسرائیلی حکومت نے یروشلم ٹائیگرز کو بلگاریہ کی ایٹمی تنصیبات کا کھوج لگانے اور ٹارگٹ بنانے کا مشن سونپا تھا لیکن ولسن کے

مقصد تو بہر حال مشن کی تکمیل ہے اور تمہیں ایک ہفتے کے اندر اندر کامیابی حاصل کرنی ہے۔ کیا سمجھ۔ اور“..... کرنل اسکارٹ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”رائٹ سر۔ آپ بے فکر رہیں۔ کل شام تک آپ کو کم از کم ایک کامیابی کی خوشخبری مل جائے گی۔ اور“..... ولسن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”لیکن یہ بات مت بھولنا کہ ونگٹن پوسٹ کی خبر ساری دنیا میں پہنچ چکی ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کسی وقت بھی اپنے پڑوسی کی حفاظت اور مدد کے لئے بلگاریہ پہنچ سکتی ہے اس لئے ان کی طرف سے چوکنا رہنا۔ ایئر پورٹ اور سی پورٹ پر بھی اپنا ایک ایک آدمی مامور کر دو تاکہ عمران اور اس کے ساتھی بلگاریہ پہنچیں تو تم فوری طور پر ان کا خاتمہ کر دو۔ اور اینڈ آل“..... کرنل اسکارٹ نے ہدایات دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ڈیوڈ نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

بلغاریہ پہنچنے کے بعد ہیڈ کوارٹر نے ولسن کو ہدایت کی کہ پہلے وہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں معلومات حاصل کرے اور عمران کی پاکیشیا میں موجودگی کا اطمینان کرنے کے بعد مشن کا آغاز کیا جائے۔ سائنس نے یہ بھی بتایا تھا کہ اس نے ہی عمران کے فلیٹ پر فون کیا تھا اور جب سلیمان کا بتایا ہوا عمران کے سرال کا ایڈریس درست ثابت نہ ہوا تو وہ خود عمران کے فلیٹ پر گیا تھا۔ سائنس سے حاصل شدہ معلومات کی روشنی میں عمران نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ جولیا اور سلیمان کو کوچ کے ذریعے بائی روڈ بلغاریہ بھیجے اور خود دوسرے ممبران کے ساتھ جہاز کے ذریعے بلغاریہ جائے۔ چنانچہ اس نے بلیک زیرو کو چند ہدایات دیں اور خود اپنے فلیٹ چلا آیا۔ سلیمان اس کی ہدایت پر چائے لایا تو عمران نے اسے روک لیا۔

”سلیمان۔ میں چند روز کے لئے بلغاریہ جا رہا ہوں۔ سنا ہے وہاں بہت سے مقامات مقدسہ ہیں“..... عمران نے سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اوہ۔ تو آپ مقدس مقامات کی زیارت کرنے جا رہے ہیں صاحب“..... سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ تم نے جولیا کی موجودگی میں فون پر طنز کیا تھا کہ میں حج پر کیسے جا سکتا ہوں تو جولیا نے میرا مذاق اڑایا تھا اور میں نے اسی وقت فیصلہ کیا تھا کہ حج کے مہینے میں حج کرنے جاؤں گا اور فی

الحال مقدس مقامات کی زیارت کروں گا کیونکہ بلغاریہ یہاں سے قریب ہے اور وہاں میں بذریعہ سڑک جاؤں گا“..... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ہاں صاحب۔ سڑک کے راستے دوسرے شہروں کی سیر کا بھی لطف آئے گا۔ مجھے بھی ساتھ لے چلیں“..... سلیمان نے سر ہلاتے ہوئے کہا تو عمران اسے گھورنے لگا۔

”کیوں۔ تمہیں ساتھ لے جانے کا مجھے کیا فائدہ ہوگا“۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”میں مقدس مقامات پر آپ کے لئے دعا کروں گا صاحب۔ آپ دیکھیے گا میری دعائیں کیسے قبول ہوتی ہیں۔ وہاں سے واپس آتے ہی آپ کی شادی ہو جائے گی اور بچے بھی ہوں گے“۔ سلیمان نے چپکتے ہوئے کہا۔

”کیا بک رہے ہو احق۔ بچے کہاں سے پیدا ہوں گے۔ ابھی تو بچوں کی ماں بھی پیدا نہیں ہوئی“..... عمران نے یکدم گھبرا کر کہا۔

”وہ ہیں نامس جولیا۔ بچوں کی ماں بن کر وہ اس فلیٹ میں آ سکتی ہیں“..... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا تمہاری دعاؤں سے وہ شادی پر آمادہ ہو جائے گی“۔ عمران نے بے یقینی کے انداز میں پوچھا۔

”مانے گی کیوں نہیں۔ اس کا تو باپ بھی مان جائے گا۔ میں تو

سلسلے میں جولیا کے ساتھ جا رہا ہے۔ چائے پینے کے بعد عمران نے سرسلطان کو فون کیا اور انہیں اپنے پروگرام سے آگاہ کرتے ہوئے پکڑے جانے والے یہودی ایجنٹ سائمن اور اس سے حاصل شدہ معلومات کے بارے میں بھی بتا دیا۔ جواب میں سرسلطان نے اسے دعاؤں سے نوازا۔ عمران نے فون بند کیا اور اٹھنے ہی لگا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

”ہیلو۔ سلیمان ایرانی بول رہا ہوں“..... عمران نے رسیور اٹھا کر سلیمان کے لہجے میں کہا۔

”جولیا بول رہی ہوں سلیمان۔ عمران سے بات کراؤ“۔ دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

”وہ موجود نہیں ہیں مس جولیا۔ غلام حاضر ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم میرے ساتھ بلگارنیہ کیوں جا رہے ہو“..... جولیا نے سخت لہجے میں پوچھا تو عمران سمجھ گیا کہ جولیا کو بلیک زیرو نے سفر کے سلسلے میں ہدایات دی ہوں گی۔

”اوہ۔ کیا واقعی“..... عمران نے انجان بننے ہوئے چونک کر کہا۔

”ہاں۔ مجھے چیف نے بتایا ہے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں ہے“۔ دوسری طرف سے جولیا نے چونکتے ہوئے کہا۔

”مجھے کیسے معلوم ہو سکتا ہے۔ خوش بختی بتا کر نہیں آتی اور یہ

کہتا ہوں کہ مس جولیا کو بھی ساتھ لے چلیں۔ وہاں وہ موقع پر موجود ہوں گی تو میری دعاؤں کا ان پر فوری اثر ہوگا اور ہو سکتا ہے بلگارنیہ میں ہی آپ دولہا بن جائیں اور میں آپ کے بچوں کا اکل بھی“..... سلیمان نے تیزی سے کہا۔

”اچھا۔ مگر وہ میرے ساتھ نہیں جائے گی“..... عمران نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

”تو میرے ساتھ بھیج دیں اسے۔ میں چپکے چپکے آپ کی شادی کی دعا مانگوں گا اور وہ آئین کہتی رہے گی“..... سلیمان نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

”بہت خوب۔ کمال کی ترکیب بتائی ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں اسے تمہارے ساتھ بھیجتا ہوں لیکن تمہیں میرے میک اپ میں جانا ہوگا تاکہ اسے شبہ نہ ہو اور وہ خوش رہے“..... عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے صاحب۔ مجھے منظور ہے۔ آپ کے میک اپ میں میری جنس تو نہیں بدلے گی۔ رہوں گا تو باورچی ہی نا“..... سلیمان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ لیکن تمہیں مکمل طور پر میرا کردار ادا کرنا ہوگا تاکہ بلگارنیہ میں کسی کو پتہ نہ چلے کہ تم سلیمان ہو“..... عمران نے کہا اور چائے پینے لگا۔ سلیمان بھی باہر چلا گیا۔ عمران نے اتنی مغز ماری صرف اس لئے کی تھی تاکہ سلیمان کو یہ شبہ نہ ہو کہ وہ کسی مشن کے

میری خوش بختی ہے کہ آپ کے ساتھ زندگی کا سفر کرنے کا موقع مل رہا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے چپکتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ کیسا زندگی کا سفر۔۔۔۔۔ جولیا نے چونکتے ہوئے کہا۔

”وہی سفر جو اب تک میں تنہا کرتا رہا ہوں لیکن اب میں اس سفر میں اکیلا نہیں ہوں۔ بقول شاعر، زندگی کے سفر میں اکیلے تھے ہم آپ جیسا ہمیں ہمسفر مل گیا۔ یقیناً آپ کو بھی خوشی ہو رہی ہو گی۔۔۔۔۔ عمران نے گنگٹاتے ہوئے کہا۔

”ہرگز نہیں۔ کیا عمران ساتھ نہیں جا رہا۔۔۔۔۔ جولیا نے پوچھا۔

”نہیں۔ لیکن میں آپ کو صاحب کی کمی محسوس نہیں ہونے دوں گا۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

”بکو مت۔ میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گی۔۔۔۔۔ جولیا نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں آپ سے الگ سیٹ پر بیٹھوں گا۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”شٹ اپ۔ عمران آئے تو اسے کہنا مجھے فون کرے۔۔۔۔۔ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا اور فون بند کر دیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

”ہیلو۔ یقیناً آپ کو مجھ پر ترس آ گیا ہو گا مس جولیا۔“ عمران نے رسیور اٹھا کر سلیمان کی آواز میں کہا۔

”بلیک زیرو بات کر رہا ہوں سلیمان۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

”دھت تیرے کی۔ ایک منٹ سے پہلے بندہ تبدیل ہو گیا۔“

عمران نے برا سامنہ بناتے ہوئے اپنے اصل لہجے میں کہا۔

”لگتا ہے آپ جولیا کو بے وقوف بناتے رہے ہیں آواز بدل کر۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ لیکن اس نے سلیمان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے ٹھنڈا سانس لیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر آپ جولیا کے ساتھ چلے جائیں۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”نہیں۔ اب تبدیلی ممکن نہیں۔ میں سلیمان کو آمادہ کر چکا ہوں کہ وہ میرے میک اپ میں جولیا کے ساتھ مقدس مقامات کی زیارت کے لئے جا رہا ہے اور سلیمان بہت خوش ہے۔۔۔۔۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”کیا جولیا کے ساتھ جانے پر۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”نہیں۔ مقدس مقامات کی زیارت کے لئے۔ وہ وہاں میری شادی کے لئے دعا مانگے گا اور وہاں سے واپس آتے ہی میری جولیا سے شادی ہو جائے گی۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے بلیک زیرو کی بے ساختہ ہنسی سنائی دی۔

دی۔ چند لمحوں بعد سلیمان کمرے میں داخل ہوا۔

”سلیمان۔ تم لباس تبدیل کر کے آؤ۔ پھر میں تمہارا میک اپ کرتا ہوں۔ دو گھنٹے بعد تمہاری فلائٹ ہے“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو سلیمان خوش ہوتا ہوا پلٹ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

”بہر حال تم جولیا کو اچھی طرح بریف کر دینا کہ سفر کے دوران اور بلغاریہ میں وہ سلیمان کو عمران سمجھ کر اسٹنڈ کرے۔ کیا جولیا اور سلیمان کے لئے سیٹ کا انتظام کر دیا ہے“..... عمران نے ہدایات دینے کے بعد پوچھا۔

”جی ہاں۔ یہاں سے سرحدی شہر تک وہ جہاز پر جائیں گے۔ وہاں سے وہ کوچ کے ذریعے بلغاریہ میں داخل ہوں گے۔ آپ اور دوسرے ممبران کے لئے بھی ڈائریکٹ بلغاریہ کی نشستیں بک کروا دی ہیں“..... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”گڈ۔ ممبرز کو فلائٹ کا وقت بتا دو تاکہ وہ اپنی تیاری مکمل کر لیں“..... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”کیا ممبرز بھی آپ کی طرح میک اپ میں جائیں گے۔“

بلیک زیرو نے پوچھا۔

”ظاہر ہے۔ لیکن وہ بلغاروی میک اپ کہیں اور سفر کے دوران ایک دوسرے سے اجنبی رہیں۔ مشہدی کو بھی کال کر کے ہدایات دے دو کہ وہ ان کے لئے الگ الگ رہائش اور گاڑیوں کا انتظام کرے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”رائٹ سر۔ اور کوئی حکم“..... بلیک زیرو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”شام کو بتاؤں گا۔ فی الحال تو مجھے سلیمان کا میک اپ کرنا ہے۔ اوکے“..... عمران نے کہا اور فون بند کر کے سلیمان کو آواز



”دیکھو۔ میں اسی ڈرائیور کی ٹیکسی لوں گا جو سکہ کچ کرے گا“..... سلیمان نے تیسری مرتبہ سکہ کچ کرنے کے بعد ڈرائیوروں سے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ عجیب سی نگاہوں سے سلیمان کی طرف دیکھنے لگے۔ جولیا نے تیز نگاہوں سے سلیمان کو گھورا لیکن سلیمان نے پرواہ نہ کی اور پوری قوت سے سکہ بائیں جانب اچھال دیا۔ چار پانچ ڈرائیور اس جانب تیزی سے لپکے لیکن سکہ ان سے پندرہ سولہ قدم کے فاصلے پر جا گرا۔ سلیمان فوراً ہی سامنے چند قدم کے فاصلے پر کھڑی ٹیکسی کی طرف بڑھا اور جولیا بھی بھٹا کر اس کے پیچھے چل دی۔ وہ دونوں ٹیکسی کے پاس پہنچے تو وہاں کھڑے ڈرائیور نے انہیں دیکھ کر ٹیکسی کا پچھلا دروازہ کھول دیا۔ جولیا نے ٹیکسی میں پھیلی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے دوسرے ڈرائیوروں کی طرف دیکھا تو وہ حصے سے سلیمان کو گھور رہے تھے جو فرنٹ سیٹ پر بیٹھ رہا تھا۔

”کہاں چلنا ہے صاحب“..... ٹیکسی ڈرائیور نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے سلیمان سے پوچھا اور انجن سٹارٹ کرنے لگا۔

”سہ روز ہوٹل“..... سلیمان نے جواب دیا۔

”سہ روز ہوٹل تو اس شہر میں نہیں ہے جناب۔ البتہ نوروز ہوٹل ہے“..... ٹیکسی ڈرائیور نے چونکتے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ نوروز ہوٹل ہی چلو“..... سلیمان نے سر ہلاتے ہوئے کہا تو ٹیکسی ڈرائیور نے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ دس منٹ بعد ٹیکسی شہر کے مرکزی حصے میں ایک کشادہ سڑک پر واقع نوروز ہوٹل پہنچ

بلغاریہ کے سرحدی شہر کے بس اسٹینڈ پر ایئر کنڈیشنڈ کوچ رکی تو دیگر مسافروں کے ساتھ جولیا اور سلیمان بھی کوچ سے اترے۔ وہاں سے ان دونوں نے بلغاریہ دارالحکومت جانے والی دوسری کوچ پکڑی اور رات کے گیارہ بجے منزل پر پہنچ گئے۔ سلیمان، عمران کے میک اپ میں تھا جبکہ جولیا اصل شکل میں تھی۔ اس کے پاس صرف ایک پرس تھا اور سلیمان نے ایک سفری بیک اٹھا رکھا تھا۔ بس اسٹینڈ سے باہر آتے ہی کئی ٹیکسی ڈرائیوروں نے انہیں گھیر لیا اور اپنی اپنی ٹیکسی میں سفر کرنے پر اصرار کرنے لگے۔ سلیمان جس نے دوران سفر خود کو سنجیدہ رکھنے کی بے حد کوشش کی تھی اور کسی قسم کی احقانہ حرکت سے باز رہا تھا اب خود پر قابو نہ پا سکا۔ اس نے جیب سے ایک سکہ نکالا اور اسے ہوا میں اچھالنے اور کچ کرنے لگا۔

گئی۔ ایکسٹو نے جولیا کو بتایا تھا کہ نوروز ہوٹل میں ان کے لئے دو کمرے بک کر دیئے گئے ہیں۔ وہ ٹیکسی سے اتر کر ہوٹل میں داخل ہوئے اور کاؤنٹر پر پہنچے تو ادھیڑ عمر کاؤنٹر مین نے کاروباری مسکراہٹ کے ساتھ ان کا استقبال کیا۔ جولیا نے کاؤنٹر مین کو اپنا اور سلیمان کا نام بتا کر کہا کہ ان کے لئے کمرے بک کرائے گئے ہیں تو کاؤنٹر مین چونکا اور اس نے سامنے رکھا رجسٹر کھول کر دیکھا اور پھر کی بورڈ سے دو چابیاں نکال کر ان کے حوالے کیں اور ایک ویٹر کو طلب کر کے ان کے ساتھ جانے کی ہدایت کی۔ ویٹر کے ساتھ لفٹ کے ذریعے وہ تھرڈ فلور پر پہنچے۔ دونوں کمرے ایک ہی فلور پر ساتھ ساتھ تھے۔ کمروں میں ٹیلی فون سمیت ہر سہولت موجود تھی۔

”تم فریش ہو کر میرے کمرے میں آ جاؤ۔ پھر کھانا منگواؤ گے۔“ جولیا نے ویٹر کے جانے کے بعد سلیمان کو ہدایت کی اور اپنے کمرے کا دروازہ اندر سے بند کر لیا۔ اسے کچھ علم نہ تھا کہ ایکسٹو نے سلیمان کو عمران کے میک اپ میں اس کے ساتھ کیور بھیجا ہے۔ ایکسٹو نے بتایا تھا کہ باقی ممبرز بھی آج رات ہی بلگارہ پہنچ جائیں گے اور باقی ہدایات اسے اگلی صبح ناشتے کے بعد دے جائیں گی۔ البتہ نہ تو ایکسٹو نے خود بتایا اور نہ جولیا نے پوچھا کہ باقی ممبرز کون کون ہوں گے۔ نہ پوچھنے کا سبب یہ تھا کہ ایکسٹو نے دوپہر کے وقت ہی فون پر جولیا کو بتا دیا تھا کہ عمران کو

مشن پر نہیں بھیجا جائے گا اور اس کے بعد جب ایکسٹو نے مشن کے بارے میں بریف کرتے ہوئے بتایا کہ عمران کے روپ میں سلیمان اس کے ساتھ جائے گا تو وہ سمجھ گئی تھی کہ اس مشن میں عمران کو شامل نہیں کیا گیا اور ایکسٹو کے اس فیصلے پر جولیا کو ایکسٹو پر بے حد غصہ آیا تھا لیکن اپنے چیف پر وہ غصے کا اظہار کرنے کی جرأت نہ کر سکی تھی۔

چونکہ وہ پاکیشیا سے بائی روڈ یہاں آئی تھی اس لئے سفر کی تھکان اور گرد و غبار کے سبب اس نے غسل کیا اور پھر ٹیلی فون پر روم سروس کو کھانے کے بارے میں ہدایات دینے کے بعد سلیمان کا انتظار کرنے لگی۔ تقریباً دو منٹ بعد دروازے پر دستک ہوئی اور اس نے نام پوچھنے کے بعد دروازہ کھول دیا اور سلیمان اندر آ گیا۔ ”بیٹھ جاؤ۔ کھانا آ رہا ہے۔“..... جولیا نے سلیمان سے کہا اور دروازہ بند کر کے میز کے پاس کرسی پر آ بیٹھی۔ سلیمان اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ چند منٹ بعد ویٹر کھانا لے آیا۔ اس نے میز پر کھانا رکھا اور واپس چلا گیا تو سلیمان نے دروازہ بند کر دیا اور اپنی کرسی پر آ بیٹھا۔ کھانا کھانے کے دوران دونوں خاموش رہے۔

”مس جولیا۔ نیچے چلتے ہیں۔ ہال میں بیٹھ کر چائے پیتے ہیں۔“ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد سلیمان نے کہا۔

”نہیں۔ تم جاؤ۔ مجھے طلب نہیں ہے۔“..... جولیا نے نرم لہجے

میں کہا۔

”تو کیا آپ یہاں کمرے میں اکیلی بیٹھی رہیں گی؟“..... سلیمان نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”کوئی حرج نہیں۔ تم جا کر چائے پی آؤ“..... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن میں آپ کو یہاں اکیلا نہیں چھوڑ سکتا۔ تنہائی انسان کی دشمن ہوتی ہے۔ کنفیوٹس نے بھی اپنے اقوال کی پانچویں کتاب میں یہی لکھا ہے کہ تنہائی میں شیطان بہکاتا ہے“..... سلیمان نے حتمی لہجے میں کہا۔

”کیا بک رہے ہو۔ میں نہیں جاؤں گی تمہارے ساتھ“۔ جولیا نے اسے گھورتے ہوئے غصے سے کہا۔

”بالکل نہیں۔ صاحب نے کہا تھا کہ میں آپ کو کسی وقت بھی تنہا نہ چھوڑوں اور میں نے بھی ان سے وعدہ کیا تھا کہ صرف اسی سفر میں ہی نہیں سفر آخرت میں بھی میں آپ کے ساتھ رہوں گا“..... سلیمان نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”لیکن مجھے تم جیسے گدھے کے ساتھ کی ضرورت نہیں ہے“۔ جولیا نے اس کی بات پر بے ساختہ مسکراتے ہوئے کہا۔

”سفر میں گدھا بہت کارآمد ثابت ہوتا ہے اور آپ کو یاد رکھنا چاہئے کہ عمران صاحب کے وفادار اور نمک خوار کی حیثیت سے میں آپ کے ساتھ آیا ہوں اور میں نے صاحب کو یقین دلایا تھا کہ

جیون بھر ساتھ نبھائیں گے ہم دونوں، جہاں جائیں گے اکٹھے جائیں گے اس لئے آپ مجھے تنہا جانے پر مجبور مت کریں۔ ایسا نہ ہو کہ میں اپنی قسمت پر ناز کرنے کی بجائے افسوس کرنے لگوں کہ تنہا تھی اور ہمیشہ سے تنہا ہے زندگی“..... سلیمان نے مسلسل بولتے ہوئے احمقانہ لہجے میں کہا۔

”شٹ اپ۔ معلوم نہیں چیف نے تمہیں میرے ساتھ کیوں بھیج دیا ہے“..... جولیا نے سلیمان کو ڈانٹتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

”دیکھیے۔ اب پچھتانے کا کیا فائدہ۔ اگر آپ کو اعتراض تھا تو مجھے ساتھ ہی نہ لائیں اور اکیلی ہی چل پڑتیں تو میں آپ سے کوئی شکوہ نہ کرتا اور صرف اتنا ہی کہتا کہ مجھے چھوڑ کر اکیلا“..... سلیمان نے بے چارگی کے انداز میں کہا۔

”اچھا۔ اچھا۔ اب دفع ہو جاؤ ورنہ سینڈل دے ماروں گی“۔ جولیا نے غضبناک ہو کر کہا۔

”سینڈل صرف صاحب ہی کھا سکتے ہیں۔ میں نے تو کھانا کھا لیا ہے“..... سلیمان نے منہ بتاتے ہوئے کہا اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جولیا نے اس کے باہر جانے پر اٹھ کر دروازہ بند کیا اور صوفے پر بیٹھ کر سوچنے لگی کہ ایکسٹو کے ایجنٹ مشہدی کو فون پر اپنی آمد کی اطلاع دے تاکہ وہ ایکسٹو کو ٹرانسمیٹر پر اس کے پہنچنے کی خبر دے سکے۔ ایکسٹو نے جولیا کو روانگی سے پہلے بتایا تھا کہ مشہدی نے نوروز ہوٹل میں ان کے لئے دو کمرے بک کروا

دیئے ہیں اور وہ وہاں پہنچنے کے بعد مشہدی سے فون پر رابطہ قائم کر کے اسے اپنی آمد اور خیریت سے مطلع کرے۔ مشہدی کا فون نمبر اسے یاد تھا جو ایکسٹو نے اسے بتایا تھا۔ چنانچہ اس نے فون کا رسیور اٹھا کر پہلے روم سروس سے رابطہ قائم کیا اور اپنے لئے چائے کا آرڈر دینے کے بعد مشہدی کے نمبر پر پس کرنے لگی۔ چند لمحوں بعد رابطہ قائم ہو گیا۔

”ہیلو۔ مشہدی سپیکنگ“..... دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

”جولیا بول رہی ہوں مسٹر مشہدی“..... جولیا نے بادقار لہجے میں کہا۔

”یس مس جولیا۔ آپ پہنچ گئی ہیں۔ سفر کیسے گزرا“..... مشہدی نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

”فائن۔ تم چیف کو میری آمد کی اطلاع دے دو“..... جولیا نے کہا۔

”بہت بہتر۔ کسی چیز کی ضرورت ہو تو حکم فرمائیں۔ آپ کے استعمال کے لئے ایک گاڑی بھیج رہا ہوں۔ میرا آدمی گاڑی کی چابی آپ کے کمرے میں پہنچا دے گا۔ گاڑی کے ڈیش بورڈ کے خانے میں ایک ریوالور بھی موجود ہے“..... مشہدی نے کہا۔

”تھینک یو۔ فی الحال اتنا ہی کافی ہے۔ کتنی دیر میں آئے گا تمہارا آدمی“..... جولیا نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

”تقریباً پندرہ منٹ تک۔ اگر آپ آرام کرنا چاہتی ہیں تو گاڑی کی چابی صبح ناشتے سے پہلے پہنچائی جاسکتی ہے۔ آپ نے رات میں کہیں جانا تو نہیں“..... مشہدی نے کہا۔

”فی الحال تو ارادہ نہیں ہے۔ لیکن گاڑی ابھی بھیج دینا۔ اوکے۔“

جولیا نے کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

”لیں باس۔ وہ اپنی اصل شکلوں میں تھے۔ میک اپ میں ہوتے تو شاید مجھے پتہ نہ چلتا“..... مائیکل نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

”نائنس۔ تم نے یہاں آنے کی بجائے وہیں سے مجھے ٹرانسمیٹر یا فون پر بتا دینا تھا“..... ولسن نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔  
 ”سوری سر۔ ہوٹل میں مقامی انٹیلی جنس والوں کی موجودگی کے شبہ کی وجہ سے میں نے ٹرانسمیٹر استعمال کرنے سے گریز کیا اور ہوٹل کے باہر پبلک فون بوتھ مجھے نظر نہیں آیا تھا“..... مائیکل نے عذر بیان کرتے ہوئے کہا۔

”ہونہ۔ کیا وہ دونوں اکیلے تھے یا ان کے دوسرے ساتھی بھی ان کے ساتھ تھے“..... ولسن نے تشویش بھرے لہجے میں پوچھا۔  
 ”اکیلے ہی تھے۔ ان کے لئے شاید پہلے سے کمرے بک تھے۔ انہوں نے کاؤنٹر سے چابیاں حاصل کیں اور ایک ویٹر کے ساتھ لفٹ کے ذریعے بالائی منزل پر چلے گئے۔ میں نے لفٹ کے پاس آ کر فلور بورڈ دیکھا تو لفٹ تھرڈ فلور پر تھی“..... مائیکل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم جاؤ اور ان کی گمرانی کرو۔ باقی ہدایات میں تمہیں ٹرانسمیٹر پر دوں گا۔ فوسٹر کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔ کاؤنٹر سے یہ بھی معلوم کرو کہ اور کتنے کمرے ریزرو ہیں“..... ولسن نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

ولسن بنگلے کے ایک کمرے میں آفس ٹیبل کے پیچھے ریوالونگ چیئر پر بیٹھا دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا جہاں سے ایک دراز قامت شخص اندر آ رہا تھا۔ اس آدمی نے اندر آ کر دروازہ بند کیا اور میز کی طرف بڑھتے ہوئے ولسن کو ادب سے سلام کیا۔  
 ”کیا خبر ہے مائیکل“..... ولسن نے نرم لہجے میں دراز قامت سے پوچھا۔

”باس۔ میں ابھی نوروز ہوٹل سے آ رہا ہوں۔ وہاں میں نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے علی عمران اور جولیا کو دیکھا ہے جنہوں نے وہاں کمرے لئے ہیں“..... مائیکل نے میز کے سامنے رکھے ہوئے مودبانہ لہجے میں کہا تو ولسن بے اختیار اچھل پڑا۔  
 ”اوہ۔ کیا واقعی۔ کیا تم نے انہیں پہچان لیا تھا“..... ولسن نے مضطربانہ لہجے میں پوچھا۔



تھی۔ کار کے پاس آ کر مائیکل نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور فوسٹر عقبی نشست پر بیٹھ گیا۔ مائیکل نے انجن سٹارٹ کیا تو گیٹ پر کھڑے مسلح شخص نے گیٹ کھول دیا۔ مائیکل ریورس گیزر میں گاڑی گیٹ سے باہر سڑک پر لایا اور بائیں جانب چل دیا۔ دس منٹ بعد اس نے نوروز ہوٹل کے گیٹ کے قریب کار روکی اور انجن بند کر دیا۔ وہ دونوں کار سے اتر کر ہوٹل کے کپاؤنڈ میں داخل ہوئے اور ہال کی طرف بڑھنے لگے۔ ہال میں آ کر وہ ایک خالی میز پر بیٹھ گئے۔

”وہ دونوں کس فلور پر ہیں مائیکل“..... فوسٹر نے آہستہ سے پوچھا۔

”تھرڈ فلور پر۔ البتہ کمروں کے نمبر ویئر سے معلوم کئے جاسکتے ہیں“..... مائیکل نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر ادھر ادھر دیکھنے لگا لیکن اسے وہ ویئر نظر نہ آیا جس کے ساتھ اس نے جولیا اور عمران کو اوپر جاتے دیکھا تھا۔ اتنے میں ایک اور ویئر ان کے پاس آ گیا۔

”آرڈر سر“..... ویئر نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

”چائے لاؤ۔ اور ہاں۔ تھرڈ فلور پر تھوڑی دیر پہلے ایک جوڑے نے کمرے لئے ہیں۔ ان میں ایک سوئس لڑکی ہے اور دوسرا پاکیشیائی مرد ہے۔ کیا تم ان کے روم نمبر بتا سکتے ہو؟“..... مائیکل نے پوچھا۔

”رائٹ سر۔ فوسٹر میک اپ میں نہیں ہے“..... مائیکل نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”اسے کہو کہ فوری طور پر میک اپ کر کے تمہارے ساتھ جائے۔“  
ولسن نے سخت لہجے میں کہا تو مائیکل نے سلام کیا اور کمرے سے نکل آیا۔ وہ راہداری میں چلتا ہوا چوتھے کمرے میں داخل ہوا۔ وہاں ایک میز کے گرد تین افراد بیٹھے کافی پی رہے تھے۔ ان میں سے دو بگرنوی تھے اور تیسرا شخص سفید فام اسرائیلی تھا۔

”فوسٹر۔ تم جلدی سے میک اپ کر لو۔ تمہیں میرے ساتھ چلنا ہے“..... مائیکل نے سفید فام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ باس نے کیا کہا ہے“..... فوسٹر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”عمران اور جولیا کی نگرانی کرنے کا حکم دیا ہے۔ باقی ہدایات بعد میں دیں گے“..... مائیکل نے ایک خالی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو فوسٹر اٹھ کر کمرے کے ایک کونے میں رکھی ڈیرینک ٹیبل کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دراز سے ماسک میک اپ کی باریک سی جھلی نکال کر چہرے پر چپکائی تو اس کی شکل تبدیل ہو گئی اور وہ اسرائیلی کی بجائے بگرنوی دکھائی دینے لگا۔

پانچ منٹ بعد وہ تیار ہو کر ڈیرینک ٹیبل کے سامنے سے اٹھا تو مائیکل بھی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ دونوں کمرے سے نکل کر کپاؤنڈ میں آئے جہاں گیٹ کے پاس نیلے رنگ کی ایک کار موجود

کاؤنٹر کے پاس رکھے ایک سٹول پر بیٹھ کر لڑکی کی طرف دیکھنے لگا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے نگاہوں کے راستے لڑکی کو نگلنے کی کوشش کر رہا ہو۔

”لیس سر۔ حکم فرمائیں“..... کاؤنٹر کے پیچھے بیٹھی لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کھانا کھا چکا ہوں۔ اب آنکھوں کی پیاس بجھانا چاہتا ہوں۔“  
عمران نے کاؤنٹر گرل کے چہرے سے نگاہیں ہٹائے بغیر کہا۔

”فرمائیے۔ چائے یا کافی پیش کروں“..... کاؤنٹر گرل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”شکریہ۔ میرے لئے آپ ہی کافی ہیں“..... عمران نے اسے مخمور نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ میں آپ کا مطلب نہیں سمجھی سر“..... کاؤنٹر گرل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”دراصل آپ کے حسن میں جو خمار ہے وہ کافی سے زیادہ خطرناک ہے اور میں کافی نہیں پیتا۔ البتہ آپ کے خوبصورت ہاتھوں سے چائے پینا میری خوش نصیبی ہوگی“..... عمران نے رومانٹک لہجے میں کہا تو فوسٹر نے حیرت سے مائیکل کی طرف دیکھا۔

”یہ تو بہت عاشق مزاج ہے مائیکل“..... فوسٹر نے آہستہ سے کہا۔  
”حالانکہ باس نے بتایا تھا کہ عمران عورتوں سے دور بھاگتا ہے اور صرف اپنی ساتھی ممبر جولیا سے محبت کرتا ہے“..... مائیکل نے

”سوری سر۔ میری ڈیوٹی تو چند منٹ پہلے شروع ہوئی ہے۔ آپ کاؤنٹر سے معلوم کر لیں“..... ویٹر نے جواب دیا اور چلا گیا۔  
”کاؤنٹر مین بھی تبدیل ہو چکا ہے“..... مائیکل نے کاؤنٹر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جہاں اب ایک نوجوان اور خوبصورت لڑکی فرائض انجام دے رہی تھی۔

”وہ رجسٹر میں اندراج دیکھ کر بتا سکتی ہے“..... فوسٹر نے کاؤنٹر گرل کی طرف دیکھ کر آہستہ سے کہا۔

”اوہ۔ عمران آ رہا ہے“..... مائیکل نے تیزی سے چوکتے ہوئے کہا تو فوسٹر ہال کے آخر میں واقع سیڑھیوں کی طرف دیکھنے لگا۔ اس طرف سے عمران احمقوں کی طرح ادھر ادھر دیکھتا ہوا چلا آ رہا تھا۔

”کیا یہی ہے عمران۔ یہ تو کوئی بے وقوف سا آدمی لگتا ہے۔“  
فوسٹر نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو مائیکل مسکرا دیا۔

”ہاں۔ لیکن یہ بے وقوف دنیا کا خطرناک ترین ایجنٹ سمجھا جاتا ہے“..... مائیکل نے آہستہ سے کہا اور پھر عمران کی طرف دیکھنے لگا۔ عمران ہال کے وسط میں پہنچ کر رکا اور کاؤنٹر سے کچھ فاصلے پر ایک خالی میز پر بیٹھ کر کاؤنٹر گرل کی طرف دیکھنے لگا۔ چند لمحوں بعد وہ اٹھا اور کاؤنٹر کی طرف بڑھتا دکھائی دیا۔ فوسٹر اور مائیکل کاؤنٹر کے قریب کی میز پر بیٹھے عمران کی طرف دیکھ رہے تھے۔ عمران

”نو پرابلم۔ دراصل آپ جیسی حسین لڑکیوں کے نام میں اکثر بھول جاتا ہوں۔ اب تک تین ہزار لڑکیوں کو اپنی فلموں میں متعارف کرا چکا ہوں لیکن کسی کا نام یاد نہیں حالانکہ میں خود بھی ایک ہزار فلموں میں ہیرو اور ہزار میں ولن کا کردار ادا کر چکا ہوں۔ کیا آپ نے میری کوئی فلم نہیں دیکھی؟..... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”نہیں تو۔ کیا آپ انگلش فلمیں بناتے ہیں؟..... جیلی نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

”نہیں۔ میں ہمیشہ علاقائی اور دیسی زبانوں میں فلمیں بناتا ہوں۔ خاص طور پر پاکیشیائی زبان میں کیونکہ سنسرشپ کی پابندی کے سبب میری فلموں کو سینماؤں میں نمائش کی اجازت نہیں ملتی اس لئے تماشائی ویڈیو پر پریکٹبل پر دیکھتے ہیں“..... عمران نے بڑے فخر سے کہا اور اسی لمحے ویٹر چائے لے آیا۔ اس نے چائے کے برتن کاؤنٹر پر رکھے اور واپس چلا گیا۔

”بہت خوب۔ آپ یہاں کیسے آئے ہیں؟..... جیلی نے چائے بناتے ہوئے پوچھا۔

”بائی روڈ۔ میرا مطلب ہے کہ کوچ کے ذریعے تاکہ ہر شہر میں تھوڑا سا وقت گزار سکوں۔ دراصل مجھے اپنی نئی فلموں کے لئے آپ جیسی نئی اور خوبصورت لڑکیوں کی تلاش ہے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

مسکراتے ہوئے کہا تو فوسٹر پھر عمران کی طرف دیکھنے لگا۔ کاؤنٹر گرل نے اشارے سے ایک ویٹر کو طلب کر کے اسے عمران کے لئے چائے لانے کی ہدایت کی اور ویٹر کے جانے کے بعد عمران نے دوبارہ لڑکی کے دلکش چہرے پر نگاہیں گاڑ دیں۔

”آپ اتنی حسین ہیں تو آپ کا نام بھی بہت خوبصورت ہوگا۔“

عمران نے کاؤنٹر گرل سے کہا۔

”تھینک یو۔ مجھے جیلی کہتے ہیں“..... کاؤنٹر گرل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”واقعی۔ تم جیلی ہی لگتی ہو۔ مینکو جیلی سے زیادہ شیریں اور مزیدار“..... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”آپ بھی تو اپنا تعارف کرائیں“..... کاؤنٹر گرل نے آہستہ سے ہنستے ہوئے کہا۔

”مجھے کچپ کہتے ہیں۔ پاکیشیا میں میرا بہت بڑا بزنس ہے۔ میں ہالی وڈ اور بالی وڈ کے اشتراک سے خالی وڈ پروڈکشن کے نام سے فلمیں بناتا ہوں“..... عمران نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تو آپ پروڈیوسر ہیں؟..... جیلی نے چونکتے ہوئے کہا۔

”ہاں مس بلی۔ آپ بالکل درست سنتی ہیں“..... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”سوری مسٹر کچپ۔ میرا نام بلی نہیں جیلی ہے“..... جیلی نے جلدی سے کہا۔

”اوہ۔ آج کل بھی آپ فلمیں بنا رہے ہیں“..... جیلی نے چوکتے ہوئے پوچھا۔

”بالکل بنا رہا ہوں۔ میری نئی فلموں ماتم کدہ، لڑکی تم جیسی، حسینوں کا جزیرہ، بے باک چڑیل اور تھتھ چھٹ حسینہ کے لئے مجھے نئی لڑکیوں کی فوری ضرورت ہے جنہیں میں ہیروئن بنا کر شہرت کے آسمان پر پہنچا دوں گا۔ اگر تم چاہو تو میں تھتھ چھٹ حسینہ میں تمہیں ہیروئن کا رول دے سکتا ہوں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نی الحال آپ چائے پیس مسٹر کچپ۔ باقی باتیں کل میرے فلیٹ پر کریں گے۔ آپ مجھے بہت پسند آئے ہیں۔ میری خواہش ہے کہ کل کا دن آپ میرے ساتھ گزاریں“..... جیلی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران بے حد خوش نظر آنے لگا۔

”کل تو بہت دور ہے مس تقی۔ تم آج کی رات گزار لو تو بہتر ہے۔ ہو سکتا ہے کل دن میں میرے پاس لڑکیوں کی لائن لگ جائے اور مجھے تمہارا نام بھول جائے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”سوری۔ مجبوری ہے۔ میری ڈیوٹی صبح چھ بجے تک ہے یہاں۔ آپ سات بجے میرے فلیٹ پر آ جائیں پھر میں سارا دن آپ کے ساتھ رہوں گی“..... جیلی نے ہنس کر کہا اور میز کی دراز سے اپنا تعارنی کارڈ نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

”ٹھیک ہے۔ کیا میں تمہا آؤں۔ کوئی خطرہ تو نہیں“..... عمران

نے کارڈ لے کر اس پر نظر ڈالتے ہوئے پوچھا۔  
”نہیں۔ آپ پانچ سو ڈالر یا اس کے مساوی مقامی کرنسی ساتھ لے کر آئیں تو کوئی خطرہ نہیں ہوگا۔ میں اس سے ایک ڈالر بھی کم نہیں لیتی“..... جیلی نے مسکراتے ہوئے معنی خیز لہجے میں کہا۔

فوسٹر اور مائیکل دیکھ رہے تھے۔ جیلی کی بات سن کر عمران کے ہاتھ سے چائے کا کپ گرتے گرتے پچا اور وہ بوکھلا کر جیلی کی طرف دیکھنے لگا۔ دوسرے ہی لمحے اس نے کپ میز پر رکھا اور تیزی سے اٹھ کر سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ جیلی نے حیرت اور غصے سے عمران کی طرف دیکھا اور پھر سر جھٹک کر کاؤنٹر سے اپنا وزیٹنگ کارڈ اٹھا لیا۔

”وہ اپنے کمرے میں جا رہا ہے۔ تم جاؤ اور کمرہ دیکھ آؤ۔“  
مائیکل نے فوسٹر سے کہا اور فوسٹر اٹھ کر عمران کے پیچھے چل دیا۔  
مائیکل بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے کاؤنٹر پر آ کر چائے کا بل ادا کیا اور ہال سے نکل کر سڑک کی طرف چل دیا۔ وہ سڑک پر کھڑی اپنی کار میں بیٹھا اور جیب سے لائسنس ٹرانسمیٹر نکال کر اس پر باس سے رابطہ قائم کرنے لگا۔

”ہیلو باس۔ مائیکل کالنگ۔ اوور“..... مائیکل نے کہا اور پھر چوکنی نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

”لیس مائیکل۔ ولسن رسیونگ یو۔ اوور“..... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ولسن کی مخصوص آواز سنائی دی۔

”باس رپورٹ۔ اوور“..... مائیکل نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر عمران کے بارے میں بتانے لگا۔

”ٹھیک ہے۔ تم عمران کی ساتھی جولیا کو چیک کرو اور اسے یہاں لے آؤ۔ اوور“..... رپورٹ سننے کے بعد ولسن نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”رائٹ سر۔ سمجھ گیا۔ کیا عمران کو چھوڑ دیا جائے۔ اوور“۔ مائیکل نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ وہ ہمارے نشانے پر رہے گا۔ ہمیں اس کی پوری ٹیم کا خاتمہ کرنا ہے۔ لیکن اس کے باقی ساتھیوں کے ایڈریس بھی معلوم کرنے ہیں تاکہ بیک وقت انہیں ختم کیا جاسکے اور جولیا سے ان کے ایڈریس معلوم کرنا آسان ہے۔ عمران چونکہ اپنے ساتھیوں کو لیڈ کرتا ہے اس لئے وہ زبان نہیں کھولے گا۔ اوور“..... ولسن نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”سمجھ گیا سر۔ اگر اس دوران عمران مزاحمت کرے تو پھر۔ اوور“..... مائیکل نے سر کو جنبش دیتے ہوئے پوچھا۔

”مزاحمت کرے تو عمران کو ختم کر دینا یا اسے بھی بے ہوش کر کے یہاں لے آنا۔ اوور اینڈ آل“..... ولسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو مائیکل نے بھی ٹرانسمیٹر آف کر کے جیب میں رکھا اور کار سے اتر کر ہوٹل کے گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

لیا اور وہ آدمی پلٹ کر سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ جولیا نے کی رنگ بیڈ پر تکیے کے نیچے رکھ دیا اور پھر بیڈ پر

کے اپنے ہاتھ میں موجود ریوالور جولیا پر تان لیا۔ وہ دونوں شکلوں سے مقامی دکھائی دیتے تھے اور ان کے جسموں پر قیمتی لباس تھا۔  
 ”کون ہو تم اور کیا چاہتے ہو؟..... جولیا نے ان دونوں کا جائزہ لیتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

”ہاتھ بلند کر لو جولیا۔ ریوالور بے آواز ہے۔ شور مچانے کی کوشش کی تو تمہارے خوبصورت جسم میں سوراخ ہو جائیں گے۔ دراز قامت شخص نے اپنے ریوالور کو جنبش دیتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

”کون جولیا۔ میرا نام روزی ہے“..... جولیا نے بے ساختہ چوکتے ہوئے کہا۔ وہ شخص لہجے سے اسرائیلی معلوم ہوتا تھا۔

”نام بدلنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ ہم پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ممبر جولیا کو شکل سے جانتے اور پہچانتے ہیں اور ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ تم لوگ بلغاریہ کس مشن پر آئے ہو؟..... دراز قامت نے جولیا کو گھورتے ہوئے کہا تو جولیا نے غصے سے ہونٹ کھینچتے ہوئے ہاتھ بلند کر لئے۔ یقیناً وہ لوگ شروع سے ہی پاکیشیا سیکرٹ سروس کی آمد کے منتظر تھے۔

”تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ میرا کسی سیکرٹ سروس سے کوئی تعلق نہیں ہے“..... جولیا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

”مائیکل۔ اسے لے چلو۔ باس خود ہی اس سے پوچھ گچھ کرے گا“..... دراز قامت کے ساتھی نے سخت لہجے میں کہا۔

لیٹ گئی۔ اسے نیند آ رہی تھی لیکن اچانک اسے سلیمان کا خیال آیا اور وہ اٹھ بیٹھی۔ سلیمان چائے پینے نیچے ہال میں گیا تھا لیکن اس نے اپنے واپس آنے کی اطلاع نہیں دی تھی۔ اس نے سوچا کہ سلیمان کو دیکھ لیتا چاہئے کہ وہ اپنے کمرے میں ہے یا ابھی واپس نہیں آیا۔ وہ دروازہ کھول کر باہر آئی اور سلیمان کے کمرے کے دروازے کے نیچے سے اندر چلنے والی روشنی دیکھ کر مطمئن ہو گئی۔ وہ واپس کمرے میں آئی اور دروازے کا بولٹ چڑھا کر بیڈ پر آ بیٹھی۔ میز پر چائے کے برتن دیکھ کر اسے خیال آیا کہ کہیں ویٹر برتن لینے آ گیا تو اسے دوبارہ اٹھنا پڑے گا اس لئے اس نے لیٹنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ دو تین منٹ بعد ہی دروازے پر دستک ہوئی تو وہ اٹھ گئی۔

”کون ہے؟..... جولیا نے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے احتیاطاً پوچھا۔

”ویٹر“..... باہر سے جواب دیا گیا تو جولیا نے بولٹ گرا کر دروازہ کھولا ہی تھا کہ یکدم کوئی دروازے کو دھکیلتا ہوا اندر آ گیا۔ جولیا لڑکھڑاتی ہوئی پیچھے ہٹی اور گرتے گرتے بچی۔ اس نے سنبھل کر غضبناک نگاہوں سے سامنے دیکھا تو اندر آنے والا ویٹر کی بجائے ایک دراز قامت شخص تھا جس کے ہاتھ میں سائینلرڈ ریوالور دبا ہوا تھا اور اس نے جولیا کی طرف ریوالور تان رکھا تھا۔ اسی لمحے ایک اور آدمی اندر آیا اور اس نے پلٹ کر دروازہ بند کر



”تمہارا ساتھی عمران جو دوسرے کمرے میں ہے وہ چند منٹ پہلے ہال میں چائے پی کر آیا ہے اور اس وقت ہمارے آدمیوں کی گرفت میں بے بس ہے۔ اس کی زندگی چاہتی ہو تو ہمارے ساتھ چلو“..... دروازہ قامت مائیکل نے جولیو کو دھمکی دیتے ہوئے کہا تو جولیو یکدم پریشان ہو گئی کہ سلیمان کو بھی وہ لوگ عمران کے طور پر پہچان چکے ہیں۔

”تم مجھے کہاں لے جانا چاہتے ہو“..... جولیو نے خود کو نائل کرتے ہوئے آہستہ سے پوچھا۔

”تمہارے باقی ساتھیوں کا پتہ معلوم کرنا ہے۔ فوسٹر، جولیو کے ہاتھ پشت پر باندھو“..... مائیکل نے جواب دیتے ہوئے اپنے ساتھی سے کہا تو اس نے ریوالور ایک ہاتھ میں پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے اپنی ٹائی کھول کر جولیو کی طرف بڑھا۔

”اس کا پرس اٹھا کر مجھے دے دو“..... مائیکل نے ڈریسنگ ٹیبل پر رکھے جولیو کے پرس کی طرف دیکھ کر فوسٹر سے کہا تو فوسٹر بیڈ کے قریب پڑی ڈریسنگ ٹیبل کی طرف بڑھا لیکن جونہی وہ جولیو کے قریب سے گزرنے لگا جولیو نے یکدم اچھل کر فوسٹر کے ریوالور والے ہاتھ پر ٹھوکر ماری اور کوئی لمحہ ضائع کئے بغیر اس کے پیٹ میں گھونسا بھی مار دیا۔ فوسٹر کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر دور جا گرا اور وہ پیٹ پر ہاتھ رکھے کراہتا ہوا جھک گیا لیکن جولیو نے فوراً اپنا گھٹنا اس کی ٹھوڑی پر مار دیا اور فوسٹر کراہتا ہوا لڑکھڑا کر پیچھے

کھڑے مائیکل سے جا ٹکرایا۔ مائیکل نے تیزی سے سنبھلتے ہوئے جولیو پر جست لگائی اور جولیو نے پھرتی سے بائیں جانب ہٹ کر مائیکل کے پہلو میں لات ماری۔ مائیکل کے ہاتھ سے ریوالور گر گیا اور وہ لڑکھڑا کر فوسٹر سے جا ٹکرایا۔

اسی لمحے جولیو نے آگے بڑھ کر فوسٹر کے سینے پر فلائنگ کلک ماری اور وہ کراہتا ہوا بائیں جانب فرش پر گر گیا۔ اس دوران مائیکل نے سنبھل کر جولیو کو اپنے بازوؤں میں دیوچ لیا مگر جولیو نے فوراً ہی مائیکل کی ناک پر پوری قوت سے اپنے سر کی ٹکڑی ماری اور مائیکل نے درد کی شدت سے بلبلاتے ہوئے جولیو کو چھوڑ دیا۔ مائیکل کی ناک سے خون بہنے لگا تھا۔ اس کی گرفت سے آزاد ہوتے ہی جولیو نے فوسٹر پر چھلانگ لگا دی جو فرش سے اٹھ چکا تھا۔ جولیو نے اس پر چھلانگ لگائی تو وہ منہ کے بل فرش پر جا گرا۔ جولیو سنبھل کر پلٹی تو مائیکل نے فوراً ہی اپنی جیب سے خنجر نکال لیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ خنجر سے جولیو پر وار کرتا جولیو کی فلائنگ کلک اس کے خنجر والے ہاتھ پر پڑی اور مائیکل کے ہاتھ سے خنجر نکل کر صوفے کے پاس جا گرا۔

مائیکل نے تیزی سے بڑھ کر جولیو کا ایک ہاتھ پکڑا اور بل دینے لگا۔ جولیو نے خود کو اس کی طرف گھمایا اور دوسرے ہاتھ کا زوردار گھونسا مائیکل کی زخمی ناک پر مارا تو اس نے جولیو کا بازو چھوڑ کر اپنی ناک پکڑ لی اور پیچھے ہٹا ہی تھا کہ جولیو نے اچھل کر دونوں

پاؤں اس کے سینے میں مارے اور مائیکل کراہتا ہوا دیوار سے جا ٹکرایا۔ اتنے میں فوسٹر نے سنبھل کر بیڈ کے پاس فرش پر پڑے اپنے ریوالور کی طرف جست لگائی اور ریوالور اٹھا کر پلٹا ہی تھا کہ جولیا اڑتی ہوئی اس پر آ پڑی اور فوسٹر کے ہاتھ سے ریوالور گر گیا اور وہ پشت کے بل بیڈ پر جا گرا۔ جولیا نے جلدی سے سنبھل کر اس کی کمر پر زور دار مکا مار دیا۔ فوسٹر کراہتا ہوا بیڈ سے نیچے لڑھک گیا اور جولیا نے اس کے پہلو میں زور دار ٹھوکر جما دی۔ فوسٹر کے حلق سے دبی دبی سی چیخ نکلی اور وہ فرش پر لوٹ پوٹ ہونے لگا۔

مائیکل نے سنبھل کر جولیا کی طرف دیکھا اور غضبناک بھیڑیے کی مانند دانت کچکچاتا ہوا جولیا کی طرف لپکا۔ وہ جولیا کے قریب پہنچا ہی تھا کہ جولیا نے ایڑیوں کے بل گھوم کر اس کے پیٹ میں ٹھوکر مارنے کی کوشش کی لیکن مائیکل نے خود کو بچاتے ہوئے جولیا کا پاؤں پکڑ کر کھینچ دیا۔ جولیا کمر کے بل فرش پر گر گئی اور اس کے منہ سے تیز کراہ نکلی۔ مائیکل نے اس پر جست لگائی لیکن جولیا نے تیزی سے دونوں پاؤں اٹھا کر اس کے سینے میں مار دیئے۔ مائیکل لڑکھڑاتا ہوا پیچھے ہٹا اور جولیا پھرتی سے کروٹ بدل کر اٹھ بیٹھی۔ مائیکل نے سنبھل کر دوبارہ اس پر چھلانگ لگا دی۔ جولیا نے بجلی کی سی تیزی سے اپنی جگہ چھوڑی اور ایک طرف ہٹ گئی۔ مائیکل اس کی چھوڑی ہوئی جگہ پر سینے کے بل آ گرا۔ جولیا نے فوراً ہی اس

کے پہلو میں گھونسا مارا اور اسی لمحے اس کے سر پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ فوسٹر نے اسے مائیکل کی طرف متوجہ پا کر فرش سے ریوالور اٹھایا اور جولیا کے عقب سے اس کے سر پر ریوالور کے دستے سے ضرب لگائی تھی جس کے نتیجے میں جولیا کے حلق سے تیز کراہ نکلی اور اس پر بے ہوشی طاری ہوتی چلی گئی۔

موجود تھی۔ اکنیٹھن میں چابی لگی ہوئی تھی۔ عمران کار میں بیٹھا اور انجن سٹارٹ کر کے پارکنگ سے باہر آ گیا۔ اتنی دیر میں اس کے ساتھیوں کی ٹیکسی ایئر پورٹ کی حدود سے نکل کر شہر کی طرف جا چکی تھی۔ مین روڈ پر آ کر عمران شہر کی طرف کار دوڑانے لگا۔ اس نے بیک مرر میں عقب کا جائزہ لیا تو پیچھے کئی گاڑیاں آ رہی تھیں۔ شہری حدود میں داخل ہو کر اس نے پہلے چوراہے سے کار بائیں جانب جانے والی سڑک پر موڑ دی اور دوبارہ بیک مرر میں عقب کا جائزہ لیا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ ایک تیز رفتار گاڑی دوسری گاڑیوں کو اور ٹیک کرتی ہوئی بھاگی چلی آ رہی تھی۔

اس وقت عمران کے عقب میں تین گاڑیاں تھیں۔ باقی گاڑیاں چوراہے سے دوسری سمت چلی گئی تھیں۔ تیز رفتار کار اگلی گاڑیوں کو اور ٹیک کرتی ہوئی عمران کے عقب میں آئی اور اس کی رفتار کم ہونے لگی۔ عمران ہوشیار ہو گیا۔ عقب میں موجود کار اسے اور ٹیک کرنے کی بجائے اب نارمل رفتار سے عمران کے پیچھے دوڑ رہی تھی اور عمران کو شبہ ہو گیا کہ وہ گاڑی اس کا تعاقب کر رہی ہے۔ یہ سڑک دارالحکومت کے جنوبی حصے کی طرف جاتی تھی اور اس پر زیادہ تر کالونی ٹائپ آبادیاں تھیں۔ عمران نے اپنے شبہ کی تصدیق کے لئے دائیں ہاتھ پر واقع ایک گلی کی طرف کار موڑ دی۔ گلی کافی کشادہ تھی مگر سنان تھا۔ اس کے دونوں جانب بنگلہ نما عمارتیں تھیں۔ گلی میں داخل ہوتے ہی عمران نے بیک مرر پر نگاہ ڈالی تو

ایئر پورٹ سے باہر آ کر عمران نے صفدر، تنویر اور چوہان کی طرف دیکھا تو وہ تینوں ایک ٹیکسی میں بیٹھ رہے تھے۔ عمران کی طرح وہ تینوں بھی میک اپ میں تھے اور وہ ایک ہی فلائٹ سے یہاں پہنچے تھے۔ لیکن جہاز میں بھی عمران ان سے الگ رہا تھا اور ایئر پورٹ کی عمارت سے باہر آنے میں بھی اس نے دانستہ چند لمحوں کی تاخیر کی تھی۔ اس دوران اس کی نگاہیں مسلسل آس پاس کا جائزہ لے رہی تھیں کہ کوئی شخص ان میں دلچسپی تو نہیں لے رہا اور پھر مطمئن ہو کر وہ پارکنگ کی طرف بڑھ گیا۔

پاکیشیا سے روانہ ہوتے وقت اس نے مشہدی کوفون پر ہدایات دی تھیں کہ وہ اس کے لئے ایئر پورٹ پر ایک گاڑی بھیج دے۔ مشہدی نے جواب میں بتایا تھا کہ پارکنگ میں سفید رنگ کی بیوک کار موجود ہوگی۔ چنانچہ عمران پارکنگ میں پہنچا تو مذکورہ گاڑی وہاں

عقب میں آنے والی کار بھی گلی کی طرف مڑتی دکھائی دی اور عمران کا شبہ یقین میں بدل گیا۔

سیاہ رنگ کی کیڈلاک کار اس کا تعاقب کر رہی تھی۔ گلی میں داخل ہوتے ہی سیاہ کیڈلاک کی رفتار میں اضافہ ہو گیا اور وہ عمران کو اور ٹیک کرنے لگی تو عمران نے کن انگیوں سے اس کار کی طرف دیکھا۔ کار میں ڈرائیور کے علاوہ دو افراد سوار تھے۔ وہ تینوں ہی بلگرانوی باشندے تھے۔ عقبی سیٹ پر بیٹھے دونوں افراد عمران کی طرف دیکھ رہے تھے۔ کیڈلاک عمران کو اور ٹیک کرتی ہوئی آگے نکل گئی لیکن کچھ دور جا کر اس کی رفتار کم ہونے لگی اور وہ یکدم ترچھی ہو کر گلی میں رک گئی۔ عمران نے بھی تیزی سے بریک لگائی اور کیڈلاک سے چار پانچ قدم پیچھے اس کی کار رک گئی۔ اسی لمحے کیڈلاک کے پچھلے دونوں دروازے کھلے اور اندر بیٹھے دونوں افراد تیزی سے باہر آ گئے۔ ان کے ہاتھوں میں سائیلنسر لگے ریوالور تھے اور انہوں نے اپنی کار سے اترتے ہی عمران کی طرف ریوالور تان لئے۔ یہ دیکھ کر عمران نے انجن بند کر دیا۔ دونوں مسلح افراد تیزی سے آگے بڑھے اور عمران کی کار کے دائیں بائیں آ کر انہوں نے عمران کو ریوالوروں سے کور کر لیا۔

”خبردار۔ ہاتھ بلند کر لو ورنہ کھوپڑی میں سوراخ ہو جائے گا“..... ڈرائیونگ سیٹ کے پاس کھڑے چھوٹی سی داڑھی والے شخص نے سخت لہجے میں حکم دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ کیا تم میری گاڑی چھیننا چاہتے ہو“..... عمران نے ہاتھ بلند کرتے ہوئے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ ہمیں تمہاری ضرورت ہے۔ باہر نکل آؤ۔ ہاتھ نیچے کرنے کی کوشش کی تو مارے جاؤ گے“..... داڑھی والے نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا اور ایک ہاتھ سے دروازہ کھول کر پیچھے ہٹ گیا۔

”بیگر۔ اسی کی گاڑی میں اسے لے چلتے ہیں“..... کار کی دوسری جانب کھڑے شخص نے داڑھی والے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”نہیں فورڈ۔ اسے بے ہوش کر کے لے جانا ہے“..... داڑھی والے نے عمران سے ٹکاہیں ہٹائے بغیر سخت لہجے میں کہا۔

”تم۔ تم مجھے کیوں لے جانا چاہتے ہو۔ میں نے کیا جرم کیا ہے“..... عمران نے بوکھلاہٹ آمیز لہجے میں پوچھا۔

”تم باہر نکلو۔ پھر تمہارا جرم بھی بتا دیا جائے گا“..... بیگر نامی شخص نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

”کک۔ کیا۔ تم خفیہ پولیس والے ہو“..... عمران نے کار سے اترتے ہوئے پوچھا۔

”نہیں۔ ہم سیکرٹ سروس کے آدمی ہیں“..... دوسرے شخص نے طنزیہ لہجے میں کہا جس کا نام فورڈ تھا۔ عمران ان کے لہجوں سے ہی سمجھ چکا تھا کہ وہ اسرائیلی ہیں اور انہوں نے میک اپ کر رکھے

ہیں۔

”سی۔ سی۔ سیکرٹ سروس“..... عمران نے ہکلاتے ہوئے کہا۔  
 ”فورڈ۔ اسے بے ہوش کر کے اپنی گاڑی میں ڈال دو“..... بیگر  
 نے عمران کو جواب دینے کی بجائے فورڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔  
 ”مم۔ مگر۔ میرا جرم کیا ہے۔ میں نے ٹریفک سگنل تو نہیں  
 توڑا“..... عمران نے خوف سے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔

”سٹ اپ۔ فورڈ۔ اس کی تلاشی لو۔ ریوالور ہو گا اس کے  
 پاس“..... بیگر نے عمران کو ڈانٹتے ہوئے فورڈ سے کہا تو فورڈ نے  
 آگے بڑھ کر اپنے ریوالور کی نال عمران کے سینے پر رکھی اور  
 دوسرے ہاتھ سے عمران کی جیبیں ٹٹولنے لگا۔ اب وہ بیگر اور عمران  
 کے درمیان تھا اس لئے تلاشی لینے کے بعد جونہی وہ پیچھے ہٹا عمران  
 نے یکدم ہاتھ گراتے ہوئے فورڈ کے ریوالور والے ہاتھ پر ٹھوکر  
 ماری اور ساتھ ہی اس کے جڑے پر گھونسا مار دیا۔ فورڈ کے ہاتھ  
 سے ریوالور نکل کر دور جا گرا اور وہ کراہتا ہوا عقب میں کھڑے  
 بیگر سے جا ٹکرایا۔ بیگر بھی لڑکھڑایا اور عمران نے کوئی لمحہ ضائع  
 کئے بغیر ان دونوں پر جست لگا دی جس کے نتیجے میں وہ دونوں ہی  
 سڑک پر گر گئے۔

عمران ان کے اوپر گرا تھا۔ اس نے فوراً ہی سنبھل کر بیگر کا  
 ریوالور اٹھا لیا جو بیگر کے ہاتھ سے نکل کر قریب ہی گر گیا تھا۔ لیکن  
 اسی لمحے فورڈ نے اٹھتے ہوئے عمران کا ایک پاؤں پکڑ کر اپنی جانب

کھینچا اور عمران منہ کے بل سڑک بوس ہو گیا۔ اس کی گرفت سے  
 ریوالور نکل گیا لیکن عمران نے فوراً ہی پلٹا کھا کر فورڈ کے چہرے پر  
 اپنا داہنا پاؤں مارا اور فورڈ کراہتا ہوا پیچھے الٹ گیا۔ اس کے ساتھ  
 ہی بیگر نے اٹھ کر عمران پر چھلانگ لگا دی۔ عمران نے بچنے کی  
 کوشش نہ کی اور بیگر اس کے اوپر آگرا۔ عمران نے فوراً ہی اسے  
 اپنے بازوؤں میں دبوچ لیا اور بیگر کے دونوں بازو عمران کے  
 بازوؤں کے حلقے میں جکڑے گئے۔ اتنے میں ان کا تیسرا ساتھی  
 ڈرائیونگ سیٹ سے اتر کر دوڑتا ہوا قریب آیا اور اس نے عمران پر  
 ریوالور تان لیا۔ بیگر، عمران کی گرفت سے نکلنے کی کوشش کر رہا تھا۔  
 ”چھوڑ دو اسے ورنہ گولی مار دوں گا“..... ڈرائیور نے غراتے  
 ہوئے کہا۔ وہ عمران کے پہلو میں کھڑا تھا۔

”تم کہتے ہو تو چھوڑ دیتا ہوں سر“..... عمران نے لا پرواہی کے  
 انداز میں کہا اور یکدم ڈرائیور کی سمت میں کروٹ لی۔ بیگر اس کے  
 نیچے آ گیا اور عمران نے اسے چھوڑتے ہوئے داہنے ہاتھ سے  
 ڈرائیور کی ٹانگ پر ضرب لگا دی۔ کھڑی ہتھیلی کی ضرب ڈرائیور کی  
 ٹانگ کی ہڈی پر پڑی تو اس کے حلق سے ہلکی سی کرہناک چیخ نکلی  
 اور وہ لڑکھڑاتا ہوا گر گیا۔ عمران جلدی سے اٹھا ہی تھا کہ فورڈ نے  
 اس پر جست لگا دی۔ عمران لڑکھڑاتا ہوا پیچھے ہٹا لیکن فوراً ہی اس  
 نے فورڈ کا ایک بازو پکڑ کر اسے گھمایا اور دوسرا بازو اس کی گردن  
 کے گرد لپیٹ کر اس کی پشت اپنے سینے سے لگا دی۔ اتنے میں بیگر

ہیں“..... بیگم نے غراتے ہوئے کہا۔

”ان کے پہنچنے سے پہلے ہی تم تینوں کو جہنم پہنچا دوں گا۔ یقین نہیں تو یہ دیکھو“..... عمران نے اطمینان سے کہا اور فائر کر دیا۔ بے آواز ریوالور کی گولی زخمی ٹانگ والے ڈرائیور کے سر میں لگی اور وہ چیخے بغیر ہی بے حس و حرکت ہوتا چلا گیا۔ بیگم اور فورڈ نے اپنے ساتھی کا انجام دیکھا تو ان کے چہروں پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔

”زندہ رہنا چاہتے ہو تو جلدی سے بتا دو کہ تم کس شک کی بنیاد پر میرا تعاقب کرتے رہے ہو۔ یہ تو میں سمجھ ہی گیا ہوں کہ تم اسرائیلی ایجنٹ ہو اور تمہارا باس ولسن ہے“..... عمران نے انہیں گھورتے ہوئے کہا تو وہ دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔

”تم کون ہو“..... فورڈ نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”تم میرے سوال کا جواب دو۔ ہری اپ۔ تم میں سے جس نے جواب دیا وہی زندہ رہے گا۔ بولو“..... عمران نے حتیٰ لہجے میں کہا۔

”ہمیں شبہ ہے کہ تم پاکیشیائی ایجنٹ ہو کیونکہ تم نے میک اپ کر رکھا ہے اور ہمارے ایک آدمی نے تمہیں ایئر پورٹ پر چیک کر کے ہمیں اطلاع دی تھی۔ باس کے حکم پر ہم تمہیں پکڑنے آئے تھے“..... فورڈ نے جلدی سے کہا تو عمران کے ریوالور نے شعلہ اگلا اور بیگم کی پیشانی میں سوراخ ہو گیا اور وہ چیخے بغیر جہنم پہنچ گیا اور زندہ رہ جانے والا فورڈ خوف کی شدت سے کانپنے لگا۔

نے اٹھ کر اپنا ریوالور اٹھایا اور عمران پر تان لیا جبکہ ڈرائیور اپنی پنڈلی پکڑے بیٹھا کراہ رہا تھا۔ فورڈ کا ایک بازو عمران کی گرفت میں تھا اور وہ دوسرے ہاتھ سے عمران کا بازو اپنی گردن سے ہٹانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن عمران کی گرفت کافی سخت تھی۔

”چھوڑ دو اسے۔ ورنہ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا“..... بیگم نے خونخوار لہجے میں کہا۔

”فورڈ کی گردن ٹوٹنے والی ہے۔ اسے بچانا چاہتے ہو تو ریوالور پھینک دو“..... عمران نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا اور ساتھ ہی فورڈ کی گردن پر دباؤ بڑھا دیا اور فورڈ کا سانس رکنے لگا اور وہ عمران کی گرفت میں ترپنے لگا۔ اس کی حالت دیکھ کر بیگم نے جبرے پھینچے ہوئے عمران کو کھا جانے والی نگاہوں سے دیکھا۔

”تم بچ کر نہ جا سکو گے مسٹر“..... بیگم نے غضبناک لہجے میں کہا اور ریوالور پھینک دیا۔ دوسرے ہی لمحے عمران نے فورڈ کی گردن سے اپنا بازو ہٹاتے ہوئے اسے بیگم کی طرف اچھال دیا۔ فورڈ بیگم سے جا ٹکرایا اور وہ دونوں پشت کے بل ڈرائیور کے قریب جا گرے۔ عمران نے جلدی سے آگے بڑھ کر ریوالور اٹھایا اور ان پر تان لیا۔

”خبردار۔ اب تم دونوں نے کوئی حرکت کی تو مارے جاؤ گے“۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”تم۔ تم بچتاؤ گے۔ ہمارے مزید ساتھی یہاں پہنچنے والے



”دیکھو۔ وعدے کے مطابق میں تمہیں زندہ چھوڑ کر جا رہا ہوں“..... عمران نے آگے بڑھتے ہوئے فورڈ سے کہا اور قریب پہنچ کر اس کے سر پر ریوالور کا دستہ رسید کر دیا۔ فورڈ کے حلق سے تیز کراہ نکلی اور اس نے ہاتھ پاؤں ڈال دیئے۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ عمران نے ریوالور جیب میں رکھا۔ پھر فورڈ کو اٹھا کر اپنی کار کی عقبی نشست پر ڈالا اور مرنے والے افراد کے ریوالور اٹھا کر اپنی کار میں آ بیٹھا۔ وہ فورڈ کو مشہدی کے ٹھکانے پر لے جا کر اس سے مزید معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔

چنانچہ انجن سٹارٹ کر کے اس نے کار بیک کی اور گلی سے نکل کر سڑک پر آ گیا۔ پھر وہ شہر کے جنوبی حصے کی طرف روانہ ہو گیا۔ مشہدی کی رہائش گاہ اسی طرف تھی۔ پروگرام کے مطابق اس کے ساتھی ممبرز نے ایک ہوٹل میں قیام کرنا تھا جبکہ اس نے مشہدی کے بنگلے میں ٹھہرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ کچھ دیر بعد عمران نے وایج ٹرانسمیٹر آن کیا اور صفدر کو کال کرنے لگا۔

”ہیلو صفدر۔ عمران کالنگ۔ اوور“..... عمران نے صفدر کو کال کرتے ہوئے کہا۔ اسرائیلی ایجنٹوں نے اس کے چہرے پر میک اپ محسوس کر لیا تھا اور عمران کو شبہ تھا کہ ہو سکتا ہے کہ کہیں انہیں بھی ٹریس نہ کر لیا گیا ہو۔

”لیس عمران صاحب۔ صفدر انڈنگ یو۔ اوور“..... چند لمحوں بعد وایج ٹرانسمیٹر سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

”کیا تم لوگ ہوٹل پہنچ گئے ہو۔ تمہارا تعاقب تو نہیں کیا گیا۔ اوور“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

”نہیں۔ ہم دس منٹ پہلے ہوٹل پہنچے ہیں اور اپنے اپنے کمروں میں ہیں۔ اوور“..... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ذرا محتاط رہنا۔ میں صبح تم سے رابطہ کروں گا۔ اوور اینڈ آل“..... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

سلیمان کو خیال آیا کہ کہیں جولیا اس کے انتظار میں تو نہیں جاگ رہی کیونکہ اس نے ہال سے واپس آ کر جولیا کو اپنی آمد کی اطلاع نہیں دی تھی۔ چنانچہ وہ جولیا کے کمرے کی طرف بڑھا اور دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہوا لیکن دوسرے ہی لمحے وہ اچھل پڑا۔ کمرے میں ایک مقامی شخص موجود تھا۔ وہ دروازہ قامت اور ادھیڑ عمر شخص خاصے تن و توش کا مالک تھا اور کمرے کے وسط میں کھڑا پریشان دکھائی دے رہا تھا۔ البتہ جولیا غائب تھی جبکہ اس کا پرس بیڈ پر کھلا ہوا پڑا تھا۔ ادھیڑ عمر شخص نے سلیمان کو دیکھا تو چونک پڑا۔

”اے مسٹر۔ کون ہو تم اور یہاں کیا کر رہے ہو؟“..... سلیمان نے اس آدمی سے سخت لہجے میں پوچھا۔

”تم کون ہو؟“..... اس شخص نے سلیمان کو گھورتے ہوئے پوچھا۔  
 ”چراغ کا جن۔ روشنی دیکھ کر آیا ہوں۔ اب تم بتاؤ۔ مس جولیا کہاں ہے اور تم یہاں کیا کر رہے ہو۔ یہ پرس کیوں کھولا ہے۔ کیا لپ اسٹک تلاش کی ہے؟“..... سلیمان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ کیا تم سلیمان ہو؟“..... اس شخص نے بے اختیار چونکتے ہوئے پوچھا تو سلیمان بے اختیار اچھل پڑا۔

”کیا۔ تم میرا نام بھی جانتے ہو۔ کیا تم نجومی ڈاکو ہو یا ڈاکو نجومی؟“..... سلیمان نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ تم سلیمان ہو۔ مجھے مشہدی کہتے ہیں۔“ اس آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ایئر کنڈیشنڈ کمرے کی ٹھنڈک کے باوجود سلیمان کو نیند نہیں آ رہی تھی۔ وہ بیڈ پر لیٹا کافی دیر سے کروٹیں بدل رہا تھا۔ اس کے ذہن پر کاؤنٹر گرل جیلی سوار تھی جس نے اسے کل کا دن اپنے ساتھ گزارنے کی دعوت دی تھی اور اس کے عوض پانچ سو ڈالر ساتھ لانے کو کہا تھا۔ سلیمان فطری طور پر برا نہیں تھا اور محض دل پشوری کے لئے خوبصورت لڑکیوں کو پسند کرتا تھا۔ لڑکیوں کو بے وقوف بنا کر اسے لطف آتا تھا۔ جیلی پیشہ ور لڑکی تھی اور سلیمان ایسی لڑکیوں سے نفرت کرتا تھا لیکن اسے نیند نہ آ رہی تھی۔ اس نے سوچا کہ نیچے جا کر جیلی سے گپ شپ کرے۔ چنانچہ وہ اٹھا اور کمرے سے نکل آیا۔ اس نے دروازہ لاک کر کے جولیا کے کمرے کی طرف دیکھا تو اسے حیرت ہوئی۔ جولیا کے کمرے میں لائٹ جل رہی تھی جس کا مطلب تھا کہ وہ ابھی تک جاگ رہی تھی۔

ارادے سے باہر آیا تو مس جولیا کمرے میں لائٹ دیکھ کر میں سمجھا کہ مس جولیا بھی جاگ رہی ہیں۔ اب میں مس جولیا کو کہاں تلاش کروں..... سلیمان نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس کی آواز بھرا گئی۔

”حوصلہ رکھو سلیمان۔ صبر کرو“..... مشہدی نے ہمدردانہ انداز میں سلیمان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

”صبر کیسے کروں۔ جانے والے لوٹ کر نہیں آیا کرتے مسٹر۔“

سلیمان نے گلوگیر لہجے میں کہا۔

”حیرت ہے۔ سیکرٹ ایجنٹ کو مایوسی کی باتیں زیب نہیں دیتیں۔ کیا تم سیکرٹ سروس کے ممبر نہیں ہو“..... مشہدی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا تو سلیمان یکدم سنبھل گیا۔ وہ سمجھ گیا کہ عمران نے اسے سیکرٹ سروس کے ممبر کے طور پر یہاں بھیجا ہوگا اور مشہدی کو بھی یہی بتایا ہوگا کہ وہ ایکسٹو کا ماتحت ہے۔

”بالکل ہوں۔ لیکن میں سپیشل ایجنٹ ہوں۔ میں اب تک بے شمار دشمن ایجنٹوں کی گردنیں توڑ کر ان کی آنتیں نکال چکا ہوں۔ میری دہشت سے غیر ملکی ایجنٹ میرا سامنا کرنے کی جرأت نہیں کرتے۔ کئی ایجنٹوں کا کلیجہ نکال کر چبا چکا ہوں۔ میں مایوس نہیں ہوں۔ البتہ اب مجھے پھر آدم خور بننا پڑے گا۔ مس جولیا کو اغوا کرنے والوں سے میں ایسا خونیں انتقام لوں گا کہ ان کے بیوی بچے بھی میرے نام سے غش کھایا کریں گے“..... سلیمان نے جوشیلے لہجے

”تم مشہدی ہو یا سبزواری۔ مجھے تمہارے نام سے کوئی غرض نہیں۔ بولو۔ مس جولیا کہاں ہے“..... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”میں نے مس جولیا کے لئے گاڑی بھیجی تھی۔ میرا ایک آدمی انہیں گاڑی کی چابی پہنچانے آیا تھا۔ چابی دے کر وہ واپس آ گیا تو میں نے مس جولیا سے یہ پوچھنے کے لئے فون کیا کہ انہیں چابی مل گئی ہے یا نہیں لیکن مس جولیا نے فون اٹھ نہ کیا تو میں فکرمند ہو گیا اور تین مرتبہ مزید ٹرائی کرنے کے بعد میں خود یہاں چلا آیا کہ ان کی خیریت معلوم کروں کیونکہ شہر میں یہودی ایجنٹ موجود ہیں۔ لیکن میں یہاں پہنچا تو دروازہ اندر سے لاک نہیں تھا۔ مس جولیا بھی غائب ہیں اور کمرے کی حالت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسرائیلی ایجنٹ مس جولیا کو اغوا کر کے لے گئے ہیں“..... مشہدی نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ کیا واقعی“..... سلیمان نے حیرت سے اچھلتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ غالباً یہاں مس جولیا کی ان لوگوں سے لڑائی ہوئی تھی اور انہوں نے کمرے کی تلاشی بھی لی تھی۔ یہ پرس پہلے سے یہاں کھلا ہوا پڑا تھا۔ تم کہاں تھے اس وقت“..... مشہدی نے سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

”میں کھانا کھانے کے بعد چائے پینے نیچے ہال میں گیا تھا اور وہاں کچھ وقت گزار کر واپس اپنے کمرے میں آ گیا تھا۔ سونے کی کوشش کی لیکن نیند نہ آئی تو پھر نیچے جانے اور وقت گزارنے کے

مت کرنا۔ یہ بات یاد رکھنا کہ میں سپیشل ایجنٹ ہوں اور دشمنوں کا کلیجہ چبانے کا عادی ہوں“..... سلیمان نے مڑتے ہوئے دھمکی آمیز لہجے میں کہا تو مشہدی ہنس پڑا۔

”اطمینان رکھو۔ عمران صاحب بھی پہنچنے والے ہیں میرے ٹھکانے پر۔ وہ تمہاری تسلی کرا دیں گے“..... مشہدی نے کہا تو سلیمان اس اطلاع پر خوش ہو گیا۔ وہ اپنے کمرے سے بیگ اٹھا کر مشہدی کے ساتھ چل پڑا۔ ہوٹل کے کپاؤنڈ میں مشہدی کی کار موجود تھی۔ اس نے سلیمان کے لئے پچھلا دروازہ کھول دیا۔

”نہیں۔ میں سپیشل ایجنٹ ہوں۔ تمہارے پیچھے بیٹھنا میری توہین ہے“..... سلیمان نے تیزی سے کہا اور فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر کار میں بیٹھ گیا۔ مشہدی مسکراتے ہوئے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور انجن سٹارٹ کر کے کار گیٹ کی طرف بڑھا دی۔ سڑک پر آ کر وہ بائیں جانب کار دوڑانے لگا۔ سلیمان سوچ رہا تھا کہ جولیا کے اغوا کی خبر سن کر عمران آگ بگولا ہو جائے گا اور اسے خوب ڈانٹے گا۔

”مسٹر پدی۔ تمہارا کیا پیشہ ہے“..... دوران سفر سلیمان نے اچانک مشہدی سے پوچھا۔

”میرا نام پدی نہیں ہے مسٹر سلیمان“..... مشہدی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”پدی نہیں تو پدی کا شور باسہی۔ میں نے تمہارا کاروبار پوچھا

میں مسلسل بولتے ہوئے کہا تو مشہدی نے عجیب سی نگاہوں سے سلیمان کے چہرے کی طرف دیکھا لیکن میک اپ کے سبب سلیمان کا چہرہ ساٹ دکھائی دے رہا تھا۔

”تمہیں عمران صاحب کے میک اپ میں کیوں بھیجا گیا ہے یہاں“..... مشہدی نے پوچھا۔

”اس لئے کہ یہودی ایجنٹ میری اصل شکل دیکھتے ہی فرار نہ ہو جائیں“..... سلیمان نے سرجھکتے ہوئے کہا۔

”بہر حال اب تمہارا یہاں رہنا ٹھیک نہیں ہے۔ مس جولیا کے ساتھ تم بھی اسرائیلی ایجنٹوں کی نگاہوں میں آ چکے ہو اور وہ تمہیں عمران سمجھ کر کسی بھی وقت تم پر حملہ کر سکتے ہیں۔ تمہیں میرے ساتھ چلنا چاہئے“..... مشہدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم مجھے کہاں لے جاؤ گے۔ ویسے کیا تم اصلی مشہدی ہو نا“۔

سلیمان نے اس کی طرف شک بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”بالکل۔ فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ میرے ٹھکانے پر تم محفوظ رہو گے“..... مشہدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کون سا ٹھکانہ۔ پہلا یا آخری ٹھکانہ“..... سلیمان نے چونکتے ہوئے کہا۔

”میری رہائش گاہ۔ تمہارے پاس کوئی سامان ہے تو لے لو“۔

مشہدی نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے ہنس کر کہا۔

”میرے کمرے میں میرا بیگ ہے۔ چلو۔ لیکن مجھ سے دھوکہ

”ہے“..... سلیمان نے لاپرواہی سے کہا۔  
 ”میں مویشی فارم چلاتا ہوں“..... مشہدی نے جواب دیا۔  
 ”بہت خوب۔ تو تم مویشی فارم چلاتے ہو۔ کرایہ پر چلاتے ہو یا مفت میں“..... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
 ”اوہ۔ میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا مسٹر سلیمان“..... مشہدی نے حیرت سے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔  
 ”مطلب یہ کہ آج کل یہاں دودھ کا کیا ریٹ ہے“۔ سلیمان نے جلدی سے کہا۔  
 ”مگر تمہیں دودھ کے ریٹ سے کیا غرض ہے“..... مشہدی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”ریٹ سے پتہ چلے گا کہ تمہاری بھینسوں کا دودھ خالص ہے یا تم ملاوٹ کرتے ہو۔ دراصل ہمارے ملک میں اتنی ملاوٹ چل رہی ہے کہ میں بتاتے ہوئے شرم سے پانی پانی ہو جاتا ہوں لیکن پھر بھی لوگ دودھ میں پانی ڈالنے سے باز نہیں آتے۔ صاحب کے لئے۔ میرا مطلب ہے اپنے لئے چائے میں دودھ ڈالتا ہوں تو وہ کافی بن جاتی ہے اور کافی میں ڈالوں تو وہ چائے کا مزہ دیتی ہے۔ ملاوٹ والا دودھ پی پی کر اتنا کمزور ہو گیا ہوں کہ چلتے چلتے سانس پھولنے اور سر چکرانے لگتا ہے۔ حلق خشک ہو جاتا ہے اور کھانسر کھانسر کر پھپھروں میں درد اٹھنے لگتا ہے۔ پڑوسی سمجھتے ہیں کہ مجھے دمہ ہو گیا ہے یا میں ٹی بی کا مریض ہوں لیکن ایسی کوئی فکر کی بات

نہیں۔ اب تمہارے مویشی فارم کا خالص دودھ پیوؤں گا تو بالکل تندرست ہو جاؤں گا اور پھر مس جو لیا کی تلاش میں دنیا کا کونا کونا چھان ماروں گا“..... سلیمان نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔  
 ”تم انڈے کھایا کرو۔ جلدی تندرست ہو جاؤ گے“..... مشہدی نے اس کی باتوں پر بے ساختہ ہنستے ہوئے کہا۔  
 ”بہت نیک مشورہ ہے تمہارا۔ لیکن ہمارے ملک میں انڈے بے حد مہنگے ہیں۔ پھر وہاں درجن کے حساب سے بیچے جاتے ہیں۔ تول کر بیچے جائیں تو خریدار کو فائدہ ہوتا ہے۔ یہاں ایک کلو گرام انڈے کتنے میں مل جاتے ہیں“..... سلیمان نے احمقانہ لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ یہاں بھی تول کر نہیں بلکہ درجن کے حساب سے بکتے ہیں“..... مشہدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
 ”عجیب بات ہے۔ آخر انڈوں کا قصور کیا ہے۔ جب مرغی تول کر بیچی جاتی ہے تو انڈوں کا بھی حق ہے کہ انہیں تول کر بیچا جائے۔ آخر انڈے بھی تو کسی کے جنے ہوئے ہوتے ہیں۔ کیا تم دودھ تول کر بیچتے ہو یا درجن کے حساب سے“..... سلیمان نے برا سامنہ بناتے ہوئے کہا تو مشہدی ایک بار پھر ہنس پڑا۔  
 ”نہیں۔ دودھ لیٹر کے حساب سے بیچا جاتا ہے“..... مشہدی نے ہنستے ہوئے کہا۔

”لا حول ولا قوۃ۔ یار کم از کم دودھ کو تول کر بیچا کرو۔ دودھ

”اچھا۔ میں بھی کہوں بنگے، میں تمہاری گائے بھینس کیسے گزارہ کر سکتی ہے“..... سلیمان نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور اسی لمحے گیٹ کھل گیا۔ گیٹ کھولنے والا ایک مقامی شخص تھا۔ مشہدی نے کار آگے بڑھائی اور ان کے اندر آنے پر چوکیدار نے گیٹ بند کر دیا۔ کمپاؤنڈ میں ایک گاڑی پہلے سے موجود تھی۔ مشہدی نے اس کے عقب میں کار روکی اور اچن بند کر دیا۔ دونوں کار سے اترے تو چوکیدار تیزی سے ان کے قریب پہنچ گیا۔

”باس۔ آپ کے مہمان آئے ہیں“..... چوکیدار نے مودبانہ لہجے میں مشہدی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”لو۔ یہ بتانے کی کیا ضرورت تھی۔ اسے بھی معلوم ہے کہ میں مہمان ہوں۔ پریشان نہیں ہوں“..... سلیمان نے ہنس کر کہا۔

”یہ عمران صاحب کی بات کر رہا ہے“..... مشہدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تو کیا میں اسے شیطان نظر آتا ہوں۔ میں بھی تو عمران ہوں۔ میری شکل پر تو نہیں لکھا کہ میں سلیمان ہوں“..... سلیمان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”آؤ۔ عمران صاحب آچکے ہیں اور میرا انتظار کر رہے ہوں گے“..... مشہدی نے تیزی سے کہا اور برآمدے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کی بات سن کر سلیمان بے اختیار چونکا اور تیزی سے مشہدی کے پیچھے بڑھتا چلا گیا۔

خدا کی نعمت ہے۔ قیامت سے پہلے خدا کو کیا منہ دکھاؤ گے۔ اللہ کی لالچی بے آواز ہے۔ اسے جلال آ گیا تو لالچی سے تمہارے تمام موسیقی ہانک کر غریبوں کے حوالے کر دے گا اور موسیقیوں کے بغیر تمہارے پاس صرف فارم ہی رہ جائے گا۔ اس فارم کو بال پین سے پر کر کے بذریعہ ڈاک مجھے بھیج دینا۔ میں تمہارے چیف ایکسلو کو فارم پہنچا دوں گا“..... سلیمان کی زبان تھکنے کا نام نہیں لے رہی تھی اور مشہدی اس کی باتوں سے محظوظ ہو رہا تھا۔

”میرا خیال ہے کہ تم میرے موسیقی فارم کی بجائے مس جولیا کے بارے میں سوچو“..... مشہدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مشورے کا شکریہ۔ میں تو کئی سالوں سے مس جولیا کے بارے میں سوچ رہا ہوں۔ تم اب کیا کرو گے“..... سلیمان نے پوچھا۔

”عمران صاحب کو اطلاع دوں گا۔ وہ تھوڑی دیر میں آنے والے ہیں“..... مشہدی نے رفتار کم کرتے ہوئے کہا اور ایک بنگے کے گیٹ پر کار روکی تو سلیمان نے چونک کر ادھر ادھر دیکھا۔ وہ پورے سفر میں راستے سے بے خبر رہا تھا۔ مشہدی نے ہارن بجایا۔

”اوہ۔ یہ بنگلہ ہے یا موسیقی فارم“..... سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”یہ موسیقی فارم نہیں میری رہائش گاہ ہے“..... مشہدی نے ہنستے ہوئے کہا۔

کہ پاکیشیا سے آنے والا مشتبہ شخص اس سفید بیوک میں شہرگی طرف روانہ ہوا ہے“..... ڈیوڈ نے جواب دیا۔

”ہونہہ۔ کیا جولیا ہوش میں ہے“..... ولن نے سگریٹ کا کش لیتے ہوئے پوچھا۔

”وہ بے ہوش ہے باس۔ اسے کمرے میں بند کر دیا گیا ہے۔“ ڈیوڈ نے کہا۔

”فوسٹر سے کہو جولیا کو ہوش میں لائے اور مائیکل کو میرے پاس بھیج دو“..... ولن نے کہا اور انٹرکام آف کر کے اپنی کرسی پر آ بیٹھا۔ تقریباً ایک منٹ بعد دروازہ کھلا اور دراز قامت مائیکل کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے دروازہ بند کیا اور ولن کو سلام کیا تو اس کی سوچی ہوئی ناک دیکھ کر ولن چونک پڑا۔

”کیا ہوا مائیکل۔ تمہارا چہرہ کس نے بگاڑا ہے“..... ولن نے پوچھا۔

”باس۔ جولیا نے مزاحمت کی تھی۔ وہ سوئس کتیا زبردست فائٹر ہے۔ اس نے کافی دیر تک ہمارا مقابلہ کیا تھا۔ ہم نے بڑی مشکل سے اس پر قابو پایا“..... مائیکل نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”تم نے اسے مزاحمت کرنے کا موقع ہی کیوں دیا تھا۔“ ولن نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

”ہم نے اس کے کمرے میں داخل ہوتے ہی ریوالوروں سے اسے کور کر لیا تھا باس۔ لیکن جونہی فوسٹر اس کا پرس اٹھانے کے

و لن بے تابی سے اپنے کمرے میں ٹہلتا ہوا سگریٹ کے کش لے رہا تھا۔ چند لمحوں بعد میز پر رکھے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر اس طرف دیکھا۔

”لیس ڈیوڈ“..... ولن نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

”باس۔ مائیکل اور فوسٹر پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ممبر جولیا کے لے آئے ہیں“..... دوسری طرف سے ڈیوڈ کی مودبانہ آواز سنا دی۔

”مگڈ۔ کیا بیگر اور فورڈ نہیں آئے“..... ولن نے اطمینان سانس لیتے ہوئے پوچھا۔

”نوسر۔ چند منٹ پہلے بیگر نے رپورٹ دی تھی کہ انہوں نے اس سفید بیوک کو ٹریس کر لیا ہے جس کی جیک نے نشاندہی کی تھی



کو چیک کرنے کے بعد جولیا سے پوچھ گچھ کرے گا۔ چند لمحوں بعد انٹرکام کی بیل بج اٹھی تو اس نے چونک کر اس طرف دیکھا۔  
 ”یس ڈیوڈ“..... ولسن نے انٹرکام کا ایک بٹن پریس کرتے ہوئے کہا۔

”باس۔ ہیڈ کوارٹر سے چیف کی کال ہے“..... انٹرکام سے ڈیوڈ کی آواز سنائی دی۔

”میں آ رہا ہوں“..... ولسن نے چوکتے ہوئے کہا اور انٹرکام آف کر کے اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا اور دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ راہداری میں کوئی نہ تھا۔ وہ تیزی سے چلتا ہوا ڈیوڈ کے کمرے میں داخل ہوا تو ڈیوڈ احتراماً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ ولسن میز کے آگے رکھی کرسی پر بیٹھ گیا۔ میز پر رکھا ٹرانسمیٹر آن تھا۔

”ہیلو چیف۔ ولسن بول رہا ہوں۔ اوور“..... ولسن نے ٹرانسمیٹر کی طرف منہ کر کے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”یس ولسن۔ کیا تم نے مشن کا آغاز کر دیا ہے۔ اوور۔“  
 ٹرانسمیٹر سے چیف کنٹرل اسکاٹ کی بھاری آواز سنائی دی۔

”یس سر۔ کام تو شروع کر دیا ہے لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی یہاں پہنچ گئی ہے۔ اوور“..... ولسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ کب۔ اوور“..... دوسری طرف سے کنٹرل اسکاٹ نے چوکتے ہوئے کہا۔

لئے اس کے قریب سے گزرنے لگا تو جولیا نے یکدم اس پر حملہ کر دیا“..... مائیکل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم اور فوسٹر جولیا سے اس کے ساتھی ممبرز کے بارے میں معلوم کرو۔ میں چند منٹ بعد آتا ہوں۔ کیا عمران نے جولیا کو بچانے کی کوشش نہیں کی تھی“..... ولسن نے سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

”نوسر۔ وہ اپنے کمرے میں سو رہا تھا۔ ہم نے بھی کوشش کی تھی کہ ہنگامہ کی آواز باہر نہ جائے اور عمران کو خبر نہ ہو۔ عمران کو آخر تک پتہ نہ چلا تھا“..... مائیکل نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پلٹ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ کمرے سے باہر جا کر اس نے درازہ بند کر دیا تو ولسن نے نیا سگریٹ سلگایا۔ وہ اب اس شخص کے بارے میں سوچ رہا تھا جسے اس کے ماتحت بیگر اور فورڈ اغوا کرنے گئے تھے۔ پاکیشیا سے آنے والی فلائٹ کے اسی مسافر کو ایئر پورٹ پر موجود ولسن کے ماتحت جیک نے ٹریس کر کے ولسن کو اطلاع دی تھی کہ وہ مسافر میک اپ میں ہے اور ایئر پورٹ کی پارکنگ میں پہلے سے موجود ایک سفید کار میں بیٹھ کر شہر کی طرف روانہ ہوا ہے تو ولسن کو شبہ ہوا کہ وہ مسافر جولیا اور عمران کا کوئی ساتھی ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اس نے فوری طور پر بیگر، فورڈ اور پال کو ایئر پورٹ روڈ کے پہلے چوراہے پر پہنچنے اور اس مسافر کو اغوا کر کے لانے کا حکم دیا تھا۔ اب ولسن اسی کا انتظار کر رہا تھا۔ اس کا ارادہ تھا کہ اس مسافر

”تقریباً ایک ڈیڑھ گھنٹہ پہلے مائیکل نے عمران اور جولیا کو ایک ہوٹل میں کمرے حاصل کرتے دیکھا تھا۔ اس کی اطلاع پر میں نے جولیا کو اغوا کرا لیا ہے۔ اور“..... ولسن نے کہا۔

”کیوں۔ کیا عمران کو نہیں پکڑا۔ اور“..... کرنل اسکارٹ نے جلدی سے پوچھا۔

”چیف۔ مجھے خدشہ ہے کہ عمران اور جولیا کے ساتھ ان کے دوسرے ساتھی بھی آئے ہیں اور وہ مختلف جگہوں پر مقیم ہوں گے۔ اب میں جولیا پر تشدد کر کے اس کے ساتھیوں کے ایڈریس معلوم کروں گا تاکہ انہیں بھی ختم کیا جاسکے۔ یقیناً وہ اپنے ساتھیوں کے ایڈریس جانتی ہوگی۔ اور“..... ولسن نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”تم نے عمران کو گرفت میں کیوں نہیں لیا۔ وہ سیکرٹ سروس کے ممبران کو لیڈ کرتا ہے۔ اور“..... کرنل اسکارٹ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”چیف۔ جولیا ایک کمزور عورت ہے۔ اس کی زبان جلدی کھلائی جاسکتی ہے جبکہ عمران آسانی سے اپنے ساتھیوں کے ایڈریس نہیں بتائے گا۔ بہر حال جولیا سے پوچھ گچھ کے بعد عمران کا بھی خاتمہ کر دوں گا۔ فی الحال وہ ہوٹل میں سو رہا ہے اور اسے جولیا کے اغوا کی بھی خبر نہیں ہے۔ اس کے علاوہ تھوڑی دیر پہلے پاکستان سے آنے والی فلائٹ کو چیک کیا گیا تو ایک مشتبہ شخص نظر آیا جو میک اپ میں ہے اور بلگارنوی دکھائی دیتا ہے۔ میرے ماتحت اسے

بھی پکڑ کر لانے والے ہیں۔ یقیناً وہ بھی پاکستان سیکرٹ سروس کا کوئی ممبر ہو گا۔ اور“..... ولسن نے وضاحت سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ عمران اور اس کے تمام ساتھیوں کو صبح سے پہلے پہلے ختم کر دو تاکہ مشن میں رکاوٹ کا خدشہ نہ رہے۔ میں صبح تم سے خوشخبری سننا چاہتا ہوں۔ اور“..... کرنل اسکارٹ نے سخت لہجے میں کہا۔

”رائٹ سر۔ آپ بے فکر رہیں۔ پاکستانی ایجنٹوں کو صبح سے پہلے ہی ختم کر دیا جائے گا۔ اور“..... ولسن نے پورے وثوق سے کہا۔

”گڈ۔ مجھے تم سے یہی امید ہے۔ اور اینڈ آل“..... کرنل اسکارٹ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو میز کی دوسری طرف بیٹھے ڈیوڈ نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”بیگر ابھی تک نہیں آیا۔ اسے کال کر کے پوزیشن معلوم کرو۔“ ولسن نے گہرا سانس لے کر ڈیوڈ سے کہا تو ڈیوڈ نے میز پر رکھا لائٹر نما ٹرانسمیٹر اٹھایا اور آن کر دیا۔

”ہیلو بیگر۔ ڈیوڈ کالنگ۔ اور“..... ڈیوڈ نے بیگر کو کال کرتے ہوئے کہا لیکن کئی لمحے گزر گئے اور بیگر کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا تو ولسن چونک پڑا۔ ڈیوڈ نے ٹرانسمیٹر آف کر کے سوالیہ انداز میں ولسن کی طرف دیکھا۔

نکل آیا۔ وہ واپس اپنے کمرے میں آیا اور میز کے پیچھے موجود ریوالونگ چیئر پر بیٹھ کر ایک سگریٹ سلگانے لگا۔ وہ اپنے تینوں ساتھیوں کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ ان پر کیا گزری اور انہوں نے کال ریسیو کیوں نہیں کی۔ چند منٹ بعد اچانک اسے جولیہ کا خیال آ گیا کہ اس سے پوچھ گچھ کی جائے۔ چنانچہ اس نے انٹرکام کا ریسیور اٹھایا اور ایک نمبر پر پریس کر دیا۔

”لیس باس“..... ایک دو لمحوں بعد ڈیوڈ کی آواز سنائی دی۔  
 ”معلوم کرو جولیہ کو ہوش آ چکا ہے یا نہیں“..... ولسن نے سخت لہجے میں کہا اور انٹرکام آف کر دیا۔ تقریباً دو منٹ بعد انٹرکام کی بیل بج اٹھی تو اس نے ریسیور اٹھا لیا۔  
 ”لیس ڈیوڈ“..... ولسن نے مخصوص لہجے میں کہا۔  
 ”جولیہ ہوش میں ہے باس“..... ڈیوڈ کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”کارٹر سے کہو جولیہ کو ریوالور سے کور کر کے میرے پاس لائے مگر پہلے اس کے ہاتھ پشت پر باندھ لے“..... ولسن نے ہدایات دیتے ہوئے کہا اور انٹرکام آف کر دیا۔ اسی لمحے میز پر رکھے لائٹرنما ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی مخصوص آواز ابھرنے لگی۔ ولسن نے ٹرانسمیٹر کی طرف دیکھا اور اٹھا کر آن کر دیا۔

”ہیلو چیف۔ مائیکل کالنگ۔ اوور“..... ٹرانسمیٹر سے مائیکل کی آواز سنائی دی۔

”ڈیوڈ۔ یقیناً کوئی گڑبڑ ہے جس کے سبب بیگر کال ریسیو نہیں کر رہا۔ فورڈ کو ٹرائی کرو“..... ولسن نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔  
 ”لیس باس۔ مجھے بھی یہی شبہ ہے۔ انہیں اب تک آ جانا چاہئے تھا“..... ڈیوڈ نے فکرمند لہجے میں کہا اور پھر لائٹرنما ٹرانسمیٹر پر فورڈ سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرنے لگا جبکہ ولسن اٹھ کر ٹہلنے لگا۔

”ہیلو فورڈ۔ ڈیوڈ کالنگ۔ اوور“..... ڈیوڈ نے فورڈ کو کال کرتے ہوئے کہا لیکن اسے مایوسی ہوئی۔ نصف منٹ تک کوشش کرنے کے باوجود فورڈ سے رابطہ قائم نہ ہوا تو اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور ولسن کی پیشانی پر سلوٹیں پڑ گئیں۔  
 ”باس۔ فورڈ بھی کال ریسیو نہیں کر رہا۔ کیا پال کو کال کروں۔“

ڈیوڈ نے ولسن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔  
 ”کرو۔ ویسے مجھے امید نہیں ہے۔ لگتا ہے ان کے ساتھ کوئی حادثہ پیش آ گیا ہے“..... ولسن نے متفکر لہجے میں کہا تو ڈیوڈ پھر کال کرنے لگا۔ وہ پال سے رابطہ قائم کرنے کی دس پندرہ سیکنڈ تک کوشش کرتا رہا لیکن ناکام رہا۔

”ڈیوڈ۔ مائیکل اور فوسٹر کو ان لوگوں کے پیچھے بھیجو۔ ہری اپ۔ اب مجھے اس میں کوئی شک نہیں رہا کہ وہ تینوں کسی حادثے کا شکار ہو گئے ہیں یا اس آدمی کے ہاتھوں مارے گئے ہیں جسے وہ پکڑنے گئے تھے“..... ولسن نے سخت لہجے میں کہا اور پلٹ کر کمرے سے

”ایس مائیکل۔ ولسن ریونگ یو۔ اوور“..... ولسن نے جواب

دیا۔

”غضب ہو گیا باس۔ بیگر اور پال مارے گئے ہیں اور فورڈ غائب ہے۔ اوور“..... دوسری طرف سے مائیکل نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”کیا۔ تمہیں کیسے پتہ چلا۔ اوور“..... ولسن نے بے اختیار چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

”باس۔ شہر کے جنوبی حصے کی طرف جانے والی سڑک پر ان کی لاشیں پڑی ہیں اور ان کی گاڑی بھی موجود ہے۔ پولیس پہنچ چکی ہے اور ایمبولینس میں ان کی لاشیں رکھی جا رہی ہیں۔“ مائیکل نے کہا اور پھر تفصیل بتانے لگا۔ تفصیل سن کر غصے سے ولسن کے جبڑے بھینچنے چلے گئے۔

عمران مشہدی کے بنگلے کے ڈرائینگ روم میں بیٹھا باہر سے ابھرنے والے قدموں کی آہٹیں سن رہا تھا۔ وہ پانچ منٹ پہلے یہاں پہنچا تھا اور اس کا نام سن کر ادھیڑ عمر چوکیدار نے گیٹ کھول دیا تھا۔ یہ بنگلہ مشہدی کا ٹھکانہ تھا۔ چوکیدار کو شاید پہلے سے ہی عمران کی آمد کے بارے میں بتا دیا گیا تھا اس لئے اس نے عمران سے کوئی پوچھ گچھ نہیں کی تھی اور بڑے احترام سے اسے ڈرائینگ روم میں چھوڑ گیا۔ عمران کے پوچھنے پر چوکیدار نے مشہدی کے بارے میں صرف اتنا بتایا تھا کہ وہ کچھ دیر پہلے کہیں گیا ہے اور جلد ہی واپس آنے کا کہہ گیا ہے۔ چنانچہ عمران نے اطمینان سے اپنا حلیہ درست کیا جو بیگر اور اس کے ساتھیوں سے لڑائی بھڑائی میں بگڑ گیا تھا اور پھر صوفے پر بیٹھ کر مشہدی کا انتظار کرنے لگا۔ چوکیدار اس کے لئے چائے لایا تھا اور عمران چائے پی کر فارغ ہو چکا تھا۔

مرف کلیجہ ہی نہیں چباتا بلکہ دل بھی نکال لیا کرتا ہوں“..... سلیمان نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

”ارے واہ۔ شکل سے تو تم مجھے آدم خور نہیں لگتے۔ کہیں تم دھوبی کے کتے تو نہیں ہو جو نہ گھر کا ہوتا ہے نہ گھاٹ کا“۔ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا تو سلیمان نے غصے سے مشہدی کی طرف دیکھا۔

”اپنے مہمان کو لگام دو مسٹر مشہدی۔ مجھے تو لگتا ہے یہ انہی یہودی ایجنٹوں کا ساتھی ہے جنہوں نے مس جولیا کو اغوا کر کے مجھے بھری دنیا میں تنہا چھوڑ دیا ہے“..... سلیمان نے غضبناک لہجے میں کہا تو جولیا کے اغوا کا سن کر عمران بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

”کیا بک رہے ہو سلیمان“..... عمران نے غراتے ہوئے اپنی اصل آواز میں کہا تو اس کی آواز پہچان کر سلیمان بے اختیار اچھل پڑا۔

”اوہ صاحب آپ۔ آپ کب آئے“..... سلیمان نے حیرت سے منہ پھاڑتے ہوئے کہا۔

”یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے گدھے“..... عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

”صاحب۔ میں نے جواب نہیں دیا بلکہ سوال کیا ہے۔ جواب تو مشہدی دے سکتا ہے۔ مجھے تو ڈاکٹروں نے ہدایت کی ہے کہ

قدموں کی آہٹیں قریب آتی چلی گئیں اور پھر مشہدی کمرے میں داخل ہوا اور اس کے پیچھے سلیمان کو دیکھ کر عمران چونک پڑا۔ سلیمان نے اسے دیکھا لیکن پہچان نہ سکا کیونکہ عمران ادھیڑ عمر بلگرنوی کے میک اپ میں تھا۔ البتہ مشہدی نے اسے پہچان لیا کیونکہ عمران نے پہلے ہی فون پر اسے اپنا حلیہ بتا دیا تھا اور یہ بھی کہا تھا کہ وہ ایئر پورٹ سے سیدھا اس کے خفیہ ٹھکانے پر پہنچے گا جس کا مشہدی نے عمران کو ایڈریس بتایا ہوا تھا۔ مشہدی نے آگے بڑھتے ہوئے عمران کو سلام کیا۔

”ولیکم السلام۔ کیا یہ گدھا عمران ہے“..... عمران نے سلام کا جواب دیتے ہوئے آواز بدل کر سلیمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو سلیمان چونکا اور غصے سے عمران کو گھورنے لگا۔

”نہیں جناب۔ یہ مسٹر سلیمان ہیں“..... مشہدی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور عمران سے پر جوش مصافحہ کیا۔ عمران نے آنکھ کے اشارے سے مشہدی کو سمجھایا کہ وہ اس کا نام نہ لے۔

”پورا تعارف کراؤ مسٹر مشہدی تاکہ یہ بڈھا مجھے اپنا ہم جنس نہ سمجھے“..... سلیمان نے مشہدی سے غصیلے لہجے میں کہا۔

”بے فکر رہو۔ میرے مہمان جانتے ہیں کہ تم پیشکش ایجنٹ ہو۔“ مشہدی نے ہنستے ہوئے کہا۔

”اب اپنے مہمان کا بھی حدود اربعہ اور محل وقوع بتاؤ۔ مجھے تو بظاہر یہ بچے اغوا کرنے والے لگتے ہیں۔ ایسے ظالم لوگوں کا میں

بڑوں کو جواب نہیں دینا چاہئے“..... سلیمان نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

”عمران صاحب۔ واقعی مس جولیا کو اغوا کر لیا گیا ہے۔ میں ان کے ہوٹل سے آ رہا ہوں“..... مشہدی نے کہا۔

”کیا تم دونوں کی موجودگی میں اسے اغوا کیا گیا ہے“۔ عمران نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

”نہیں صاحب۔ میری موجودگی میں کس مائی کے لال کی جرأت ہو سکتی ہے کہ وہ مس جولیا کو اغوا کرے۔ سب جانتے ہیں کہ میں کتنا بے رحم، سفاک اور ظالم ایجنٹ ہوں“..... سلیمان نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

”بکو مت۔ تم تفصیل بتاؤ مشہدی“..... عمران نے مشہدی کی طرف دیکھ کر کہا تو وہ تفصیل بتانے لگا۔

”جولیا کا اغوا یہودیوں کی موت ہے مشہدی۔ ساتھ والے کمرے میں ایک یہودی ایجنٹ بے ہوش پڑا ہے۔ اسے اٹھا کر یہاں لے آؤ۔ اس سے پوچھ گچھ کرنی ہے“..... عمران نے سخت لہجے میں کہا تو مشہدی چونک کر پلٹا اور کمرے سے نکل گیا جبکہ سلیمان سامنے کھڑا سہمی ہوئی نگاہوں سے عمران کی طرف دیکھ رہا تھا۔

”بیٹھ جاؤ اور مجھے بتاؤ کہ تم کہاں تھے جب جولیا کو اغوا کیا جا رہا تھا“..... عمران نے سلیمان کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

”صاحب۔ میں ہال میں چائے پینے گیا تھا۔ وہاں سے واپس اپنے کمرے میں آیا اور بیڈ پر لیٹ گیا۔ نصف گھنٹے بعد دوبارہ کمرے سے نکل کر نیچے جانے لگا تو مس جولیا کے کمرے میں روشنی دیکھ کر میں سمجھا کہ وہ جاگ رہی ہے لیکن جب میں نے کمرے میں جھانکا تو اندر مشہدی کھڑا تھا اور مس جولیا غائب تھی“..... سلیمان نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو اسی لمحے مشہدی ایک بے ہوش آدمی کو کندھے پر اٹھائے کمرے میں آیا اور اس نے عمران کے اشارے پر بے ہوش یہودی ایجنٹ فورڈ کو فرش پر ڈال دیا۔

”عمران صاحب۔ اسے آپ کہاں سے لائے ہیں“..... مشہدی نے پوچھا تو عمران نے مختصر آسارا واقعہ بتا دیا اور اٹھ کر فورڈ کے پاس آ گیا۔ اس نے جھک کر فورڈ کی ناک ایک ہاتھ کی چٹکی سے دبائی اور دوسرے ہاتھ سے فورڈ کے چہرے پر دو تین تھپڑ مار دیئے اور پھر وہی ہاتھ فورڈ کے منہ پر سختی سے جمایا تو سانس رکنے سے فورڈ یکدم تڑپا اور اس نے آنکھیں کھول دیں۔ تب عمران پیچھے ہٹا اور اس نے جیب سے ریوالور نکال کر فورڈ پر تان لیا۔ جلد ہی فورڈ کے حواس بحال ہو گئے اور خود کو عمران کے سامنے پا کر وہ اٹھ بیٹھا اور خوفزدہ نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ جونہی اس کی نظر سلیمان پر پڑی تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

”میں۔ میں کہاں ہوں۔ تم لوگ کون ہو“..... فورڈ نے خوفزدہ

لجے میں کہا۔

”شٹ اپ۔ انجان بننے کی کوشش مت کرو۔ تم اچھی طرح جانتے ہو“..... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

”کیا تم عمران ہو“..... فورڈ نے سلیمان کی طرف دیکھ کر کہا۔

”اور کیا شیطان ہوں یہودی کہتے“..... سلیمان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”یہ کون سی جگہ ہے۔ مجھے یہاں کیوں لایا گیا ہے“..... فورڈ نے سہمے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

”یہ موسیٰ فارم ہے۔ یہاں ایک گدھے کی جگہ خالی تھی اس لئے تمہیں لانا پڑا تا کہ فارم کا کوئی خانہ خالی نہ رہے۔ بولو۔ تمہارا باپ گھوڑا تھا یا نچر اور مس جولیا کہاں ہے“..... سلیمان نے فورڈ کو گھورتے ہوئے کہا۔

”مجھے نہیں معلوم“..... فورڈ نے جواب دیا۔

”جھوٹ مت بولو۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تمہیں اپنے باپ کا پتہ نہ ہو۔ شرافت سے بتا دو ورنہ میرے ہاتھوں بے گناہ مارے جاؤ گے۔ میں بہت ظالم ایجنٹ ہوں“..... سلیمان نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا۔

”فورڈ۔ تم اپنے دو ساتھیوں کی لاشیں دیکھ چکے ہو۔ اگر تم مرنا نہیں چاہتے تو میرے سوالوں کے جواب دو۔ تم یا تمہارے ساتھیوں نے جولیا کو اغوا کرنے کے بعد کہاں رکھا ہے“..... عمران

نے فورڈ سے مخاطب ہو کر سرد لہجے میں کہا۔

”مم۔ میں نہیں جانتا۔ ہم نے جولیا کو اغوا نہیں کیا“..... فورڈ نے خوف سے ہکلاتے ہوئے کہا تو عمران نے ریوالور جیب میں رکھتے ہوئے مشہدی کو مخصوص اشارہ کیا اور پھر وہ دونوں فورڈ کی طرف بڑھے اور ٹھوکروں سے فورڈ کی خاطر تواضع کرنے لگے۔ یہ دیکھ کر سلیمان کو بھی جوش آ گیا اور وہ بھی فورڈ کی عمرت کرنے لگا۔



اغوا کرنے والے یہودی ایجنٹ مائیکل نے بھی یہی بتایا تھا کہ عمران اپنے کمرے میں سو رہا ہے۔ یقیناً مائیکل اور فوسٹر نے سلیمان کو ہوٹل کے ہال میں دیکھ کر سلیمان کو عمران کی حیثیت سے پہچانا تھا اور کاؤنٹر سے ان دونوں کے روم نمبر معلوم کئے تھے۔ پھر جولیا کو مشہدی کا خیال آیا کہ اسے واچ ٹرانسمیٹر پر اپنے اغوا کی خبر دے لیکن خدشہ تھا کہ اس کمرے میں کسی خفیہ کیمرے کے ذریعے اسے دیکھا جا رہا ہو گا اور مشہدی کو کال کرنے کی صورت میں یہودی ایجنٹ اسے واچ ٹرانسمیٹر سے محروم کر دیتے۔

دفعتاً باہر سے قدموں کی آہٹیں سنائی دیں تو وہ چونک کر دروازے کی طرف دیکھنے لگی۔ آہٹیں قریب آگئیں اور پھر دروازہ کھلا اور دو مسلح مقامی افراد کمرے میں داخل ہوئے۔ ان کے ہاتھوں میں سائیلنسرز ریوالور تھے۔ اندر آتے ہی انہوں نے جولیا پر ریوالور تان لئے۔ وہ دونوں اچھے خاصے صحت مند اور قوی الجسم تھے اور شکل سے بلگانوی لگتے تھے۔ جولیا کو یقین تھا کہ مائیکل اور فوسٹر کی طرح وہ بھی میک اپ میں تھے۔ ان میں سے ایک آدمی کا سر بالوں سے محروم تھا۔

”کھڑی ہو کر ہاتھ بلند کر لو جولیا“..... منجے شخص نے جولیا سے ٹکمانہ لہجے میں کہا۔

”کیوں۔ تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو“..... جولیا نے اٹھتے ہوئے

کہا۔

جولیا کو ہوش آیا تو خود کو ایک اجنبی کمرے میں پا کر وہ چونک پڑی اور پھر دوسرے ہی لمحے اسے بے ہوشی سے پہلے کے واقعات یاد آ گئے۔ فرنیچر سے محروم اس کمرے میں وہ فرش پر دراز تھی۔ کمرے میں اور کوئی نہ تھا اور کمرے کا واحد دروازہ بند دکھائی دے رہا تھا۔ وہ ابھی اور اس نے دروازے کے پاس آ کر دروازہ کھولنے کی کوشش کی لیکن دروازہ باہر سے بند تھا۔ مایوس ہو کر وہ پیچھے ہٹی اور فرش پر بیٹھ کر اپنے اغوا کے بارے میں سوچنے لگی۔ اس نے اپنی ریٹ واچ پر وقت دیکھ کر اندازہ لگایا تھا کہ وہ تقریباً ایک گھنٹہ تک بے ہوش رہی تھی۔ اسے اتنی جلدی ہوش نہیں آ سکتا تھا۔ یقیناً اسے ہوش میں لانے کے لئے کوئی گیس یا کیمیکل استعمال کیا گیا تھا۔

جولیا کو یقین تھا کہ سلیمان اس کے اغوا سے بے خبر ہے۔ اسے

”ٹوٹی۔ اس نے تو ہم سے ہی پوچھ گچھ شروع کر دی ہے جیسے ہم اس کے قیدی ہوں۔“..... دوسرے آدمی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔  
 ”یہ سوال ہمارے پاس سے کرنا۔ ہم تمہیں جواب دینے کے پابند نہیں ہیں۔“..... گنجنے شخص نے سخت لہجے میں کہا جس کا نام ٹوٹی تھا۔

”تمہارا پاس کہاں ہے؟“..... جولیا نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔  
 ”ہم تمہیں اسی کے پاس لے کر جا رہے ہیں۔ ہاتھ بلند کرلو۔“  
 ٹوٹی کے ساتھی نے کہا۔

”کارل۔ کیا اس کے ہاتھ باندھیں۔ یہ کافی خطرناک ہے۔ اس نے مائیکل کی ٹاک زنجی کی تھی۔“..... ٹوٹی نے دوسرے شخص کی طرف دیکھتے بغیر کہا۔

”لیکن میں مائیکل نہیں ہوں۔ اس نے ہنگامہ کرنے کی کوشش کی تو میں اس کا خوبصورت چہرہ بگاڑ دوں گا۔“..... ٹوٹی کے ساتھی نے مسکراتے ہوئے کہا جسے ٹوٹی نے کارل کے نام سے مخاطب کیا تھا۔ جولیا نے قہر آلود نگاہوں سے کارل کی طرف دیکھا اور ہاتھ بلند کر کے دروازے کی طرف بڑھی تو وہ دونوں جولیا کے پیچھے چل دیئے۔ کمرے سے باہر ایک طویل راہداری تھی۔ راہداری میں آ کر کارل نے بائیں جانب اشارہ کیا تو جولیا ان کے ریوالوروں کی زد میں اس جانب قدم اٹھانے لگی۔ اب وہ دونوں اس کے دائیں بائیں چل رہے تھے۔ اس وقت راہداری میں ان تینوں کے سوا کوئی

موجود نہ تھا۔ چنانچہ تیسرے چوتھے قدم پر ہی جولیا یکدم ایکشن میں آ گئی۔ اس نے ہاتھ گراتے ہوئے اپنے دائیں بائیں چلنے والے کارل اور ٹوٹی کے اپنی جانب اٹھے ہوئے ریوالوروں پر چھٹا مارا تو ان کے ہاتھوں سے ریوالور گر گئے۔ جولیا کی اس حرکت کی شاید ان دونوں کو ہی امید نہیں تھی۔ چنانچہ ریوالور ہاتھ سے نکلنے ہی ایک لمحہ کے لئے وہ دونوں بوکھلا گئے اور جولیا پلٹ کر دوڑتی ہوئی اس کمرے میں گھس گئی جس میں وہ پہلے موجود تھی۔

کمرے میں داخل ہو کر اس نے دروازہ اندر سے بند کر لیا اور پھر دروازے کے پاس دیوار سے لگ کر کسی شکاری کی طرح چوکنے انداز میں کھڑی ہو گئی۔ دراصل راہداری میں ہنگامہ کرنے سے اندیشہ تھا کہ شور سن کر کارل اور ٹوٹی کے مزید ساتھی آ جائیں گے اس لئے اس نے کمرے کا انتخاب کیا تھا۔ ایک دو لمحوں بعد ہی دروازہ دھماکے سے کھلا اور کارل ہاتھ میں ریوالور لئے کمرے میں داخل ہوا ہی تھا کہ جولیا نے دروازے کی آڑ سے نکلنے ہوئے یکدم اس کے ریوالور پر چھٹا مارتے ہوئے ریوالور چھینا اور ساتھ ہی اس کے پہلو میں لات مار دی۔ ریوالور جولیا کے ہاتھ میں آ گیا اور کارل لڑکھڑاتا ہوا چند قدم پیچھے ہٹا چلا گیا۔ اس کے پیچھے آنے والے ٹوٹی نے تیزی سے جولیا کی طرف ریوالور سیدھا کیا ہی تھا کہ جولیا کی فلائنگ کلک اس کے ریوالور پر پڑی اور ٹوٹی کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر دور جا گرا۔

ٹونی نے فوراً ہی جولیا کو بازوؤں میں دبوچ لیا اور جولیا کے ہاتھ سے ریوالمور گر گیا لیکن ساتھ ہی اس نے ٹونی کی ناک پر اپنے سر کی ٹکڑ مار دی اور ٹونی نے درد کی شدت سے بلبلاتے ہوئے جولیا کو چھوڑا اور دو تین قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اس کی ناک سے خون بہنے لگا تھا۔ یقیناً جولیا کی ٹکڑ نے اس کی ناک کی ہڈی پچکا دی تھی۔ کارل نے سنبھل کر غضبناک نگاہوں سے جولیا کی طرف دیکھا اور جڑے بھیچتا ہوا اس کی طرف لپکا۔ اس کا گھونسا جولیا کے کندھے پر پڑا اور وہ اچھل کر کمر کے بل فرش پر جا گری۔

”میں تمہاری ٹانگیں توڑ دوں گا سوکس کتیا“..... کارل نے بھیڑیے کی طرح غراتے ہوئے کہا اور جولیا پر چھلانگ لگا دی۔ جولیا نے بجلی کی سی تیزی سے دوسری جانب کروٹ لی اور کارل اس کے پہلو میں آگرا۔ جولیا تیزی سے اچھل کر کھڑی ہوئی اور اس نے کارل کے پہلو میں ٹھوکر مار دی۔ اتنے میں ٹونی سنبھل چکا تھا۔ اس نے اپنی جیب سے لمبے پھل والا خنجر نکالا اور خنجر کھول کر تیزی سے جولیا کی طرف بڑھا۔ ٹھیک اسی لمحے جولیا اس کی طرف پلٹی اور ٹونی نے اس پر وار کر دیا لیکن جولیا نے پھرتی سے بائیں جانب ہٹتے ہوئے خود کو بچایا اور اس کی کلائی پر کھڑی ہتھیلی کا وار کیا تو ٹونی کے حلق سے تیز کراہ نکلی اور اس کے ہاتھ سے خنجر گر گیا۔ اس نے دوسرے ہاتھ سے اپنی کلائی تھام کر پیچھے ہٹنے کی کوشش کی لیکن جولیا اس وقت نل ایکشن میں تھی۔ اس نے دوسرے ہاتھ کا گھونسا

ٹونی کے جڑے پر مارا اور وہ لڑکھڑاتا ہوا پیچھے ہٹا ہی تھا کہ جولیا نے جھک کر فرش سے خنجر اٹھا لیا۔ اسی لمحے کارل سنبھل کر اٹھ کھڑا ہوا لیکن جولیا کے ہاتھ میں خنجر دیکھ کر وہ ٹھٹھک گیا اور اس نے ریوالمور کی طرف دیکھا۔ ایک ریوالمور دائیں جانب کی دیوار کے پاس پڑا تھا جبکہ دوسرا ریوالمور دروازے کے سامنے والی دیوار کے پاس۔

”خنجر پھینک دو جولیا۔ تم بچ کر نہیں جا سکو گی“..... کارل نے غصے سے جڑے بھیچتے ہوئے کہا۔

”میں تمہاری بوٹیاں اڑا دوں گی یہودی کتے“..... جولیا نے غراتے ہوئے کہا اور خنجر تان کر کارل کی طرف چھٹی۔ کارل نے خود کو بچانے اور جولیا کا خنجر والا ہاتھ گرفت میں لینے کی کوشش کی لیکن جولیا پر اس وقت درندگی سوار تھی۔ اس نے پینترا بدلا اور کارل تیزی سے بائیں جانب ہٹا مگر وہ جولیا کی چال کو نہ سمجھ سکا اور جونہی وہ بائیں جانب ہٹا جولیا نے اس کے داہنے شانے میں خنجر گھونپ دیا۔ کارل کے حلق سے بے ساختہ دردناک چیخ نکلی اور اس کے شانے میں سوراخ ہو گیا۔ جولیا نے اسے سنبھلنے کا موقع نہ دیا اور خنجر سے دوسرا وار اس کے سینے پر کر دیا۔ کارل نے بے اختیار اپنا ہاتھ آگے کیا اور خنجر اس کی ہتھیلی میں لگا تو اس کے ہاتھ سے خون جاری ہو گیا۔ اس کے سنبھلنے سے پہلے ہی جولیا نے تیسرا وار کارل کے سینے پر کیا اور وہ چیختا ہوا فرش پر آگرا۔

ٹونی نے کارل کا انجام دیکھا تو اس نے بوکھلا کر دیوار کی طرف چھلانگ لگا دی جہاں ریوالور پڑا تھا۔ جولیا نے جلدی سے پلٹ کر ٹونی کی طرف جست لگائی لیکن جولیا کے پہنچنے سے پہلے ہی ٹونی ریوالور اٹھا چکا تھا۔ اس نے فوراً ہی پلٹ کر جولیا پر فائر کیا اور جولیا کو اپنے بچاؤ کا موقع نہ ملا۔ گولی اس کے شانے کا گوشت ادھیڑتی ہوئی دوسری جانب کی دیوار سے ٹکرائی اور جولیا کراہتی ہوئی فرش پر گر گئی۔ اس کے ہاتھ سے خنجر نکل گیا اور اس نے اپنے زخمی شانے کو ہاتھ سے دبا لیا۔ دروازہ کھلا تھا اور کارل کی چیخیں کمرے میں گونج رہی تھیں۔

”بس۔ اب کوئی حرکت مت کرنا ورنہ دوسری گولی تمہاری کھوپڑی اڑا دے گی“..... ٹونی نے غراتے ہوئے کہا تو جولیا نے اسے خونخوار لگا ہوں سے دیکھتے ہوئے جڑے سمجھنے لگے۔ باہر سے قدموں کی آہٹیں سنائی دے رہی تھیں۔ یقیناً کارل کی چیخوں نے عمارت میں موجود دوسرے افراد کو متوجہ کر لیا تھا۔ جلد ہی دوڑتے قدموں کی آہٹیں قریب آ گئیں اور جولیا سوچنے لگی کہ آنے والوں کے تشدد سے خود کو کیسے بچائے۔ اسی لمحے کارل کا تڑپتا ہوا جسم ہمیشہ کے لئے بے حس و حرکت ہو گیا تو جولیا بھی فرش پر لڑھک گئی اور اس کی آنکھیں بند ہوتی چلی گئیں۔ اس کے ایک لمحہ بعد ہی تین افراد دوڑتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئے اور کارل کی لاش پر نظر پڑتے ہی جھٹکے سے رک گئے۔ تینوں افراد شکلوں سے مقامی

لگتے تھے۔ دو کے ہاتھوں میں ریوالور تھے جبکہ سب سے اگلا شخص غیر مسلح تھا۔

”کیا ہوا ٹونی۔ کارل کو کس نے زخمی کیا ہے؟“..... غیر مسلح شخص نے ٹونی سے پوچھا۔

”اسی کتیا نے باس۔ اس نے خنجر سے کارل کو قتل کیا ہے۔“ ٹونی نے غصے سے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ کارل مر گیا ہے؟“..... باس نے چونکتے ہوئے کہا تو ٹونی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”باس۔ میں اس کے جسم کی بوٹی بوٹی الگ کر دوں گا۔“ باس کے ساتھ اندر آنے والے ایک شخص نے جولیا کو گھورتے ہوئے دھیانہ لہجے میں کہا۔

”مہر کرو۔ جولیا کے پاس خنجر کہاں سے آ گیا تھا ٹونی۔“ باس نے ٹونی سے سخت لہجے میں پوچھا۔

”باس۔ اس نے لڑائی کے دوران خنجر اٹھا لیا تھا۔ ہم دونوں اسے کمرے سے نکال کر آپ کی طرف لے جا رہے تھے کہ اس نے اچانک جھپٹا مار کر ہمارے ریوالور گرائے اور واپس کمرے میں ٹھس گئی۔ ہم ریوالور اٹھا کر کمرے میں داخل ہوئے تو اس نے اچانک آڑ سے نکل کر ہم پر حملہ کر دیا“..... ٹونی نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ وہ لوگ اس بات سے بے خبر تھے کہ جولیا آنکھوں میں خفیف سی درز بنائے انہیں دیکھ اور ان کی باتیں سن رہی تھی۔

”کارل کی لاش ٹھکانے لگا دو اور اسے فی الحال بے ہوش رہنے دو بلکہ اس کے ہاتھ مضبوطی سے باندھو اور اس کے منہ پر ٹیپ لگا دو تاکہ یہ ہوش میں آ کر شور نہ کر سکے۔ پہلے مجھے اس آدمی کو تلاش کرنا ہے جس نے بیگر اور پال کو قتل کیا اور فورڈ کو اغوا کر کے لے گیا ہے۔ یقیناً وہ بھی پاکیشیائی ایجنٹ ہوگا“..... باس نے اپنے ساتھ آنے والے کو ہدایات دیتے ہوئے کہا تو اس کی بات پر جولیا بے ساختہ چونکی اور اس کے ذہن میں سوال ابھرا کہ وہ پاکیشیائی ایجنٹ کون ہو سکتا ہے۔

”باس۔ کیا وہ عمران تھا“..... ٹوٹی نے چوتھے ہوئے پوچھا۔

”نہیں۔ وہ آدمی میک اپ میں تھا اور ایک گھنٹہ پہلے پاکیشیا سے آنے والی فلائٹ سے اترتا تھا۔ جیک نے اسے میک اپ میں محسوس کیا تو مجھے اطلاع دی۔ میں نے اسے پکڑنے کے لئے بیگر پال اور فورڈ کو بھیجا تھا لیکن ان میں سے دو کو اس شخص نے ہلاک کیا اور فورڈ کو اپنے ساتھ لے گیا“..... باس نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پلٹ کر کمرے سے نکل گیا جبکہ اس کے تینوں ساتھی وہیں کھڑے تھے۔

”ٹیپ اور رسی لے آؤ۔ پہلے اس کا انتظام کرنا چاہئے“..... ٹوٹی نے ایک ساتھی سے مخاطب ہو کر جولیا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو وہ شخص کمرے سے باہر چلا گیا۔ جولیا کے شانے سے خون رس رہا تھا۔ گولی نے شانے پر ہلکا سا زخم لگایا تھا لیکن اس

میں کافی جلن اور درد ہو رہا تھا اور جولیا بمشکل اپنی کراہیں ضبط کر رہی تھی۔ چند لمحوں بعد ٹوٹی کا ساتھی مضبوط رسی اور ٹیپ لے آیا۔ ”بیگر۔ اس کے ہاتھ باندھو“..... ٹوٹی نے دوسرے ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا تو بیگر ریپوالور عجیب میں رکھ کر جولیا کی طرف بڑھا اور اپنے ساتھی سے رسی لے کر جولیا کے قریب آ گیا جبکہ ٹوٹی دوسرے آدمی کے ساتھ مل کر کارل کی لاش اٹھانے لگا۔ جولیا چاہتی تو موقع سے فائدہ اٹھا کر بیگر پر قابو پاسکتی تھی لیکن شانے کے زخم کے سبب اس نے کوئی حرکت نہ کی۔ اسے یہ بھی یقین تھا کہ اس نے ہنگامہ کرنے کی کوشش کی تو اس مرتبہ وہ لوگ اسے ہلاک کر دیں گے۔

”معلوم نہیں۔ کل دن میں تو وہ پاکیشیا میں ہی تھے“..... صفدر نے جواب دیا۔

”مجھے لگتا ہے وہ ہمارے ساتھ ہی جہاز میں آئے ہیں لیکن ہم انہیں پہچان نہیں سکے“..... چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا عمران نے کوئی ہدایت بھی دی ہے یا صرف خیریت معلوم کی تھی“..... تنویر نے پوچھا۔

”صرف محتاط رہنے کو کہا تھا۔ وہ صبح رابطہ کریں گے تو بتائیں گے کہ ہمیں کیا کرنا ہے“..... صفدر نے چائے کا آخری گھونٹ لے کر کہا اور کپ میز پر رکھا ہی تھا کہ اس کے وائچ ٹرانسمیٹر پر مخصوص ہندسہ سپارک کرنے لگا۔

”اوہ۔ شاید عمران صاحب کی کال آئی ہے“..... صفدر نے چونکتے ہوئے کہا اور وائچ ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو صفدر۔ عمران کالنگ۔ اوور“..... وائچ ٹرانسمیٹر سے عمران کی آواز سنائی دی۔

”لیس عمران صاحب۔ صفدر انڈنگ یو۔ اوور“..... صفدر نے جواب دیا۔

”چوہان اور تنویر کیا سو گئے ہیں۔ اوور“..... دوسری طرف سے عمران نے پوچھا۔

”نہیں جناب۔ وہ بھی میرے ساتھ کمرے میں بیٹھے چائے پی رہے ہیں۔ اوور“..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

گولڈن ہوٹل کے سیکنڈ فلور پر ایک کمرے میں صفدر، تنویر اور چوہان بیٹھے چائے پی رہے تھے۔ تینوں کے کمرے اسی فلور پر تھے اور ان کا انتظام بھی مشہدی نے کیا تھا۔ چنانچہ ایئر پورٹ سے یہاں پہنچ کر انہوں نے ہوٹل کے کاؤنٹر پر اپنے فرضی نام جن پر مشہدی نے کمرے بک کروائے تھے، بتا کر چابیاں حاصل کیں اور اپنے اپنے کمروں میں آ کر غسل کرنے کے بعد صفدر کے کمرے میں جمع ہو گئے تھے۔ ان کے آنے سے پہلے صفدر کو عمران کی کال موصول ہوئی تھی اور عمران نے انہیں محتاط رہنے کی ہدایت کی تھی۔ چنانچہ انہوں نے وہیں کھانا منگوایا تھا۔ صفدر نے چوہان اور تنویر کو عمران کی کال کے بارے میں بتا دیا تھا۔

”کیا عمران پہلے سے بلگاریہ میں موجود ہے“..... تنویر نے چائے پینے کے دوران صفدر سے پوچھا۔

”وہ چائے پی رہے ہیں اور جولیا یہودیوں کی قید میں پہنچ چکی ہے۔ اور“..... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا تو تینوں اس اطلاع پر بے اختیار اچھل پڑے۔

”اوہ۔ کب۔ آپ کو کس نے بتایا“..... صفدر نے جلدی سے پوچھا۔

”سلیمان اور مشہدی نے۔ اور“..... عمران نے کہا تو صفدر، چوہان اور تنویر بے اختیار چونک پڑے۔

”تو کیا مس جولیا آپ کے ساتھ نہیں آئی تھیں۔ اور“۔ چوہان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ میری جولیا سے ناراضگی تھی اس لئے تمہارے چوہے نے سلیمان کو میرے میک اپ میں یہاں بائی روڈ بھیج دیا تھا۔ جولیا میک اپ کے بغیر آئی تھی اس لئے وہ دونوں یہاں پہنچتے ہی اسرائیلی ایجنٹوں کی نگاہوں میں آ گئے اور انہوں نے جولیا کو اس کے ہوٹل روم سے اغوا کر لیا۔ اور“..... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تو سلیمان کیسے بچ گیا۔ یہودیوں نے اسے کیوں چھوڑ دیا۔ اور“..... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”یہودی، سلیمان سے ڈرتے ہیں کیونکہ وہ یہاں سیشل ایجنٹ کے طور پر آیا ہے اور اپنی گرفت میں آنے والے دشمن کا کلیجہ نکال کر چبا ڈالتا ہے۔ اور“..... عمران نے کہا۔

”جیسے تم احمق ہو ویسے ہی تمہارا باورچی۔ آخر اسے کیوں بھیجا گیا ہے یہاں۔ اور“..... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اس سوال کا جواب تمہارا چیف ہی دے سکتا ہے۔ شاید اسے اندیشہ تھا کہ میں جولیا کو لے کر بھاگ جاؤں گا اس لئے ایکسٹو نے جولیا کو سلیمان کے ساتھ بھیجا ہو گا۔ بہر حال جولیا کے اغوا کا میں نے انتقام لے لیا ہے۔ اب جولیا کو تلاش کرنا اور اسے اسرائیلی ایجنٹوں کے چنگل سے آزاد کرانا تم لوگوں کا کام ہے۔ اور“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”حکم فرمائیے۔ ہمیں کیا کرنا ہے۔ اور“..... صفدر نے عمران سے پوچھا۔

”عمران صاحب۔ آپ نے مس جولیا کے اغوا کا کس سے انتقام لیا ہے۔ اور“..... چوہان نے جلدی سے کہا۔

”یہودیوں سے۔ ان کے دو آدمی میرے ہاتھوں مارے جا چکے ہیں اور تیسرا میری قید میں ہے۔ باقی تفصیل بعد میں۔ تم تینوں خیابان پہلوی کے دوسرے گنٹل پر نیکی میں پہنچو۔ میں اپنی گاڑی میں تمہیں وہاں سے لے لوں گا۔ ہمیں اسرائیلی ایجنٹوں کے اس ٹھکانے پر ایک کرنا ہے جہاں جولیا کو لے جایا گیا ہے۔ اور“۔ عمران نے ہدایات دیتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اپنی کار کا رنگ اور نمبر بھی بتا دیا۔

”بہتر۔ ہم روانہ ہو رہے ہیں۔ کتنے منٹ کا سفر ہے۔ اور“۔



صفر نے صوفے سے اٹھتے ہوئے پوچھا۔

پر بیٹھ گئے۔

”کہاں جانا ہے عمران صاحب“..... صفر نے پوچھا۔

”بڑی جلدی میں لگتے ہو برخوردار۔ نہ دعا نہ سلام اور پوچھتے ہو مقام۔ شاید تم نہیں جانتے کہ مقامات آہ و فغاں اور بھی ہیں، اگر کھو گئی اک جویا تو کیا غم“..... عمران نے کار آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

”آپ نے دونوں مصرعے آگے پیچھے کر دیئے ہیں“..... چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”گیر بھی تو آگے پیچھے کر رہا ہوں۔ اس پر اعتراض کیوں نہیں کرتے“..... عمران نے گیر تبدیل کرتے ہوئے کہا۔

”حیرت ہے۔ مس جویا کو اغوا کر لیا گیا ہے مگر آپ پھر بھی مذاق کر رہے ہیں“..... صفر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ارے۔ اسی لئے تو کہا ہے کہ اگر کھو گئی اک جویا تو کیا غم۔ مل ہی جائے گی مگر آہستہ آہستہ کیونکہ جلد بازی عمران کا نہیں شیطان کا کام ہے اور کنفیوئس نے بھی یہی کہا ہے کہ جلد بازی سے کام بگڑ جاتے ہیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم بھی شیطان سے کم نہیں ہو۔ ہر بات کا الٹ جواب دیتے ہو“..... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”خفا کیوں ہوتے ہو۔ میں ذرا غم غلط کرنے کی کوشش کر رہا ہوں“..... عمران نے جواب دیا۔

”پندرہ منٹ لگ جائیں گے تمہیں وہاں پہنچنے میں۔ اپنے تعاقب کا خیال رکھنا۔ اور اینڈ آف“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو صفر نے بھی واچ ٹرانسمیٹر آف کیا تو چوہان اور تنویر اٹھ کھڑے ہوئے۔ وہ تینوں کمرے سے باہر آئے۔ صفر نے دروازہ لاک کیا اور تینوں سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئے۔ ہوٹل سے باہر سڑک پر آتے ہی انہیں ایک خالی ٹیکسی مل گئی۔ صفر اور تنویر پچھلی سیٹ پر جبکہ چوہان اگلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ صفر نے ٹیکسی ڈرائیور کو خیابان پہلوی چلنے کو کہا تو ٹیکسی حرکت میں آئی اور سڑک پر دوڑنے لگی۔

وہ تینوں جویا کے اغوا پر تشویش میں مبتلا تھے۔ تنویر کو رہ کر سلیمان اور ایکسو پر غصہ آ رہا تھا۔ ٹیکسی میں وہ خاموش رہے۔ تقریباً بارہ منٹ بعد ٹیکسی خیابان پہلوی کے دوسرے چوراہے کے قریب پہنچی تو سڑک کے کنارے کھڑی سیاہ رنگ کی کار دیکھ کر صفر نے ٹیکسی ڈرائیور کو رکنے کی ہدایت کی تو اس نے بیک لگا دی۔ وہ تینوں ٹیکسی سے اترے تو صفر نے کرایہ ادا کیا اور ٹیکسی آگے بڑھ گئی۔ وہ تینوں چند قدم آگے کھڑی کار کی طرف بڑھنے لگے۔ عمران نے اسی کار کا نمبر اور کمر بتایا تھا۔ کار میں ڈرائیونگ سیٹ پر ایک ادھیڑ عمر شخص بیٹھا تھا۔ یقیناً وہ عمران ہی تھا جو مقامی میک اپ میں تھا۔ اس نے فوراً ہی انجن سٹارٹ کیا اور وہ تینوں عقبی نشست

کمرے میں واپس آ کر ولسن کرسی پر بیٹھ گیا اور اس نے ایک سگریٹ سلگایا ہی تھا کہ لائٹنر ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی مخصوص آواز سنائی دی تو اس نے چونکتے ہوئے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو باس۔ راجر کالنگ۔ اوور“..... لائٹنر ٹرانسمیٹر سے اس کے ماتحت کی آواز سنائی دی۔

”یس راجر۔ ولسن رسیونگ یو۔ کیا خبر ہے۔ اوور“..... ولسن نے جواب دیا۔

”باس۔ عمران اپنے کمرے میں موجود نہیں ہے۔ اس کا کمرہ لاک ہے اور اندر اندھیرا ہے۔ اوور“..... راجر نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”ہو سکتا ہے دروازہ اندر سے لاک ہو اور وہ سو رہا ہو۔ اوور“۔

ولسن نے چونکتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ کون سا غم عمران صاحب“..... چوہان نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”جدائی کا، چھوڑے کا، پتہ نہیں وہ ملے گی بھی یا نہیں۔ بقول شاعر، مگر نہیں رہنے دو۔ وقت کم ہے۔ یہ لو“..... عمران نے بات ادھوری چھوڑ کر باباں ہاتھ چوہان کی طرف دراز کیا تو اس میں ریوالور تھا۔ چوہان نے ریوالور اس سے لے لیا تو عمران نے ڈیش بورڈ کے خانے سے مزید دو ریوالور نکال کر باری باری صفدر اور تنویر کی طرف بڑھا دیئے۔ ریوالوروں پر سائیکلنر نصب تھے۔ ریوالور ان کے حوالے کرنے کے بعد عمران انہیں ہدایات دینے لگا۔

پوائنٹ تھری پر جا رہا ہوں جولیا کے ساتھ۔ جیگر سے کہو کہ وہ جولیا کو میری گاڑی کی ڈگی میں ڈال کر بند کر دے۔ سمجھ گئے..... ولسن نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”سمجھ گیا باس۔ آپ کا اندیشہ درست ثابت ہو سکتا ہے۔“ دوسری طرف سے ڈیوڈ نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”یہاں موجود افراد کو الرٹ کر دو۔ جو بھی عمارت میں داخل ہونے کی کوشش کرے اسے ختم کر دیا جائے۔ صورت حال قابو سے باہر ہو جائے تو تم لوگ پوائنٹ ٹو پر چلے جانا۔ میں یہاں سے پانچ منٹ بعد روانہ ہو جاؤں گا“..... ولسن نے ہدایات دیتے ہوئے کہا اور انٹرکام آف کر دیا۔ ایک لمحے بعد اس نے لائسنر نما ٹرانسمیٹر اٹھایا اور آن کر دیا۔

”ہیلو فورک۔ ولسن کالنگ۔ اوور“..... ولسن نے ٹرانسمیٹر منہ کے قریب کرتے ہوئے کہا۔

”لیس باس۔ فورک رسیونگ یو۔ اوور“..... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے فورک کی آواز سنائی دی۔

”میں کچھ دیر بعد تمہارے ٹھکانے پر پہنچ رہا ہوں۔ تمام ماتحتوں کو الرٹ کر دو۔ اوور“..... ولسن نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”رائٹ سر۔ کیا کوئی ایمر جنسی ہے۔ اوور“..... دوسری طرف سے فورک نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

”یہی سمجھ لو۔ باقی ہدایات وہیں آ کر دوں گا۔ اوور اینڈ آل۔“

”نو سر۔ میں نے لاک کھول کر اندر سے کمرے کا جائزہ لیا ہے۔ کمرے میں کسی قسم کا سامان نہیں ہے۔ البتہ واش روم میں اس کا ایک سوٹ بیگر پر موجود ہے۔ اوور“..... راجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ پھر وہ یقیناً جولیا کی تلاش میں ہو گا۔ اوور“..... ولسن نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”شاید ایسا ہی ہو۔ میں نے جولیا کے کمرے کو بھی چیک کیا ہے۔ بیڈ پر ایک پرس کھلا ہوا پڑا تھا لیکن اس میں ہمارے مطلب کی کوئی چیز نہیں تھی۔ دروازہ بھی لاک نہیں تھا۔ اوور“..... راجر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم واپس اپنے ٹھکانے پر پہنچو۔ مزید ہدایات بعد میں دوں گا۔ اوور اینڈ آل“..... ولسن نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے سگریٹ کے کش لینے لگا۔ چند ہی لمحے گزرے تھے کہ اچانک اس کے ذہن میں ایک خدشہ ابھرا اور اس نے جلدی سے انٹرکام آن کر دیا۔

”لیس باس“..... دوسری طرف سے ڈیوڈ کی آواز سنائی دی۔

”ڈیوڈ۔ راجر نے اطلاع دی ہے کہ عمران اپنے کمرے میں موجود نہیں ہے اور فورڈ بھی پاکیشیائی ایجنٹوں کی قید میں ہے۔ ہو سکتا ہے ان لوگوں نے فورڈ پر تشدد کر کے اس بنگلے کا ایڈریس معلوم کر لیا ہو اور وہ جولیا کی تلاش میں یہاں آ پہنچیں اس لئے میں

ولسن نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے سگریٹ الیش ٹرے میں مسلا اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ باہر آ کر وہ راہداری میں چلتا ہوا برآمدے میں پہنچا تو وہاں جیگر موجود تھا۔

”جولیا کو ڈگی میں بند کر دیا ہے تم نے؟“..... ولسن نے رکے بغیر جیگر سے پوچھا۔

”یس باس۔ وہ بے ہوش ہے“..... جیگر نے مودبانہ لہجے میں کہا تو ولسن برآمدے سے نکل کر اپنی کار کے پاس آیا اور کار میں بیٹھ کر انجن شارٹ کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار سڑک پر شہر کی طرف دوڑ رہی تھی۔ ولسن سامنے دیکھتے ہوئے عمران کے بارے میں سوچ رہا تھا اور اسے افسوس ہو رہا تھا کہ اس نے عمران کی نگرانی کا انتظام کیوں نہیں کیا۔ اگر جولیا کے اغوا کے بعد وہ اپنے کسی ماتحت کو عمران کی نگرانی پر مامور کر دیتا تو عمران کی نقل و حرکت سے باخبر رہتا۔ دفعتاً اس کی جیب سے سیٹی کی مخصوص آواز ابھری تو اس نے چونکتے ہوئے ایک ہاتھ جیب میں ڈال کر لائٹرنما ٹرانسمیٹر نکالا اور آن کر دیا۔

”ہیلو باس۔ گورڈن کالنگ۔ اور“..... ٹرانسمیٹر سے اس کے ماتحت کی آواز سنائی دی۔

”یس گورڈن۔ ولسن رسیونگ یو۔ اور“..... ولسن نے کہا۔  
 ”باس۔ پروفیسر شیرازی اپنے بنگلے پر موجود نہیں ہے۔ اور“۔

گورڈن نے مودبانہ لہجے میں کہا۔  
 ”کہاں ہے وہ۔ کب آئے گا۔ اور“..... ولسن نے پوچھا۔  
 ”صرف اتنا پتہ چلا ہے کہ وہ اپنی ڈیوٹی پر گیا ہوا ہے اور اس کی واپسی کل صبح ہوگی۔ ڈیوٹی کسی پراجیکٹ پر ہے۔ وہ پراجیکٹ کہاں ہے یہ معلوم نہیں ہو سکا۔ اور“..... گورڈن نے جواب دیا۔  
 ”تم نے یہ معلومات کہاں سے حاصل کی ہیں۔ اور“..... ولسن نے بیک مرر میں عقب کا جائزہ لیتے ہوئے پوچھا۔

”پروفیسر شیرازی ڈیفنس کی جامع مسجد میں جمعہ کی نماز باقاعدگی سے پڑھتا ہے۔ میں اس مسجد کے خطیب سے ملا تھا۔ پروفیسر شیرازی اس خطیب سے ملاقات کرتا رہتا ہے۔ میں نے خطیب سے خواہش ظاہر کی تھی کہ میں پروفیسر شیرازی سے ملنا چاہتا ہوں تاکہ اپنے بیٹے کی ملازمت کے سلسلے میں پروفیسر شیرازی صاحب سے سفارش کراؤں۔ خطیب نے پروفیسر شیرازی کے بنگلے پر فون کیا تو بنگلے کے کسی ملازم نے بتایا کہ پروفیسر شیرازی شام کے وقت اپنی ڈیوٹی پر گئے تھے اور صبح واپس آئیں گے۔ اور“..... گورڈن نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”پروفیسر شیرازی کے گھر کے اندر کی کیا پوزیشن ہے۔ اور“۔  
 ولسن نے چوراہے سے بائیں جانب کار موڑتے ہوئے کہا۔

”گھر میں پروفیسر شیرازی کی بوڑھی بیگم اور نو جوان بیٹی کے علاوہ چند نوکر رہتے ہیں۔ وہ سب سرکاری ملازم ہیں اور سرونٹ

کوارٹرز میں رہتے ہیں۔ کمپاؤنڈ، فرنٹ اور عقب میں مسلح گارڈز ڈیوٹی دیتے ہیں جن کی تعداد بارہ کے قریب ہے۔ چھ گارڈز دن میں اور چھ گارڈز رات کو پہرہ دیتے ہیں۔ ان میں سے دو گیٹ پر، دو فرنٹ کے کمپاؤنڈ میں اور دو عقبی کمپاؤنڈ میں فرائض انجام دیتے ہیں۔ ٹیلی فون آپریٹر بھی سرکاری ملازم ہے۔ اور..... گورڈن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو ولسن چند لمحوں کے لئے سوچ میں ڈوب گیا۔

”کیا ملازم عمارت کے اندر کام کرتے ہیں۔ اور.....“ ولسن نے یکدم چونکتے ہوئے پوچھا۔

”نوسر۔ عمارت کے اندر صرف باورچن اور صفائی کرنے والی ملازمہ کام کرتی ہیں۔ باورچن ایک نوجوان عورت ہے جبکہ دوسری عورت ادھیڑ عمر ہے۔ باورچن کا شوہر ڈرائیور ہے اور دوسری ملازمہ کا شوہر مالی ہے۔ اور.....“ گورڈن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں کچھ دیر بعد تمہیں ہدایات دوں گا خطیب کو تم پر شبہ تو نہیں ہوا۔ اور.....“ ولسن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”نہیں باس۔ میں نے خود کو مسجد کے قریب ہی واقع ایک بنگلے کا ملازم بتایا تھا۔ اور.....“ گورڈن نے جواب دیا۔

”گڈ۔ تم نے خطیب سے پروفیسر شیرازی کے بنگلے کا فون نمبر لیا تھا۔ اور.....“ ولسن نے کارکی رفتار آہستہ کرتے ہوئے پوچھا۔

”لیس باس۔ اس نے میرے سامنے فون نمبر پر لیس کئے تھے جو

میں نے اپنے ذہن میں محفوظ کر لئے تھے۔ کیا آپ کو نوٹ کراؤں۔ اور.....“ گورڈن نے کہا۔

”نہیں۔ تم میری کال کا انتظار کرو۔ اور اینڈ آل.....“ ولسن نے سڑک کے دائیں ہاتھ پر واقع ایک عمارت کے گیٹ پر کار روکتے ہوئے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ فوراً ہی گیٹ کھل گیا اور ولسن نے اندر آ کر برآمدے کے پاس گاڑی روک دی۔ گیٹ کھولنے والا گارڈ شکل سے مقامی لگتا تھا جبکہ برآمدے کے باہر بھی ایک مقامی مسلح گارڈ موجود تھا۔ اس نے ولسن کو کار سے اترتے دیکھ کر ادب سے سلام کیا۔

”ڈکی میں ایک بے ہوش عورت موجود ہے۔ اسے نکال کر خالی کمرے میں بند کر دو.....“ ولسن نے گارڈ سے حکمانہ لہجے میں کہا اور برآمدے میں داخل ہو کر راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ راہداری میں کوئی نہ تھا۔ وہ پہلے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر آیا۔ کمرے میں ایک شاندار آفس نیمبل کے پاس ایک نوجوان اور خوبصورت سفید قام لڑکی کرسی پر بیٹھی تھی جو خدوخال سے اسرائیلی لگ رہی تھی اور اس نے چست شرٹ اور چٹلون پہنی ہوئی تھی۔ ولسن کے اندر آتے ہی اس نے تیزی سے اٹھ کر مؤدبانہ انداز میں ولسن کو سلام کیا۔

”ہیلو پیکی۔ کیا ہو رہا ہے.....“ ولسن نے آگے بڑھتے ہوئے نرم لہجے میں کہا۔

چند لمحوں بعد عمران نے بندرگاہ روڈ پر ایک گلی میں کار موڑ دی۔ اس گلی میں کچھ دور آ کر ایک جگہ اس نے سائیڈ پر کار روکی اور انجن بند کر دیا۔ دروازہ کھول کر وہ کار سے نیچے اترتا تو تنویر، چوہان اور صفدر بھی کار سے نیچے اتر آئے۔ اس وقت گلی سنسان پڑی تھی۔ کشادہ گلی کے دونوں اطراف میں بنگلے تھے۔ عمران کچھ فاصلے پر واقع ایک بنگلے کی طرف بڑھنے لگا۔ تنویر، چوہان اور صفدر نے توقف کیا اور پھر جونہی عمران ان سے تقریباً پندرہ سولہ قدم کے فاصلے پر پہنچا تو وہ تینوں بھی اسی جانب چل دیئے۔ عمران بائیں ہاتھ پر ایک پتلی سی گلی میں داخل ہو گیا۔ یہ گلی زیادہ کشادہ نہ تھی۔ اس گلی میں سڑک پر واقع بنگلوں کا عقب تھا۔ گلی میں نیم تاریکی تھی۔ عمران دبے پاؤں چلتا ہوا تیسرے بنگلے کے عقب میں پہنچا اور رک گیا۔

”کچھ نہیں سر۔ فورک نے آپ کی آمد کا بتایا تو میں یہاں آ کر بیٹھ گئی“..... پیگی نے مودبانہ مگر شیریں آواز میں کہا جبکہ ولسن میز کی دوسری جانب ریوالونگ چیئر پر بیٹھ گیا اور اس نے پیگی کو بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا تو پیگی اپنی کرسی پر بیٹھ گئی۔ میز پر ٹیلی فون اور انٹرکام سیٹ رکھا ہوا تھا۔

”کافی منگواؤ پیگی۔ کافی پینے کے بعد تمہیں ایک اہم کام کرنا ہے“..... ولسن نے جب سے سگریٹ کا پیکٹ اور لائٹر نکالتے ہوئے کہا تو پیگی بے اختیار چونکی اور پھر انٹرکام کا ایک بٹن پریس کر دیا۔ ”لیس باس“..... چند لمحوں بعد انٹرکام سے ایک آواز سنائی دی۔

”راجر۔ باس کے کمرے میں کافی لے آؤ“..... پیگی نے کہا اور انٹرکام آف کر کے ولسن کی طرف دیکھنے لگی جو سگریٹ سلاگ رہا تھا۔ ولسن نے سگریٹ سلاگ کر لائٹر میز پر رکھا اور کش لینے لگا۔ ”باس۔ کس قسم کا کام ہے میرے لئے“..... پیگی نے چند لمحوں بعد بے تابانہ انداز میں پوچھا۔

”ذرا صبر کرو۔ کافی پینے کے بعد ہم لاک اپ میں چلیں گے جہاں پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ممبر جولیا قید ہے۔ اس کے بعد میں تمہیں تفصیل سے سمجھاؤں گا“..... ولسن نے کہا تو پیگی جولیا کا نام سن کر بے اختیار چونک پڑی لیکن اس نے مزید کوئی سوال نہ کیا جبکہ ولسن میز پر رکھے ٹیلی فون پر نگاہیں گاڑے کچھ سوچ رہا تھا۔

مشہدی کی رہائش گاہ پر یہودی ایجنٹ فورڈ کی زبان کھلوانے کے لئے عمران اور مشہدی کو فورڈ پر خاصی دیر تک تشدد کرنا پڑا تھا۔ تشدد کے دوران فورڈ تین مرتبہ بے ہوش ہوا تھا۔ تیسری مرتبہ اسے ہوش میں لانے کے بعد عمران نے اس کے جسم کے زخمی حصوں پر سرخ مرچیں ڈالنا شروع کر دیں تو فورڈ کے لئے یہ اذیت ناقابل برداشت ثابت ہوئی اور اس نے زبان کھول دی۔ اس نے بتایا کہ ولسن کے حکم پر مائیکل اور فوسٹر، جولیا کو اغوا کرنے گئے تھے۔ اس نے ولسن کے اسی بنگلے کا ایڈریس بتایا تھا جس کے عقب میں عمران اس وقت موجود تھا۔ کمپاؤنڈ کی عقبی دیوار سپاٹ تھی اور عمران کے اندازے کے مطابق اس کی بلندی بارہ فٹ کے قریب تھی۔ کسی سہارے کے بغیر اس دیوار پر چڑھنا ممکن نہ تھا۔ اتنے میں تنویر، صفدر اور چوہان بھی عمران کے پاس پہنچ گئے۔

”سنو۔ میں فرنٹ کی طرف سے عمارت میں جاؤں گا۔ ہو سکتا ہے عقبی جانب پہرہ دینے والے موجود ہوں۔ چنانچہ میرے اندر جانے پر سب لوگ میری طرف متوجہ ہو جائیں گے تب میں وایج ٹرانسمیٹر پر تمہیں سگنل دوں گا اور تم دونوں چوہان کے کندھوں پر سوار ہو کر دیوار پر چڑھ کر اندر کود جانا“..... عمران نے انہیں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”کیا ہمارے اندر کودنے کے بعد چوہان یہیں موجود رہے گا۔“  
صفدر نے آہستہ سے پوچھا۔

”نہیں۔ چوہان گاڑی میں بیٹھ کر گلی سے باہر سڑک پر ہمارا انتظار کرے گا۔ اس دوران اگر عمارت سے کوئی گاڑی یا آدمی نکلے گا تو چوہان اس کا پیچھا کرے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور واپس چل دیا۔ گلی سے نکل کر وہ سڑک پر آیا اور مطلوبہ بنگلے کی طرف بڑھنے لگا۔ بنگلے کا گیٹ بند تھا۔ فرنٹ کی جانب سے کمپاؤنڈ کی دیوار تقریباً آٹھ فٹ بلند تھی۔ اندر کی جانب دیوار کے ساتھ ساتھ زیتون کے پتھر تھے جن کی شاخیں دیوار پر جھکی ہوئی تھیں۔

عمران نے کچھ دیر سوچا اور اس دیوار کے آغاز میں ہی رک گیا۔ وہاں سے بنگلے کا گیٹ تقریباً پندرہ گز کے فاصلے پر تھا۔ عمران نے قرب و جوار کا جائزہ لیا تو سڑک سنسان تھی اور آس پاس کوئی ذی روح نظر نہ آ رہا تھا۔ چنانچہ وہ دیوار کے قریب آ کر یکدم اچھلا اور دونوں ہاتھ دیوار کی سطح پر مضبوطی سے جما کر بلند ہوتا چلا گیا۔ چند سیکنڈ میں وہ دیوار کی سطح پر پہنچ کر خود کو شاخوں میں چھپا چکا تھا۔ اس نے شاخوں میں سے اندر کا جائزہ لیا۔ گیٹ کے پاس ایک مسلح شخص کھڑا تھا۔ گیٹ کے بالمقابل عمارت کے برآمدے کے پاس بھی ایک آدمی ٹہل رہا تھا۔ برآمدے کے باہر تیز روشنی والا بلب کمپاؤنڈ کو روشن کر رہا تھا لیکن اس کی روشنی کمپاؤنڈ کے اس حصے تک نہیں پہنچ رہی تھی جس طرف عمران موجود تھا۔ کمپاؤنڈ کے اس حصے میں چھوٹا سا لان تھا۔ لان اور عمارت کے



درمیان دو گاڑیاں آگے پیچھے کھڑی تھیں جبکہ ایک گاڑی عمارت کے پہلو میں کھڑی تھی۔ عمارت کے پہلو میں ہی عقب کی طرف جانے کا راستہ تھا۔ اس پہلو پر ساتھ والے بنگلے میں جلنے والے بلب کی ہلکی ہلکی روشنی پڑ رہی تھی۔ عمارت کے عقب کی جانب بھی نیم تاریکی تھی۔

عمران نے چند لمحوں تک اندر کا جائزہ لیا اور پھر احتیاط اور خاموشی کے ساتھ ایک پیڑ کے تنے پر پاؤں جماتا ہوا اندر کود گیا۔ اس نے جیب سے سائیکل سرڈ ریوالور نکالا اور زمین پر بیٹھ کر ہاتھوں، پیروں کے بل آگے بڑھنے لگا۔ اس کا رخ عمارت کے پہلو کی جانب تھا۔ لان سے گزر کر وہ اسی انداز میں چلتا ہوا عمارت کے پہلو میں پہنچا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر دیوار کی آڑ سے اس نے برآمدے کی طرف دیکھا جس کے پاس مسلح شخص کھڑا سرگیت لگا رہا تھا۔ اس کے ہولسٹر میں ریوالور دبا ہوا تھا۔ عمران پلٹا اور عمارت کے عقب کی طرف بڑھا ہی تھا کہ اس جانب سے ایک مشین گن بردار نمودار ہوا اور عمران تیزی سے قریب کھڑی کار کے پہلو میں بیٹھ گیا۔ وہ شخص مقامی شکل و صورت کا تھا اور کار کی دوسری سائیڈ سے آگے بڑھ رہا تھا۔ عمران کار کے اگلے ٹائر کے پاس بیٹھا تھا۔ پھر جونہی وہ شخص کار کے پہلو سے گزر کر آگے بڑھا عمران یکدم اٹھا اور اس نے تیزی سے آگے بڑھ کر اس آدمی کی گردن پر ریوالور کی نال رکھ دی تو وہ آدمی یکدم ساکت ہو گیا۔

”خبردار۔ ہاتھ بلند کر لو۔ کوئی حرکت کرنے یا منہ سے آواز نکالنے کی کوشش کی تو بے آواز گولی گردن کے پار ہو جائے گی۔“ عمران نے اس کے کان کے پاس پھنکارتی ہوئی آواز میں کہا تو اس آدمی نے ہاتھ بلند کرتے ہوئے گردن موڑ کر پیچھے دیکھنے کی کوشش کی۔

”سیدھے کھڑے رہو ورنہ ٹریگر دب جائے گا۔“..... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو وہ شخص کانپ کر رہ گیا۔

”عقب میں تمہارے کتنے ساتھی ہیں۔“..... عمران نے سرگوشی کے انداز میں کہا۔

”کک۔ کوئی نہیں۔“..... اس آدمی نے ہکلاتی ہوئی آواز میں کہا۔

”عمارت کے اندر کتنے آدمی ہیں۔ جھوٹ بولا تو گردن میں روشن دان کھول دوں گا۔“..... عمران نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا۔

”چار پانچ ہوں گے۔ تم کون ہو؟“..... اس شخص نے اپنی ہکلاہٹ پر قابو پاتے ہوئے جواب دیا۔

”وہ لڑکی کہاں ہے جسے مائیکل اور فوسٹر اغوا کر کے لائے تھے۔“ عمران نے آہستہ سے پوچھا۔

”ایک کمرے میں بے ہوش پڑی ہے۔ کیا تم اس کے ساتھی ہو۔“ اس آدمی نے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اس پر تشدد تو نہیں کیا گیا۔“..... عمران نے اس کے سوال کا

جواب دیئے بغیر پوچھا۔

”نہیں۔ اس نے کارل کو قتل کر دیا تھا اور فرار ہونے کی کوشش کی تھی لیکن ناکام رہی اور اسے بے ہوش کر دیا گیا۔“..... اس شخص نے آہستہ سے خوفزدہ لہجے میں کہا تو عمران نے یکدم اس کے منہ پر بایاں ہاتھ جمایا اور ریوالور کا دستہ اس کے سر پر مار دیا۔ وہ آدمی تڑپا اور اس کا جسم ڈھیلا پڑتا چلا گیا۔ عمران نے اسے زمین پر لٹا دیا۔ وہ شخص بے ہوش ہو چکا تھا لیکن عمران نے جھک کر ریوالور کے دستہ کی ایک اور ضرب اس کے سر پر ماری اور پلٹ کر عمارت کے عقب کی طرف بڑھ گیا۔ عمارت کی کٹڑ پر رک کر اس نے عقبی کمپاؤنڈ کا جائزہ لیا لیکن کمپاؤنڈ میں کوئی ذی روح نہ دکھائی دیا تو اس نے واچ ٹرانسمیٹر آن کیا اور پھر آف کر کے واپس اس طرف چل دیا جہاں بے ہوش آدمی پڑا تھا۔ قریب آ کر عمران نے اس کے کندھے سے مشین گن اتاری اور آگے بڑھ کر عمارت کی کٹڑ سے برآمدے کی طرف دیکھا تو وہاں کھڑا شخص سگریٹ پھونکتا ہوا کمپاؤنڈ کے گیٹ کی طرف دیکھ رہا تھا۔

عمران نے چہرہ پیچھے ہٹایا اور پھر ہاتھ میں موجود مشین گن لان کی طرف اچھال دی۔ مشین گن لان کے باہر زمین پر گری اور اچھی خاصی آواز بلند ہوئی۔ عمران دیوار سے لگا مشین گن کی طرف دیکھتے ہوئے انتظار کرنے لگا۔ کمپاؤنڈ کا فرش پختہ تھا اور برآمدے کی جانب سے قدموں کی آہٹیں قریب آتی جا رہی تھیں۔ آنے

والے شخص کا سایہ جلد ہی دکھائی دینے لگا جو عمران کے سامنے فرش پر پڑ رہا تھا۔ مشین گن اس جانب کھڑی سب سے اگلی کار سے ایک قدم کے فاصلے پر پڑی تھی۔ چند سیکنڈ بعد جونہی آنے والے شخص کا سایہ قریب پہنچا عمران یکدم آڑ سے نکل کر اس آدمی کے سامنے آیا اور ریوالور کی نال اس کے سینے پر رکھ دی۔ وہ آدمی عمران کو دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑا اور اس نے جلدی سے اپنے ہولسٹر سے ریوالور نکالنے کی کوشش کی لیکن عمران نے ریوالور کا ٹریگر پریس کر دیا۔ بے آواز گولی اس شخص کے دل میں اتر گئی اور وہ منہ سے کوئی آواز نکالے بغیر ہی منہ کے بل فرش پر آگرا جبکہ عمران فائر کرتے ہوئے پھرتی سے پیچھے ہٹ گیا تھا تاکہ اس آدمی کے سینے سے اگلنے والے خون سے اس کا لباس خراب نہ ہو جائے۔

اس آدمی سے فارغ ہو کر عمران اس جانب کھڑی دونوں گاڑیوں کی آڑ میں جھکا جھکا برآمدے کی طرف بڑھا۔ دوسری کار کی ڈگی کے پاس بیٹھ کر اس نے سر بلند کر کے گیٹ پر موجود گارڈ کی طرح دیکھا تو وہ برآمدے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ عمران نے ریوالور والا ہاتھ بلند کر کے گارڈ کے سر کا نشانہ لیا اور فائر کر دیا۔ بے آواز گولی نے گارڈ کے سر میں روشن دان کھول دیا اور وہ کسے ہوئے شہتیر کی طرح زمین پر گرتا چلا گیا۔ عمران برآمدے کی طرف دیکھنے لگا۔ چند سیکنڈ گزر گئے اور برآمدے سے کوئی باہر نہ آیا تو وہ

کر لئے۔

”اندر آ جاؤ۔ کوئی غلط حرکت کی تو چھلنی کر دوں گا“..... اس شخص نے کہا اور پیچھے ہٹ گیا۔ عمران کمرے میں داخل ہوا۔ کمرے میں ایک میز پر کمپیوٹر سیٹ، ٹیلی فون اور ایک ریڈیو سا پڑا تھا جو عمران کے اندازے کے مطابق ٹرانسمیٹر تھا جبکہ کمپیوٹر سکرین پر راہداری کا منظر روشن تھا۔ فورڈ سے عمران کو جو معلومات حاصل ہوئی تھیں ان کے مطابق عمران کو یقین تھا کہ مشین گن بردار ڈیوڈ ہی ہے۔ وہ شخص پیچھے ہٹتا ہوا میز کے پاس جا پہنچا لیکن اس کی نگاہیں عمران پر مرکوز تھیں۔

”تم کون ہو اور عمارت میں کیسے داخل ہوئے“..... اس آدمی نے عمران سے سخت لہجے میں پوچھا۔

”ڈیوڈ۔ کیا تم نے مجھے نہیں پہچانا“..... عمران نے اسرائیلی لہجے میں کہا تو ڈیوڈ بے اختیار چونکا اور غور سے عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

”نہیں۔ اپنا تعارف کراؤ“..... ڈیوڈ نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور ایک ہاتھ پیچھے کر کے کمپیوٹر کے کی بورڈ کا ایک بٹن پریس کر دیا۔ فوراً ہی راہداری میں گھنٹی کی کرخت آواز گونجنے لگی۔

”تو کیا باس نے تمہیں میری آمد کے بارے میں نہیں بتایا۔“ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور اسی لمحے باہر سے قدموں کی آہٹیں ابھرنے لگیں۔ وہ آہٹیں راہداری کے اختتام کی طرف

اٹھ کر تیزی سے برآمدے کی طرف بڑھا۔ قریب پہنچ کر اس نے برآمدے میں جھانکا اور وہاں کسی کو نہ پا کر برآمدے میں داخل ہو گیا۔

برآمدے سے آگے ایک طویل راہداری میں متعدد کمرے تھے جن کے دروازے بند نظر آ رہے تھے۔ راہداری میں کوئی ذی روح موجود نہ تھا۔ عمران نے ایک لمحہ کے لئے سوچا اور پھر دبے پاؤں آگے بڑھا اور راہداری میں داخل ہو گیا۔ پہلے کمرے کے دروازے پر رک کر اس نے دروازے سے کان لگایا لیکن اندر سے کسی قسم کی آواز سنائی نہ دی تو اس نے آہستہ سے ہینڈل گھمایا اور تھوڑا سا دروازہ کھول کر اندر جھانکا تو کمرے میں کوئی فرد موجود نہ تھا۔ ایک آفس ٹیبل پر ٹیلی فون اور انٹرکام سیٹ موجود تھا۔ عمران نے آہستہ سے دروازہ بند کیا اور پھر دبے پاؤں آگے بڑھا اور دوسرے کمرے کے دروازے پر رک کر سن گن لینے لگا۔ اس کمرے کے اندر بھی مکمل خاموشی تھی۔ عمران تیسرے کمرے کی طرف بڑھ گیا لیکن جوہمی وہ قریب پہنچا یکدم دروازہ کھلا اور ایک مشین گن کی نال اس کے سینے سے آ گئی۔ عمران ایک لمحہ کے لئے ساکت ہو کر رہ گیا۔ دروازے میں کھڑا ایک مقامی شکل و صورت کا قوی الجسد شخص عمران کو گھور رہا تھا۔ اس کے پیچھے کمرے میں اور کوئی نہ تھا۔

”ہاتھ بلند کر لومسٹر اور ریوالور پھینک دو“..... اس شخص نے تحسنا نہ لہجے میں کہا تو عمران نے ریوالور فرش پر پھینک کر ہاتھ بلند

سے آ رہی تھیں۔ یقیناً کھٹی کی آواز سن کر ایک سے زیادہ افراد ڈیوڈ کے کمرے کی طرف تیز قدموں سے آ رہے تھے۔  
 ”نہیں۔ تم میرے لئے اجنبی ہو“..... ڈیوڈ نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ باس کے پاس چلو۔ وہ تمہیں بتائے گا“..... عمران نے کن آنکھوں سے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو ڈیوڈ نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ باہر سے ایک کریناک چیخ بلند ہوئی اور ایک آدمی تڑپتا ہوا دروازے کے سامنے راہداری میں آگرا۔ ڈیوڈ نے چوکتے ہوئے گردن موڑ کر دروازے کی طرف دیکھا ہی تھا کہ عمران نے یکدم اچھل کر اس کی مشن گن پر ٹھوکر مار دی اور ڈیوڈ کے ہاتھ سے مشین گن نکل کر فرش پر گر گئی اور اسی لمحے ایک آدمی ہاتھ میں ریوالور لئے کمرے میں داخل ہوا۔

عمران نے اس کی طرف دیکھا ہی تھا کہ ڈیوڈ نے عمران پر جست لگا دی لیکن اندر آنے والے بگاونوی نے عمران پر فائر کر دیا تھا۔ ڈیوڈ، عمران سے آ ٹکرایا اور عمران لڑکھڑا کر اپنی جگہ سے ایک قدم پیچھے ہٹا ہی تھا کہ ڈیوڈ چیختا ہوا فرش پر گر گیا۔ بے آواز گولی نے ڈیوڈ کے پہلو میں سوراخ کر دیا تھا۔ ایک لمحہ کے لئے وہ شخص بوکھلا گیا اور پھر اس نے دوبارہ عمران کی طرف ریوالور سیدھا کیا ہی تھا کہ وہ کراہتا ہوا منہ کے بل فرش پر آگرا اور اس کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر میز کے نیچے جاگرا۔ عمران نے دروازے سے اندر

آنے والے تنویر کو دیکھا جس نے ڈیوڈ کے ساتھی کی کمر پر لات ماری تھی۔ اسی لمحے صدر بھی اندر آ گیا۔ تنویر نے فرش پر پڑے آدمی پر ریوالور تان لیا۔

”اب یہ حرکت کرے تو اس کی کھوپڑی اڑا دینا“..... عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا اور ڈیوڈ کی طرف دیکھنے لگا۔ ڈیوڈ کا جسم ساکت ہوتا جا رہا تھا۔ اس کے ساتھی نے کروٹ لی اور سیدھا ہو کر اٹھنے لگا۔

”بس پڑے رہو ورنہ جہنم پہنچ جاؤ گے“..... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں اس آدمی سے کہا تو وہ ساکت ہو کر خوفزدہ نگاہوں سے عمران کی طرف دیکھنے لگا۔  
 ”اس کے علاوہ راہداری میں کون ہے“..... عمران نے صدر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”نہیں۔ صرف دو آدمی تھے۔ ایک کی لاش باہر پڑی ہے۔ اس نے ہمیں دیکھ کر فائر کرنے کی کوشش کی تھی اور میں نے فوراً ہی اس پر فائر کھول دیا“..... صدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔  
 ”تمہارا باس کہاں ہے اور جولیا کس کمرے میں قید ہے۔“  
 عمران نے ڈیوڈ کے ساتھی سے سخت لہجے میں پوچھا۔

”معلوم نہیں۔ جولیا کو باس لے گیا ہے“..... اس شخص نے خوفزدہ لہجے میں کہا تو عمران، صدر اور تنویر تینوں بے اختیار چوٹک پڑے۔

گئی۔ باس کو اندیشہ ہوا کہیں عمران اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہاں نہ آ پہنچے کیونکہ وہ فورڈ سے اس عمارت کا ایڈریس معلوم کر سکتا تھا۔ اس خطرے کے پیش نظر وہ جولیا کو کسی دوسرے ٹھکانے پر لے گیا ہے۔..... ٹونی نے دہشت زدہ ہو کر تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اس کے کتنے ٹھکانے ہیں اور کہاں کہاں ہیں“..... عمران نے

پوچھا۔

”معلوم نہیں۔ صرف ڈیوڈ کو معلوم تھا۔ عام ممبرز کو ایک دوسرے کے ٹھکانوں سے بے خبر رکھا گیا ہے۔ شاید تین چار ٹھکانے ہیں۔ اس عمارت کا نام پوائنٹ ون ہے۔..... ٹونی نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور اسی لمحے تنویر اور صفدر کمرے میں داخل ہوئے تو عمران نے سوالیہ نگاہوں سے ان کی طرف دیکھا۔

”عمارت میں اور کوئی نہیں ہے۔ البتہ ایک خالی کمرے میں کافی خون پھیلا ہوا ہے۔..... صفدر نے جواب دیا تو عمران نے دانت پیستے ہوئے ٹونی کی کنپٹی پر فار کھول دیا۔

”جلدی بتاؤ۔ وہ جولیا کو کہاں لے گیا ہے“..... تنویر نے جڑے پھینچتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس شخص کے پہلو میں ٹھوکر مار دی۔

”مم۔ مجھے معلوم نہیں۔ اس کے ٹھکانے کا علم صرف ڈیوڈ کو تھا۔..... اس آدمی نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

”تم دونوں کمروں کی تلاشی لو۔ ہری اپ۔..... عمران نے تنویر اور صفدر سے مخاطب ہو کر کہا اور میز کے نیچے سے ریوالور اٹھا کر اس شخص پر تان لیا جبکہ صفدر اور تنویر دونوں فوراً ہی کمرے سے نکل گئے۔

”کیا نام ہے تمہارا۔ مائیکل اور فوسٹر کہاں ہیں“..... عمران نے اس آدمی سے تحکمانہ لہجے میں پوچھا۔

”ٹونی۔ مائیکل اور فوسٹر اس آدمی کو تلاش کرنے گئے تھے جس نے بیگر اور بال کو ہلاک کر کے فورڈ کو اغوا کیا تھا۔ کیا تم عمران ہو“..... اس شخص نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے جلدی سے ریوالور کی نال اس کے سر سے لگا دی۔

”نہیں۔ جولیا کے ساتھ یہاں کیا سلوک کیا گیا تھا“..... عمران نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

”کچھ نہیں۔ باس نے جولیا سے پوچھ گچھ کے لئے اسے طلب کیا تھا۔ میں اور کارل، جولیا کو لینے گئے تو اس نے ہنگامہ کر دیا اور کارل کو قتل کر دیا مگر ہم نے اس پر قابو پا لیا اور وہ بے ہوش ہو

اسے نہ صرف باس کا نام معلوم ہو گیا تھا بلکہ پروفیسر شیرازی کے بارے میں بھی معلومات حاصل ہوئی تھیں۔

کچھ دیر بعد کار کسی عمارت میں رکی تھی اور ولسن کے حکم پر اس کا ایک ماتحت جولیا کو ڈگی سے نکال کر عمارت کے اس کمرے میں فرش پر ڈال گیا تھا۔ دروازہ بند تھا۔ جولیا کو خیال آیا کہ نجانے یہاں اس سے کیا سلوک کیا جائے اس لئے آزاد ہونے کی کوشش کرے۔ چنانچہ اس نے اپنے ہاتھوں کی بندشیں کھولنے کی دوبارہ کوشش شروع کر دی۔ جلد ہی وہ اپنے ناخنوں سے رسی کی گرہ کھولنے میں کامیاب ہو گئی۔ ہاتھ آزاد کر کے اس نے منہ پر چمکی ٹیپ الگ کی اور اٹھ کر دبے پاؤں دروازے کے پاس آ گئی۔ اس نے دروازے سے کان لگا کر سن گن لینے کی کوشش کی مگر باہر مکمل خاموشی محسوس ہوئی تو وہ دروازے کے سامنے والی دیوار کے پاس آ گئی۔ کمرہ کسی قسم کے فرنیچر اور سامان سے محروم تھا۔ اس میں کوئی کھڑکی یا روشن دان بھی نہیں تھا اس لئے جولیا کو خدشہ نہیں تھا کہ اس کی آواز باہر تک جائے گی۔ چنانچہ اس نے واچ ٹرانسمیٹر آن کیا اور مشہدی کو کال کرنے لگی۔

”ہیلو مشہدی۔ جولیا کالنگ۔ اوور“..... جولیا مشہدی کو کال کرنے لگی لیکن کئی لمحے گزر گئے اور مشہدی کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا تو جولیا کو یکدم اپنی غلطی کا احساس ہو گیا کہ بیرونی ممالک میں مقیم ایکسٹو کے ماتحتوں کو واچ ٹرانسمیٹر نہیں دیئے جاتے

جولیا نے دروازہ بند ہوتے ہی آنکھیں کھول دیں۔ اس کے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے اور منہ پر ٹیپ چمکی ہوئی تھی۔ جیگر نے اپنے باس کے حکم پر اس کے ہاتھ باندھے تھے۔ پھر وہ لوگ کارل کی لاش اٹھا کر کمرے سے نکل گئے تھے اور جولیا اپنے ہاتھوں کی بندشیں کھولنے کی کوشش کرنے لگی تھی لیکن اس سے پہلے کہ وہ اپنی کوشش میں کامیاب ہوتی جیگر کمرے میں آیا اور جولیا نے خود کو بے ہوش ظاہر کرنے کے لئے فوراً آنکھیں بند کر لی تھیں۔ جیگر اسے کندھے پر لاد کر کمپاؤنڈ میں کھڑکی ایک کار کے پاس آیا اور جولیا کو ڈگی میں ٹھونس کر ڈگی بند کر دی تھی۔ اس کے دو تین منٹ بعد کار شارٹ ہو کر وہاں سے روانہ ہوئی اور راستے میں اسے باس کی آواز سنائی دی تھی۔ باس نے ٹرانسمیٹر پر اپنے ماتحت گورڈن کی کال رسیو کی تھی اور جولیا ان دونوں کی گفتگو سنتی رہی تھی۔ اس طرح

آتے ہی اس باورچی نے تمہاری شکایت کی کہ تم اسے پردیس میں تنہا چھوڑ کر کسی دوسری جگہ چلی گئی ہو۔ بہر حال مجھے تم سے کوئی شکوہ نہیں بلکہ دعا ہے کہ تم جہاں رہو خوش رہو۔ اور..... دوسری طرف سے عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو جولیا مسکرا دی۔

”تم اپنی بکواس کر چکے۔ اور.....“ جولیا نے مصنوعی غصے سے کہا۔

”ہاں۔ اب صفدر اور تنویر کی باری ہے۔ اور.....“ عمران نے جلدی سے کہا۔

”مس جولیا۔ آپ کو ولسن کار کی ڈگی میں بند کر کے کس جگہ لے گیا ہے۔ اور.....“ عمران کے خاموش ہونے پر صفدر کی آواز سنائی دی تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔

”اوہ۔ تمہیں کیسے پتہ چلا۔ اور.....“ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”ہم نے اس عمارت پر ریڈ کیا ہے جہاں آپ کو اغوا کر کے لے جایا گیا تھا۔ وہاں موجود چند افراد مارے گئے ہیں۔ ٹونی نامی شخص سے تفصیل معلوم ہوئی ہے جس کے ساتھی کارل کو آپ نے قتل کیا ہے۔ اور.....“ صفدر نے کہا۔

”میں ڈگی میں بند تھی اس لئے راستہ نہیں دیکھ سکی۔ کارل کو ہلاک کرنے کے بعد ٹونی نے مجھے بے بس کر دیا تھا اور میں نے دانستہ خود کو بے ہوش ظاہر کیا۔ اس کا فائدہ یہ ہوا کہ میں ولسن کے

اور وہ لاگت ریج ٹرانسمیٹر استعمال کرتے ہیں۔ اس نے واج ٹرانسمیٹر آف کیا اور سوچنے لگی کہ کیا کرنا چاہئے۔ چند لمحوں بعد اسے اچانک اپنے ساتھیوں کا خیال آیا اور اس کی آنکھوں میں امید کی چمک پیدا ہو گئی۔ ایکسٹو نے کہا تھا کہ باقی ممبرز فلائٹ سے آج رات ہی بلگاریہ پہنچ جائیں گے۔ اگرچہ ایکسٹو نے ان ممبرز کے نام نہیں بتائے تھے لیکن جولیا کو یقین تھا کہ ان میں صفدر ضرور شامل ہو گا۔ یہ امید پیدا ہوتے ہی اس نے واج ٹرانسمیٹر پر صفدر کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور بہت آہستہ آواز میں صفدر کو کال کرنے لگی تو چند لمحوں بعد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

”نیس مس جولیا۔ صفدر انڈنگ یو۔ اور.....“ ٹرانسمیٹر سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

”میں اسرائیلی ایجنٹوں کی قید میں ہوں صفدر۔ اور.....“ جولیا نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ ہم تو سمجھے تھے کہ اصطبل میں بند ہو۔ اور.....“ جواب میں صفدر کی بجائے عمران کی آواز سنائی دی تو جولیا چونکی اور پھر اس کے ہونٹوں پر مسرت بھری مسکراہٹ پھیل گئی۔

”کیا تم بھی ٹیم کے ساتھ آئے ہو۔ اور.....“ جولیا نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”مجبوری تھی۔ تم سلیمان کے ساتھ بھاگ گئیں۔ کھانا پکانے والا کوئی نہ تھا اس لئے میں تمہاری تلاش میں یہاں آ گیا۔ یہاں

ایک پلان سے کچھ واقف ہو گئی۔ یہاں آ کر مجھے ایک کمرے میں بند کر دیا گیا ہے۔ اور“..... جولیا نے کہا۔

”جولیا۔ کسی طرح اس عمارت کا ایڈریس معلوم کرنے کی کوشش کرو جہاں تم موجود ہو۔ اور“..... عمران کی آواز سنائی دی۔

”عمارت سے باہر نکلے بغیر یہ ممکن نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کچھ دیر بعد مجھ سے کچھ معلوم کرنے کی کوشش کی جائے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تم نے ان کے جس آدمی کو گرفت میں لے رکھا ہے اس کو آزاد کرنے کے لئے مجھ سے پوچھ گچھ کرنے یا تم لوگوں کا ایڈریس معلوم کرنے کی کوشش کی جائے۔ اور“..... جولیا نے تشویش بھرے لہجے میں کہا اور پھر ولسن کی گورڈن سے ہونے والی بات چیت دہرا دی۔

”ٹھیک ہے۔ ہم تم تک جلد پہنچنے کی کوشش کریں گے۔ اگر تمہیں وہاں سے نکلنے کا مناسب موقع مل جائے تو کوشش کر لینا لیکن میرا خیال رکھنا۔ اور“..... عمران نے معنی خیز لہجے میں کہا۔

”تمہارا خیال۔ کیا مطلب۔ اور“..... جولیا نے بے اختیار چونکتے ہوئے کہا۔

”میرا مطلب ہے اپنا خیال رکھنا۔ اپنا خیال رکھو گی تو میں سمجھوں گا کہ تم نے میرا خیال رکھا ہے اور میرے ہونے والے بچوں کا خیال رکھا ہے کہ کہیں میں بیوہ نہ ہو جاؤں۔ اور“..... عمران نے شرارت بھرے لہجے میں کہا تو جولیا کو اس پر غصہ آ گیا۔

”بیوہ نہیں عمران صاحب رٹو“..... جولیا کے کچھ کہنے سے پہلے ہی واچ ٹرانسمیٹر سے چوہان کی آواز بلند ہوئی۔

”اللہ کرے تم رٹوے ہو جاؤ۔ میری تو ابھی شادی بھی نہیں ہوئی“..... عمران کی غصیلی آواز سنائی دی۔

”مس جولیا۔ عمران صاحب کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ اپنی حفاظت کا خیال رکھیں اور وہاں سے نکلنے کے لئے لڑائی جھگڑے سے گریز کریں تاکہ آپ کو کوئی جسمانی ضرر نہ پہنچے۔ اور“..... ٹرانسمیٹر سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

”بہتر۔ کیا سلیمان سے ملاقات ہو گئی ہے۔ اور“..... جولیا نے سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں۔ اسی احمق کی غفلت کے سبب تم مصیبت میں پڑی ہو۔ میں واپس جاتے ہی سلیمان کو فلیٹ سے نکال دوں گا۔ اور“..... عمران کی غصیلی آواز سنائی دی۔

”اس کا کیا قصور۔ چیف نے اس بے وقوف کو میرے ساتھ بھیجا ہی کیوں تھا۔ اور“..... جولیا نے تیزی سے کہا۔

”اچھا۔ تم اسے چیف کا قصور سمجھتی ہو۔ میں تو اب تک یہی سمجھتا رہا ہوں کہ تم مجھ سے اکتا گئی ہو اور چیف نے تمہاری خواہش پر سلیمان کو تمہارے ساتھ نتھی کر دیا تھا۔ اور“..... دوسری جانب سے عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”فضول باتیں مت کرو۔ اور“..... جولیا نے ناگوار لہجے میں کہا



اور اسی لمحے باہر سے قدموں کی آہٹیں سنائی دینے لگیں۔

”بہت بہتر۔ اللہ حافظ۔ اور اینڈ آل“..... عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جولیا نے جلدی سے واچ ٹرانسمیٹر آف کیا اور کمرے کے وسط میں بیٹھ کر اترا ہوا ٹیپ کا ٹکڑا اپنے ہونٹوں پر چپکانے کے بعد دونوں ہاتھ اپنی پشت پر رکھ لئے مگر پھر رسی پر نگاہ پڑی تو اس نے رسی اٹھا کر اپنی جیب میں رکھی اور دیوار کے پاس آ کر بیٹھ گئی۔ اس نے اپنا سر دیوار سے لگایا اور ٹانگیں فرش پر دراز کر کے دونوں ہاتھ پشت کی جانب موڑ لئے جیسے بندھے ہوئے ہوں۔ اس کا رخ دروازے کی طرف تھا۔ اس پوزیشن میں اندر آنے والے کی نگاہ اس کے ہاتھوں پر نہیں پڑ سکتی تھی۔ قدموں کی آہٹیں آہستہ آہستہ قریب آتی جا رہی تھیں لیکن پھر غور کرنے پر وہ چونکے بغیر نہ رہ سکی۔ وہ آہٹیں کسی پتلی ہیل والے سینڈلوں کی تھیں جس کا مطلب تھا کہ آنے والا مرد نہیں کوئی عورت ہے۔

صفر نے ٹرانسمیٹر آف کیا تو عقبی نشست پر بیٹھے عمران نے صفر کی طرف غصے سے دیکھا جو فرنٹ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ گاڑی چوہان ڈرائیو کر رہا تھا جبکہ تنویر کو عمران نے پوائنٹ ون کی نگرانی کے لئے وہیں چھوڑ دیا تھا تاکہ اس کی تلاش میں جانے والے مائیکل اور فوسٹر یا ولسن کا کوئی اور ماتحت اس بنگلے میں آئے تو تنویر اس کا تعاقب کرے یا واچ ٹرانسمیٹر پر اسے اطلاع دے۔

”ٹرانسمیٹر کیوں آف کر دیا ہے۔ جولیا کا جواب تو سننے دیجئے۔“

عمران نے غصیلے لہجے میں صفر سے کہا۔

”آپ نے اسے اللہ حافظ اور اور اینڈ آل کہا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ آپ نے گفتگو ختم کر دی ہے“..... صفر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ارے۔ وہ تو میں نے جولیا کو دعا دی تھی کہ اللہ اس کا حافظ

دیکھتے ہوئے بے تابی سے پوچھا۔

”کیا تمہیں نہیں دکھائی دے رہی؟“..... عمران نے غصے سے کہا۔  
چوہان اور صفدر، سلیمان کو عمران کے میک اپ میں دیکھ کر مسکرا رہے تھے جبکہ سلیمان نے انہیں اجنبی لگا ہوں سے دیکھا تھا کیونکہ وہ میک اپ میں بلگاروی نظر آ رہے تھے۔ عمران کے جواب پر سلیمان نے چونکتے ہوئے اپنی آنکھیں ملیں اور پھر غور سے چوہان اور صفدر کی شکلیں دیکھنے لگا۔

”اوہ۔ پہچان گیا صاحب۔ آپ بھی کمال کرتے ہیں۔ مس جولیہ کو مرد بنا کر لائے ہیں۔ لباس بھی مردانہ ہے۔ ہیلو مس جولیہ“..... سلیمان نے ہنستے ہوئے کہا اور آخری جملہ چوہان سے مخاطب ہو کر کہا تو صفدر نے بے اختیار قہقہہ لگایا جبکہ چوہان بھی ہنس پڑا۔

”ارے گھاڑ۔ یہ چوہان ہے؟“..... عمران نے ایک صو۔ نے بیٹھتے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ تو آپ مس جولیہ کو چوہان میں لے آئے ہیں۔ نظر تو نہیں آ رہیں؟“..... سلیمان نے آنکھیں پھاڑ کر چوہان کی طرف دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو اس مرتبہ چوہان اور صفدر کے علاوہ عمران بھی ہنسنے لگا۔

”ہیلو سلیمان۔ کیسے ہو؟“..... صفدر نے سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا۔

رہے اور جولیہ کی حفاظت کرنے“..... عمران نے جلدی سے کہا۔  
”آپ نے اوور اینڈ آل بھی تو کہا تھا“..... عمران کی وضاحت پر چوہان نے ہنستے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ وہ تو میں اسے سمجھا رہا تھا کہ وہ مکمل طور پر اور نہ ہو جائے کہ یہودی غضبناک ہو کر اسے گولی ہی نہ مار دیں۔ انہیں پہلے ہی جولیہ کے ہاتھوں مرنے والے اپنے آدمی کا غصہ ہے۔ پھر انہیں پوائنٹ ون پر ہمارے ہاتھوں مارے جانے والوں کے بارے میں بھی جلد اطلاع مل جائے گی اور وہ ہمارا غصہ بھی جولیہ پر اتاریں گے“..... عمران نے تشویش آمیز لہجے میں مسلسل بولتے ہوئے کہا۔  
”جی ہاں۔ یہ اندیشہ تو ہے۔ اب آپ کیا کریں گے؟“..... صفدر نے فکر مند لہجے میں کہا۔

”فی الحال میں پروفیسر شیرازی کے بارے میں سوچ رہا ہوں۔“  
عمران نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا اور اسی لمحے چوہان نے مشہدی کے بنگلے کے گیٹ کے سامنے گاڑی روک دی۔ ہارن بجانے پر مشہدی کے ملازم نے گیٹ کھولا اور انہیں دیکھ کر ایک طرف ہٹ گیا۔ چوہان نے اندر آ کر گاڑی برآمدے کے پاس روکی اور انجن بند کر دیا۔ وہ تینوں کار سے اتر کر ڈرائیونگ روم میں پہنچے تو سلیمان صوفے پر بیٹھا اونگھ رہا تھا۔ قدموں کی آہٹیں سن کر اس کی آنکھ کھل گئی۔

”اوہ۔ لے آئے مس جولیہ کو؟“..... سلیمان نے ان کی طرف

نہ ہی آپ کی طرح ہرجائی ہوں۔ آپ کو اسی لئے مس جولیا کی گمشدگی کی پرواہ نہیں ہے کہ آپ کو تھریسا سے چانس ملنے کی امید ہے لیکن مجھے مس جولیا جیسی دلیر بہن دنیا میں کہیں نہیں مل سکتی۔ ان کے اغوا پر مجھے دلی دکھ ہوا ہے جس کا اظہار میں نے شعر کے ذریعے کیا ہے۔ آپ کی طرح اس نامعقول کنفیوژس کے اٹلے سیدھے قول کا سہارا نہیں لیا جسے آپ اپنا استاد کہتے ہیں“.....

سلیمان نے جذباتی انداز میں مسلسل بولتے ہوئے کہا تو صفدر اور چوہان نے سلیمان کو ستائشی نگاہوں سے دیکھا جبکہ عمران نے یوں سر جھکا لیا جیسے سلیمان کی باتوں پر بہت نادم ہو۔ لیکن دل ہی دل میں وہ سلیمان کے جذبے سے خاصا متاثر ہوا تھا۔ صفدر اور چوہان، عمران کی حالت پر ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔

”عمران صاحب۔ کیا سوچ رہے ہیں“..... صفدر نے سلیمان کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں سوچ رہا ہوں کہ مجھے ڈوب مرنا چاہئے۔ لیکن سمندر دور ہے“..... عمران نے شرمندگی بھرے لہجے میں کہا۔

”اس میں سوچنے کی کیا ضرورت ہے صاحب۔ کیا آپ کے پاس ریوالور نہیں ہے“..... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ گولی سے خودکشی کی تو سارا لباس خون سے تر ہو جائے گا۔ ایسا کرو مجھے زہر لا دو“..... عمران نے کہا۔

”اس وقت تو دکانیں بند ہوں گی صاحب۔ کہاں سے لا دوں

”جیسا پہلے۔ ارے۔ صفدر صاحب“..... سلیمان نے ادھوری بات چھوڑ کر یکدم آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا اور صوفے سے اٹھ کر صفدر سے لپٹ گیا۔ وہ صفدر کی آواز سے اسے پہچان گیا تھا۔ صفدر نے بھی گرجبوشی سے سلیمان سے معافہ کیا۔

”معافی چاہتا ہوں چوہان صاحب۔ آپ کو اب پہچانا ہوں۔“

سلیمان نے صفدر کے بعد چوہان سے گلے ملتے ہوئے کہا۔

”بڑی دیر بعد پہچانا ہے تم نے“..... چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔ دراصل مس جولیا کے غم میں رو رو کر آنکھیں دھندلی ہو گئی ہیں“..... سلیمان نے چوہان سے الگ ہوتے ہوئے کہا۔

”تم بہت حساس دل اور نازک مزاج ہو“..... چوہان نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور صفدر کے ساتھ صوفے پر بیٹھ گیا۔

”آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ بقول شاعر، ایک تو نازک مزاج ہیں ہم بھی، اور یہ چوٹ بھی نئی ہے ابھی“..... سلیمان نے ٹھنڈا سانس لیتے ہوئے کہا تو عمران نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا جبکہ صفدر اور چوہان مسکرا رہے تھے۔

”او باورچی کی اولاد۔ کہیں تم جولیا کے عشق میں تو مبتلا نہیں ہو گئے“..... عمران نے سلیمان کو گھورتے ہوئے کہا۔

”لا حول ولا قوۃ۔ میں آپ کی طرح دل پھینک نہیں ہوں صاحب۔

زہر..... سلیمان نے چوکتے ہوئے کہا۔

”کچن میں چلے جاؤ“..... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ کیا کچن میں زہر موجود ہوگا“..... سلیمان نے چوکتے ہوئے پوچھا۔

”چینی، دودھ اور چائے تو ہوگی۔ چائے بنا لاؤ۔ چائے میں بھی کلوٹین ہوتا ہے“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ آپ کو مس جولیا کی نہیں بلکہ چائے کی فکر ہے“..... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”یکومت۔ میں چائے پیوں گا تو کچھ سوچوں گا“..... عمران نے یکدم غصیلے لہجے میں کہا تو سلیمان گھبرا کر پلٹا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران اب سنجیدہ نظر آ رہا تھا۔ اس نے میز پر رکھے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پرپیس کرنے لگا اور پھر لاؤڈر کا بٹن آن کر دیا۔

”ہیلو۔ مشہدی سپیکنگ“..... چند لمحوں بعد رابطہ قائم ہوتے ہی مشہدی کی آواز سنائی دی۔

”عمران بول رہا ہوں۔ پروفیسر شیرازی کے گھر کا ایڈریس معلوم ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”لیس سر۔ ان کا ڈیفنس ایریا میں بنگلہ ہے“..... مشہدی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم ڈیفنس کی جامع مسجد کے خطیب کے بارے میں کیا جانتے

ہو۔ اس کی رہائش گاہ کہاں ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”وہ علامہ موسوی کے نام سے پہچانے جاتے ہیں۔ مسجد کے ساتھ ہی ان کا چھوٹا سا بنگلہ ہے۔ بوڑھے آدمی ہیں۔ ان کے بیوی بچے شہر سے باہر گاؤں میں رہتے ہیں۔ وہاں وہ ہفتے میں ایک دن جاتے ہیں۔ بنگلے میں وہ ایک خدمت گزار کے ساتھ رہتے ہیں“۔ دوسری طرف سے مشہدی نے مسلسل بولتے ہوئے کہا جبکہ صفدر اور چوہان خاموشی سے ان کی باتیں سن رہے تھے۔

”ٹھیک ہے۔ کچھ دیر پہلے ولسن کے ایک ماتحت گورڈن نے علامہ موسوی سے ملاقات کی تھی۔ گورڈن مقامی میک اپ میں تھا اور اس نے علامہ صاحب سے پروفیسر شیرازی کے گھر کے بارے میں معلومات حاصل کی تھیں“..... عمران نے کہا اور پھر گورڈن سے ولسن کی ہونے والی گفتگو دہرانے لگا جس کے بارے میں اسے جولیا نے بتایا تھا۔

”تم فوراً علامہ موسوی کے پاس جا کر ملاقات کرو اور ان سے گورڈن کا حلیہ معلوم کرو۔ اگر گورڈن نے علامہ صاحب سے آئندہ ملاقات کا وقت طے کیا ہو یا اپنے رابطے کا فون نمبر بتایا ہو تو وہ بھی معلوم کر لیتا“..... عمران نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”بہتر۔ لیکن اس وقت تو وہ سو رہے ہوں گے۔ البتہ صبح فجر کی نماز کے بعد ان سے ملاقات ہو سکتی ہے۔ اس وقت وہ مسجد میں ہی ہوں گے“..... مشہدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”وہی جو اپنے فلیٹ میں کھاتا تھا“..... عمران نے چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے کہا۔  
 ”بہتر۔ لیکن تنخواہ میں فلیٹ والی نہیں لوں گا صاحب۔“ سلیمان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔  
 ”کیا مطلب ہے تمہارا“..... عمران نے چوکتے ہوئے سلیمان کی طرف دیکھا۔

”مطلب یہ کہ اس وقت آپ بنگلے میں ہیں اور یہ بنگلہ اپنے ملک میں نہیں بلکہ دوسرے ملک میں ہے اس لئے چار گنا تنخواہ زیادہ ہوگی اور تنخواہ لوں گا بھی ڈالروں میں۔ یہاں اپنا روپیہ نہیں چلتا“..... سلیمان نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔  
 ”کیا بک رہے ہو باورچی کی اولاد“..... عمران نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔ چوہان اور صفدر بھی حیرت سے سلیمان کو دیکھ رہے تھے۔

”ٹھیک کہہ رہا ہوں صاحب۔ دوسرے ملکوں میں باورچیوں کی ہزاروں ڈالر تنخواہ ہوتی ہے۔ میرے مرحوم چچا کی تانگی کا پوتا اکیسویں میں پانچ ہزار ڈالر لے رہا ہے۔ آپ سے میں پانچ نہیں صرف چار ہزار ڈالر لوں گا“..... سلیمان نے حتمی لہجے میں کہا۔

”دماغ خراب ہے تمہارا۔ یہ اکیسویں نہیں ہے۔ پھر میں بھی پردیس میں اور خالی جیب ہوں۔ میں تمہیں صرف تین ہزار ڈالر

”کوشش کرو مشہدی۔ یہ بہت ضروری ہے۔ میں یہودیوں کو کوئی خطرناک قدم اٹھانے سے پہلے ہی فنا کرنے کا عزم لے کر آیا ہوں۔“ عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔  
 ”آل رائٹ۔ میں ایک ڈیڑھ گھنٹہ بعد آپ کو رپورٹ دے سکوں گا“..... مشہدی نے کہا۔

”گڈ۔ اگر گورڈن آج ہی ہمارے ہاتھ آ جائے تو ہم صبح سے پہلے جولیا کو بھی ولسن کی گرفت سے آزاد کرا سکتے ہیں اور گورڈن یقیناً ولسن کے ٹھکانے سے بھی واقف ہو گا“..... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ آپ فورڈ کے بتائے ہوئے ایڈریس پر گئے تھے۔ کیا وہاں مس جولیا نہیں ملیں“..... مشہدی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”نہیں۔ ولسن کو ہماری جانب سے حملے کا اندیشہ تھا اس لئے وہ ہمارے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی جولیا کو وہاں سے اپنے کسی دوسرے ٹھکانے پر لے گیا۔ باقی تفصیل بعد میں بتاؤں گا۔ تم پہلے ہی ہدایات پر عمل کرو“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور رسیور یڈل پر رکھ دیا۔ چند منٹ بعد سلیمان چائے لے آیا۔ وہ چائے کے برتن میز پر رکھ کر خاموشی سے ایک طرف کھڑا ہو گیا۔

”اور کوئی حکم صاحب۔ صبح ناشتے میں کیا پسند کریں گے۔“ سلیمان نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

دے سکتا ہوں“..... عمران نے منہ بتاتے ہوئے کہا تو صفدر اور چوہان حیران رہ گئے۔

”ٹھیک ہے صاحب۔ میں بھی آپ کی طرح پردیسی ہوں اس لئے تین ہزار ہی سہی۔ لائیے“..... سلیمان نے سر جھٹکتے ہوئے یوں کہا جیسے عمران پر احسان کر رہا ہو۔ ساتھ ہی اس نے عمران کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔

”عمران صاحب۔ اتنی زیادہ تنخواہ۔ یہ تو تقریباً دو لاکھ چالیس ہزار روپے بنتی ہے“..... چوہان نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ تین ہزار ڈالر ماہانہ کا مطلب ہے سو ڈالر روزانہ۔ چنانچہ اسے صرف ایک دن کی تنخواہ سو ڈالر دوں گا کیونکہ صبح اسے واپس پاکستان بھیجوں گا اور باقی دنوں کی تنخواہ وہی پہلے والی یعنی دو ہزار روپے دوں گا“..... عمران نے بڑے اطمینان سے کہا تو سلیمان بے اختیار اچھل پڑا۔

”نہیں صاحب۔ یہ زیادتی ہے۔ میں پورا مہینہ یہاں آپ کی خدمت کروں گا“..... سلیمان نے یکدم گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ہرگز نہیں۔ تمہاری تنخواہ بہت زیادہ ہے۔ میں مشہدی کے ملازم سے کام چلاؤں گا“..... عمران نے حتیٰ لہجے میں کہا۔

”کیا یہ آپ کا آخری فیصلہ ہے یا آپ مذاق کر رہے ہیں۔“

سلیمان نے چوٹکتے ہوئے پوچھا۔

”قطعی آخری۔ میں مرنے کی حد تک سنجیدہ ہوں“..... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے پھر۔ میرا بھی اٹل فیصلہ سن لیں صاحب“۔ سلیمان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”کون سا اٹل فیصلہ“..... عمران نے اسے گھورتے ہوئے تیزی سے پوچھا۔

”یہی کہ میں یہاں بغیر تنخواہ کے کام کروں گا۔ اپنے اخراجات کے لئے میں یہاں کسی دربار پر جا کر بھیک مانگا کروں گا اور آپ پر بوجھ نہیں بنوں گا“..... سلیمان نے کہا اور پلٹ کر کمرے سے نکل گیا جبکہ چوہان اور صفدر بے اختیار ہنسنے لگے۔ اسی لمحے عمران کے وائچ ٹرانسمیٹر پر سگنل موصول ہوا تو اس نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو عمران۔ تنویر کالنگ۔ اوور“..... ٹرانسمیٹر سے تنویر کی آواز سنائی دی۔

”ہیں تنویر۔ عمران انڈنگ یو۔ اوور“..... عمران نے جلدی سے کہا۔

”ابھی ابھی ایک گاڑی جنگل میں داخل ہوئی ہے۔ اس میں دو مقامی افراد سوار تھے۔ اوور“..... دوسری طرف سے تنویر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ وہ اندر اپنے ساتھیوں کی لاشیں دیکھ کر فوراً ہی

وہاں سے روانہ ہوں گے۔ ان کا تعاقب کرنا۔ اوور..... عمران نے کہا۔

”گاڑی کے بغیر کیسے تعاقب ہوگا۔ اس وقت دو بج چکے ہیں۔ ٹیکسی بھی نہیں مل سکتی۔ اوور..... تنویر نے ناگوار لہجے میں کہا تو عمران کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا اور پھر وہ تیزی سے تنویر کو ہدایات دینے لگا۔

کافی پینے کے بعد ولسن اپنی کرسی سے اٹھنے ہی لگا تھا کہ اس کے لائٹرنما ٹرانسمیٹر سے سگنل کی مخصوص آواز ابھری تو وہ چونکتا ہوا پھر کرسی پر بیٹھا اور میز پر رکھا لائٹرنما ٹرانسمیٹر اٹھا کر آن کر دیا۔ یہی خاموشی سے ولسن کی طرف دیکھ رہی تھی۔

”ہیلو باس۔ مائیکل کالنگ۔ اوور..... ٹرانسمیٹر سے مائیکل کی آواز سنائی دی۔

”ایس مائیکل۔ ولسن رسیونگ یو۔ اوور..... ولسن نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”باس۔ ہم نے بیگر اور پال کے قاتل کی گاڑی کی تلاش میں شہر کے تمام ہوٹل چھان مارے ہیں مگر کسی ہوٹل کے اندر یا باہر وہ گاڑی نظر نہیں آئی۔ اوور..... دوسری طرف سے مائیکل نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ نرم اور دوستانہ انداز میں بات کرنا تاکہ اس کی اصل آواز کا تمہیں اندازہ ہو سکے۔ البتہ ریوالور ساتھ لے جانا۔ بڑی خطرناک عورت ہے۔ پوائنٹ ون پر اس کے ہاتھوں ہمارا ایک آدمی کارل ہلاک ہو چکا ہے“..... ولسن نے ہدایات دیتے ہوئے کہا تو پیگی نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا اور دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے ولسن کے کمرے سے باہر آ کر دروازہ بند کیا۔ پھر اس نے برآمدے میں آ کر وہاں کھڑے گاڑے سے اس کا ریوالور لیا اور واپس راہداری میں آ کر آخری کمرے کی طرف بڑھنے لگی۔ آخری کمرے کا دروازہ باہر سے بند تھا۔ اس نے دروازہ کھولا اور کمرے میں داخل ہوئی تو وہ چونک پڑی۔ ایک سوئس نژاد عورت سامنے والی دیوار سے پشت لگائے بیٹھی تھی۔ اس کے ہاتھ پشت پر تھے اور منہ پر ٹیپ چسکی ہوئی تھی۔

پگی سمجھ گئی کہ یہی جولیہ ہے۔ اس نے دروازہ بند کرتے ہوئے ریوالور کا رخ جولیہ کی طرف کیا اور آگے بڑھی۔ جولیہ سے چند فٹ کے فاصلے پر پہنچ کر وہ رک گئی۔ جولیہ غور سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ پیگی کو حیرت تھی کہ باس کے بیان کے برعکس جولیہ ہوش میں تھی۔

”ہیلو جولیہ۔ تم ٹھیک ہو“..... پیگی نے مسکراتے ہوئے جولیہ سے کہا اور ہاتھ بڑھا کر جولیہ کے منہ سے ٹیپ اتار دی۔

”ہونہ۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ آدمی کسی بنگلے یا مکان میں فورڈ کو لے گیا ہے۔ اور“..... ولسن نے چوکتے ہوئے کہا۔

”لیس باس۔ ظاہر ہے وہ فورڈ کو اغوا کر کے ہوٹل میں تو نہیں لے جا سکتا۔ اور“..... مائیکل نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم واپس اپنے ٹھکانے پر پہنچو اور میری اگلی ہدایات کا انتظار کرو۔ اور اینڈ آل“..... ولسن نے سر جھٹکتے ہوئے آخر میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”پیگی۔ تم لاگ اپ میں جاؤ۔ جولیہ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں اور منہ پر ٹیپ چسکی ہوئی ہے۔ اسے ہوش میں لا کر اور اس کے منہ سے ٹیپ اتار کر اس سے باتیں کرو۔ تمہیں اس کی آواز اور لب و لہجہ اپنانا ہے“..... ولسن نے پیگی سے کہا۔

”اوہ۔ کیا مجھے اس کا رول ادا کرنا ہے باس“..... پیگی نے چوکتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں۔ اس کے ساتھیوں تک پہنچنے کے لئے میں نے یہی پلان بنایا ہے۔ تمہیں جولیہ کے لب و لہجے کی مکمل نقل کرنی ہے۔ جسمانی طور پر تم جولیہ سے مطابقت رکھتی ہو اور تمہیں پاکیشیائی زبان بھی آتی ہے۔ تم نے چند منٹ جولیہ کے پاس گزارنے ہیں۔ اس کے بعد میں جولیہ سے اس کے ساتھیوں کے بارے میں پوچھ گچھ کروں گا“..... ولسن نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”رائٹ سر۔ کیا اس کے ساتھ منتی کرنی ہے“..... پیگی نے کرسی



”لیں۔ تم کون ہو“..... جولیا نے سپاٹ سی آواز میں کہا۔ وہ پیکی کے ہاتھ میں موجود ریوالور سے ذرا بھی خائف نہیں تھی۔

”میرا نام پیکی ہے۔ باس نے مجھے تمہاری خیریت معلوم کرنے کے لئے بھیجا ہے“..... پیکی نے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

”تمہارا باس کہاں ہے۔ مجھے یہاں کیوں بند کیا گیا ہے۔“

جولیا نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”باس تم سے تمہارے ساتھیوں کے بارے میں پوچھ گچھ کرنا چاہتا ہے۔ وہ تھوڑی دیر بعد آئے گا۔ تمہیں کسی چیز کی ضرورت تو نہیں ہے۔ کیا تم وہی پسند کرو گی“..... پیکی نے نرم لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ میں شراب نہیں پیتی۔ البتہ پانی پلا دو۔ مجھے پیاس لگی ہے“..... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ ابھی بھجواتی ہوں۔ تمہارے ساتھ کوئی زیادتی تو نہیں کی گئی۔ میرا مطلب ہے تشدد وغیرہ“..... پیکی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”فی الحال تو کسی نے جرأت نہیں کی اور اب کسی نے ایسا کیا تو دیکھا جائے گا“..... جولیا نے لا پرواہی سے کہا۔

”تمہارے کندھے پر زخم کیسے آیا۔ خون زیادہ تو نہیں نکلا۔“

پیکی نے ہمدردانہ لہجے میں پوچھا۔

”تم کھڑی کیوں ہو پیکی۔ بیٹھ جاؤ۔ کیا تمہیں مجھ سے کوئی خطرہ ہے“..... جولیا نے جواب دینے کی بجائے کہا۔

”نہیں تو۔ باس نے کہا ہے کہ تم بے حد خطرناک ہو اس لئے احتیاط ضروری ہے“..... پیکی نے ہنس کر کہا اور فرش پر بیٹھ گئی۔ اس کے ریوالور کا رخ اب بھی جولیا کی طرف تھا۔

”سنا ہے تم نے کارل کو قتل کیا ہے“..... پیکی نے نارل لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ اس نے مجھ پر خنجر سے حملہ کیا تھا۔ یہ زخم بھی اسی ہنگامے کے دوران آیا تھا“..... جولیا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا جبکہ پیکی کو جولیا کے اطمینان پر حیرت ہو رہی تھی۔

”کیا تم باس کو اپنے ساتھیوں کا ایڈریس بتاؤ گی“..... پیکی نے پوچھا۔

”مجھے اپنے ساتھیوں کے بارے میں کچھ بھی علم نہیں ہے۔ اگر تمہارا باس مجھ پر تشدد بھی کرے تو میں کچھ نہ بتا سکوں گی۔ یہ بتاؤ کہ یہ کون سی جگہ ہے“..... جولیا نے جواب دینے کے بعد پوچھا۔

”سوری۔ یہ میں نہیں بتا سکتی۔ میں باس کو بھیجتی ہوں۔ اسی سے پوچھ لیتا“..... پیکی نے معذرت کرتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑی ہوئی لیکن جونہی اس نے پلٹ کر دروازے کی طرف قدم بڑھایا اس کے ہاتھ سے ریوالور نکل گیا اور وہ کراہتی ہوئی منہ کے بل فرش پر آ گری۔ اضطراری طور پر اس کے دونوں ہاتھ فرش پر ٹک گئے تھے ورنہ اس کا چہرہ فرش سے ٹکرا کر زخمی ہو جاتا۔ اس نے تیزی سے خود کو سنبھالا اور پلٹ کر جولیا کی طرف دیکھا تو

جھانکتے ہوئے پوچھا۔

”دس بارہ افراد ہیں۔ وہ تمہیں فرار نہیں ہونے دیں گے۔“

ہیگی نے چونکتے ہوئے کہا۔

”دیکھا جائے گا۔ تم ایڈریس بتاؤ۔“..... جولیا نے لاپرواہی سے

سر جھٹکتے ہوئے کہا تو ہیگی نے ایڈریس بتا دیا۔

”ولن کس کمرے میں ہے؟“..... جولیا نے پوچھا۔

”پہلے کمرے میں۔ کیا تم اس کے کمرے میں جانا چاہتی ہو۔“

ہیگی نے جواب دیتے ہوئے پوچھا۔

”شاید۔ اب آخری سوال۔ تمہیں ولن نے میرے پاس کیوں

بھیجا ہے؟“..... جولیا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

”معلوم نہیں۔ اس نے صرف یہ کہا تھا کہ میں تمہاری خیریت

معلوم کروں۔“..... ہیگی نے آہستہ سے کہا۔

”جھوٹ۔ میں نے کارل کو قتل کیا ہے۔ پھر وہ میرا ہمدرد کیسے

ہو سکتا ہے؟“..... جولیا نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”جب میں نے تمہارے تمام سوالوں کے بالکل درست جواب

دے دیئے ہیں تو اب کیوں جھوٹ بولوں گی؟“..... ہیگی نے گہرائے

ہوئے لہجے میں کہا۔

”میرا اندازہ ہے کہ وہ تمہیں میرے میک اپ میں میرے ساتھیوں

کے پاس بھیجتا چاہتا ہے اور تم میری آواز اور حرکات و سکنات کا

جائزہ لینے آئی ہو۔“..... جولیا نے اس کے چہرے پر نگاہیں گاڑتے

حیرت و خوف سے اس کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔ جولیا کے ہاتھ

آزاد تھے اور وہ ہیگی کا ریوالور اٹھا کر اس پر تان چکی تھی۔

”اوہ۔ تمہارے ہاتھ کیسے کھل گئے۔ ابھی تو بندھے ہوئے

تھے۔“..... ہیگی نے فرش سے اٹھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں

کہا۔

”آہستہ بولو ہیگی۔ ہاتھ بلند کرلو۔ میں تمہیں قتل نہیں کرنا چاہتی

لیکن تم نے کسی کو متوجہ کرنے یا شور مچانے کی کوشش کی تو تمہارا

انجام کارل سے مختلف نہیں ہوگا۔“..... جولیا نے انتہائی سرد لہجے میں

کہا جس نے ہیگی کا رخ دروازے کی طرف ہوتے ہی یکدم اپنی

جگہ سے اٹھ کر ہیگی کی کمر میں لات ماری تھی اور اس کے اٹھنے

سے پہلے ہی اس کے ریوالور پر قبضہ کر لیا تھا۔ جولیا کی دھمکی سن کر

ہیگی کا چہرہ خوف سے زرد ہو گیا اور اس نے ہاتھ بلند کر لئے۔

”میں تم سے چند سوالوں کے جواب چاہتی ہوں۔ اگر زندہ

رہنے کی خواہش ہے تو جھوٹ مت بولنا۔“..... جولیا نے ہیگی کی

طرف بڑھتے ہوئے کہا اور قریب پہنچ کر اس نے ہیگی کے سینے

سے ریوالور کی نال لگا دی تو ہیگی کا جسم لرز کر رہ گیا۔

”کک۔ کون سے سوال۔“..... ہیگی نے خوف سے ہکلاتے

ہوئے کہا۔

”یہ عمارت کس جگہ پر واقع ہے اور یہاں تمہارے پاس کے

علاوہ کتنے افراد موجود ہیں؟“..... جولیا نے ہیگی کی آنکھوں میں

ہوئے سخت لہجے میں کہا تو پیکی کا منہ حیرت سے کھل گیا۔

”شش۔ شاید تم درست سمجھی ہو۔ لیکن تم اپنی زندگی خطرے میں مت ڈالو۔ باہر میرے کئی ساتھی موجود ہیں۔ وہ تمہیں دیکھتے ہی بھون ڈالیں گے“..... پیکی نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

”مشورے کا شکریہ۔ لیکن مجھے اپنی زندگی کی پروا نہیں ہے۔ تم اپنی زندگی کی فکر کرو“..... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کک۔ کیا مطلب“..... پیکی نے جولیا کے لہجے میں سفاکی محسوس کر کے دہشت زدہ لہجے میں کہا۔

”مطلب واضح ہے۔ میں تنہا باہر گئی تو تمہیں قتل کر کے جاؤں گی تاکہ تم کسی کو بتا نہ سکو۔ البتہ تم میرے ساتھ باہر چلو تو میں تمہیں زندہ چھوڑ جاؤں گی۔ چلو باہر نکلو“..... جولیا نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو پیکی پلٹ کر دروازے کی طرف بڑھی مگر دوسرے ہی لمحے وہ یکدم بجلی کی سی تیزی سے واپس جولیا کی طرف مڑی اور ساتھ ہی جولیا کے ریوالور والے ہاتھ پر ہاتھ مار دیا۔ جولیا کے ہاتھ سے ریوالور گر گیا اور پیکی نے فوراً ہی دوسرے ہاتھ کا مکا جولیا کے چہرے پر مارنے کی کوشش کی لیکن جولیا نے تیزی سے اپنا سر جھکا لیا اور پیکی کا مکا اس کے سر کے اوپر سے گزر گیا۔ اگلے ہی لمحے جولیا نے نیچے سے اپنا داہنا گھٹنا اس کے پیٹ میں مار دیا۔ اگرچہ یہ ضرب خاصی شدید تھی لیکن پیکی کراہتی ہوئی جھکی اور جولیا کو اپنے بازوؤں میں لیتے ہوئے فرش پر آگری۔

اگلے ہی لمحے وہ جولیا کے سینے پر سوار ہو چکی تھی۔ اس نے جولیا کے چہرے پر گھونسا مارا اور جولیا کے منہ سے کراہ نکل گئی۔ پیکی نے دوسرا گھونسا مارنے کی کوشش کی مگر جولیا نے دونوں ہاتھوں سے اس کی گردن دبوچی اور اسے جھکے سے بائیں جانب گراتے ہوئے بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ پیکی بھی سنجھل کر اٹھی ہی تھی کہ جولیا کا داہنا ہاتھ اس کی گردن پر تلوار کی مانند پڑا۔ کھڑی ہتھیلی کے وار نے پیکی کی گردن کی ہڈی توڑ دی اور وہ مردہ چھپکلی کی طرح فرش پر ڈھیر ہوتی چلی گئی۔ کراٹے کی ضرب نے پیکی کے جسم اور روح کا سلسلہ منقطع کر دیا تھا۔

جولیا نے پلٹ کر فرش سے اس کا ریوالور اٹھا لیا۔ اسے پیکی کے مرنے کا کوئی افسوس نہ تھا اور وہ اسے ڈھال بنا کر کمرے سے باہر نکلتا چاہتی تھی لیکن پیکی نے اس پر حملہ کر کے اپنی موت کو خود دعوت دی تھی۔ جولیا نے دروازے کے پاس آ کر آہستہ سے دروازہ کھولا اور ذرا سا چہرہ باہر نکال کر برآمدے کی طرف دیکھا لیکن برآمدے تک راہداری سنسان پڑی تھی۔ اس نے دروازہ بند کیا اور سامنے والی دیوار کے پاس آ گئی۔ وہ چاہتی تھی کہ باہر نکلنے سے پہلے عمران کو اس عمارت کا ایڈریس بتا دے۔ ہو سکتا ہے وہ دوبارہ پھنس جائے۔ چنانچہ اس نے واج ٹرانسمیٹر پر عمران کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو عمران۔ جولیا کالنگ۔ اوور“..... جولیا نے عمران کو کال

کرتے ہوئے کہا۔

”لیس جان عمران۔ عمران انڈنگ یو۔ اور“..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی۔

”سنجیدہ رہو۔ میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ اور“۔ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”بڑی بے وفا ہو۔ تم یہودیوں کی قید میں ہو مگر میرے لئے تمہارے پاس چند منٹ بھی نہیں ہیں۔ افسوس صد افسوس۔ اور“۔ دوسری طرف سے عمران نے شکایت بھرے لہجے میں کہا تو جولیا بے اختیار مسکرانے لگی۔

”سنو۔ میں نے پیکی کو ہلاک کر دیا ہے۔ اور“..... جولیا نے کہا۔

”یا اللہ خیر۔ یہ تم پر خون کب سے سوار ہوا ہے۔ تم تو ہلاکو خان کی پوتی بنتی جا رہی ہو۔ اور“..... عمران نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”پیکی کو اس کے باس ولسن نے میرے پاس بھیجا تھا تاکہ وہ میری آواز کی نقل کر سکے۔ ولسن، پیکی کو میرے میک اپ میں باہر بھیجتا چاہتا تھا تاکہ تم لوگ اسے جولیا سمجھ کر اپنے ٹھکانے پر لے جاؤ۔ میں نے اس پر قابو پا کر پوچھ گچھ کی تھی اور اس عمارت کا ایڈریس بھی معلوم کیا تھا جہاں میں موجود ہوں۔ اور“..... جولیا نے تیزی سے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور ایڈریس بتا دیا۔

”ویری گڈ۔ کیا ولسن اس عمارت میں موجود ہے۔ اور“۔ عمران نے سنچیدہ لہجے میں پوچھا۔

”ہاں۔ یہاں دس بارہ آدمی موجود ہیں۔ ہو سکتا ہے مجھے فرار ہونے میں کامیابی نہ ہو اس لئے میں نے تمہیں ایڈریس بتا دیا ہے۔ اب میں باہر نکلنے کی کوشش کرتی ہوں۔ اور“..... جولیا نے کہا۔

”نہیں۔ ہم تمہاری طرف روانہ ہو رہے ہیں۔ تم خود کو خطرے میں مت ڈالو۔ اور“..... عمران نے جلدی سے کہا۔

”یہ ضروری ہے عمران۔ ہو سکتا ہے پیکی نے غلط ایڈریس بتا دیا ہو اور تم دوسری جگہ پہنچ جاؤ۔ اور“..... جولیا نے اصرار کرتے ہوئے کہا۔

”بہر حال جو بھی قدم اٹھاؤ سوچ سمجھ کر اٹھانا۔ اور اینڈ آل“۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ جولیا نے بھی ٹرانسمیٹر آف کیا اور دروازے کی طرف بڑھی۔ اس نے تھوڑا سا دروازہ کھول کر باہر جھانکا تو برآمدے کی طرف ایک آدمی آتا دکھائی دیا تو جولیا نے جلدی سے دروازہ بند کر بولٹ چڑھا دیا۔ باہر سے قدموں کی آہٹیں قریب آتی محسوس رہی تھیں۔ جولیا دروازے کے ساتھ ہی دیوار سے لگ کر کھڑی گئی۔ آہٹیں قریب آ کر رکیں اور آہستہ سے دستک دی گئی۔

”کون“..... جولیا نے پیکی کی آواز کی نقل کرتے ہوئے پوچھا

”جیمز ہوں مس پیگی۔ کیا ریوالور فارغ ہو گیا ہے؟“..... باہر کھڑے شخص نے پوچھا۔

”ہاں جیمز۔ ایک منٹ ٹھہرو“..... جولیا نے پیگی کی آواز میں کہا اور پیگی کی لاش کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے پیگی کی لاش اس کی ٹانگوں سے پکڑی اور گھسیٹ کر دروازے کے پاس لے آئی۔ اس نے لاش دروازے کی آڑ میں ڈالی اور پھر دروازے کا بولٹ گرا کر دروازے کی اوٹ میں ہو گئی۔

”اندر آ جاؤ جیمز“..... جولیا نے کہا تو جیمز دروازہ کھول کر اندر آیا اور اس نے ادھر ادھر دیکھا ہی تھا کہ جولیا نے آڑ سے نکل کر اس کی کپٹی پر ریوالور کی نال رکھ دی۔

”خبردار۔ ہاتھ بلند کر لو ورنہ فائر کر دوں گی“..... جولیا نے کسی ناگن کی طرح پھنکارتی ہوئی آواز میں کہا تو جیمز بے اختیار اچھل پڑا۔ اس نے کن انکھیوں سے جولیا کی طرف دیکھا اور خوفزدہ ہو کر ہاتھ بلند کر لئے۔

”سامنے والی دیوار کی طرف چلو۔ کوئی غلط حرکت کرنے یا پلٹ کر دیکھنے کی کوشش کی تو گولی مار دوں گی“..... جولیا نے تحمانہ لہجے میں کہا تو جیمز دیوار کی طرف بڑھا اور جولیا نے دوسرے ہاتھ سے دروازہ بند کر دیا۔ پھر وہ آگے بڑھی اور کمرے کے وسط میں رک گئی۔ جیمز دیوار کے پاس پہنچ کر رک گیا۔ جولیا اس سے تین چار قدم کے فاصلے پر تھی۔

”کیا۔ کیا تم نے پیگی کو ہلاک کر دیا ہے؟“..... جیمز نے پلٹے بغیر خوفزدہ لہجے میں پوچھا۔ شاید اس نے پیگی کی لاش دیکھ لی تھی۔

”ہاں۔ اس کی صرف گردن توڑی ہے لیکن تمہاری کھوپڑی میں سوراخ کر دوں گی۔ اگر زندہ رہنے کی خواہش ہے تو میرے چند سوالوں کے جواب دو“..... جولیا نے سرد لہجے میں کہا۔

”پپ۔ پوچھو۔ تم نے پیگی کو کیوں قتل کیا ہے؟“..... جیمز نے خوفزدہ لہجے میں پوچھا۔

”اس نے میرے ایک سوال کا جواب غلط دیا تھا۔ اگر تم نے بھی جھوٹ بولا تو تمہیں پیگی کے پاس جہنم میں پہنچا دوں گی۔ بولو۔ یہ عمارت کس جگہ پر ہے۔ پورا ایڈریس بتاؤ“..... جولیا نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا۔

”انڈسٹریل ایریا۔ تھرڈ سٹریٹ۔ بنگلہ نمبر تھرٹی سیون“..... جیمز نے آہستہ آہستہ جواب دیتے ہوئے کہا تو جولیا نے اطمینان کا گہرا سانس لیا کیونکہ پیگی نے بھی یہی ایڈریس بتایا تھا۔

”تمہارا باس کس کمرے میں ہے؟“..... جولیا نے پوچھا۔

”وہ موجود نہیں ہے“..... جیمز نے جواب دیا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔

”جھوٹ مت بولو۔ پیگی کے بیان کے مطابق وہ اپنے کمرے میں موجود ہے“..... جولیا نے غراتے ہوئے دھیم لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ اس وقت تھا جب پیگی مجھ سے ریوالور لائی تھی۔ دو

جولیا نے کوئی لمحہ ضائع کئے بغیر دائیں جانب والے کمرے کا دروازہ کھولا اور کمرے میں تاریکی دیکھ کر اندر گھس گئی۔ اندر داخل ہوتے ہی اس نے دروازہ آہستہ سے بند کر دیا۔ قدموں کی آہٹیں قریب آئیں اور دروازے کے سامنے سے گزر گئیں۔ آہٹوں سے لگتا تھا کہ وہ دو افراد تھے۔ جولیا نے پلٹ کر کمرے کا جائزہ لینے کی کوشش کی لیکن کمرے میں اتنی گہری تاریکی تھی کہ ہاتھ کو ہاتھ بھائی نہ دے رہا تھا۔ بہر حال جولیا کے اندازے کے مطابق کمرے میں اس کے سوا کوئی نہ تھا۔ چنانچہ وہ دروازے سے کان لگا کر باہر کی آوازیں سننے کی کوشش کرنے لگی۔ چند لمحوں بعد ہی راہداری کے اختتام کی طرف سے کسی کے دوڑتے قدموں کی آہٹیں بلند ہونے لگیں تو جولیا سمجھ گئی کہ اس طرف جانے والوں نے لاک اپ میں بیگی اور جیمز کو دیکھ لیا ہے۔

”کیا ہوا ڈینس“..... دفعتاً راہداری میں ایک تیز آواز گونجی۔  
 ”لاک اپ میں بیگی کی لاش پڑی ہے فورک۔ جیمز بے ہوش ہے اور جولیا غائب ہے“..... دوسری آواز سنائی دی اور قدموں کی آہٹیں بند ہو گئیں۔

”اوہ۔ کیا جولیا فرار ہو گئی ہے“..... پہلے شخص نے چیخنے ہوئے لہجے میں کہا جس کا نام فورک لیا گیا تھا۔

”ہاں۔ وہ لاک اپ میں نہیں ہے تو یقیناً نکل گئی ہوگی۔ تم نے ہمیں دیر سے بھیجا“..... ڈینس نامی شخص نے جواب دیتے ہوئے

تین منٹ پہلے وہ اپنی گاڑی میں چلا گیا ہے“..... جیمز نے سر ہلاتے ہوئے کہا تو جولیا اس کی طرف بڑھی۔

”کہاں گیا ہے۔ اس جگہ کا ایڈریس بتاؤ“..... جولیا نے جیمز کے عقب میں رکتے ہوئے پوچھا۔

”معلوم نہیں۔ نہ ہی وہ بتا کر گیا ہے۔ کیا تم یہاں سے فرار ہونا چاہتی ہو“..... جیمز نے چوکتی ہوئی آواز میں کہا۔

”ہاں۔ عمارت میں کتنے آدمی ہیں“..... جولیا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”چھ آدمی ہیں۔ تین باس کے ساتھ گئے ہیں۔ تم زندہ بچ کر نہ جا سکو گی“..... جیمز نے جواب دیتے ہوئے کہا تو جولیا نے یکدم ریوالور کا دستہ پوری قوت سے اس کے سر کے عقبی حصے میں مار دیا۔ جیمز کے حلق سے تیز کراہ نکلی اور وہ لڑکھڑاتا ہوا گرا اور اس پر بے ہوشی طاری ہوتی چلی گئی۔ جولیا نے اس کے سر پر ایک اور ضرب لگائی اور پھر پلٹ کر دروازے کی طرف بڑھی۔ اس نے تھوڑا سا دروازہ کھول کر باہر جھانکا اور راہداری میں کسی کو نہ پا کر باہر آ گئی۔ دروازہ بند کر کے وہ برآمدے کی طرف بڑھنے لگی۔ اس کے ہاتھ میں موجود ریوالور کسی بھی خطرے سے نمٹنے کے لئے تیار تھا۔ ابھی وہ برآمدے سے چند قدم پیچھے ہی تھی کہ برآمدے کی طرف سے آہٹیں ابھرنے لگیں تو وہ رک گئی۔ کوئی تیزی سے اس طرف آ رہا تھا۔ راہداری میں چھپنے کی کوئی جگہ نہ تھی۔

”احق ہوتم۔ مجھے تو ابھی باس نے اطلاع دی تھی کہ بیگی اس کی کال رسیو نہیں کر رہی۔ کہیں جولیا نے اس پر قابو نہ پا لیا ہو۔ میں جبر کو دیکھتا ہوں۔ تم دوسرے لوگوں کے ساتھ اسے کمپاؤنڈ میں تلاش کرو۔ یقیناً وہ کہیں چھپی ہوئی ہوگی۔ گیٹ پر کرس کی ڈیوٹی ہے۔ اس سے پوچھو۔ ہری اپ“..... فورک نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا تو جولیا تشویش میں مبتلا ہو گئی۔ وہ لوگ کمپاؤنڈ میں اسے تلاش کرنے کے بعد یقیناً کردوں کو بھی چیک کریں گے۔ فورک اور ڈینس کے قدموں کی آہٹیں دور ہوتی چلی گئیں اور جولیا سوچنے لگی کہ وہ کیا کرے۔ یہاں وہ زیادہ دیر تک محفوظ نہیں رہ سکتی تھی جبکہ اسے باہر نکلنے میں بھی خطرہ تھا۔ فورک کی آواز اس کمرے کے قریب سے ہی سنائی دی تھی۔ یقیناً اس کا کمرہ قریب تھا اور غالباً وہ دوسرے ممبرز کا انچارج تھا۔ اسی لئے ولسن نے اسے بیگی کے بارے میں ہدایات دی تھیں۔

جولیا نے سوچا کہ اگر کمروں کی تلاشی لی گئی تو فورک کے کمرے کو چیک نہیں کیا جائے گا۔ چنانچہ اس نے آہستہ سے تھوڑا سا دروازہ کھول کر باہر جھانکا تو راہداری میں کوئی نہ تھا اور سامنے والے کمرے کا دروازہ نصف سے زیادہ کھلا ہوا تھا۔ اس میں روشنی اور فرنیچر نظر آ رہا تھا۔ یقیناً وہی فورک کا کمرہ تھا۔ چنانچہ جولیا دبے پاؤں کمرے سے باہر آئی اور دروازہ آہستہ سے بند کر کے سامنے

وڑے کمرے میں داخل ہو گئی۔ اس کمرے میں بائیں جانب ایک آفس ٹیبل پر ٹیلی فون، انٹرکام اور دوسرا سامان رکھا تھا۔ میز کے عقب میں ایک کرسی رکھی ہوئی تھی۔ میز سامنے کی جانب سے بند تھی اور اس کے آگے دو کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔

جولیا تیزی سے میز کی دوسری جانب آئی اور میز کے نیچے بیٹھ گئی اور پھر توجہ سے باہر کی آوازیں سننے کی کوشش کرنے لگی۔ دروازہ نصف کھلا تھا اور باہر سے دوڑتے بھاگتے قدموں کی آہٹیں ابھر رہی تھیں۔ جولیا میز کی سائیڈ سے دروازے کی طرف دیکھ رہی تھی۔ چند لمحوں بعد ایک بلکانوی شکل و صورت کا شخص تیزی سے اندر آیا اور میز کی طرف بڑھنے لگا۔ جولیا نے چہرہ پیچھے ہٹا لیا تھا۔ وہ شخص میز کے آگے آ کر رکا اور چند لمحوں بعد اس کی آواز بلند ہوئی تو جولیا پہچان گئی کہ وہ فورک ہی ہے۔

”ہیلو باس۔ فورک کالنگ۔ اوور“..... فورک ٹرانسمیٹر پر کال کر رہا تھا۔

”لیس فورک۔ ولسن رسیونگ یو۔ اوور“..... چند لمحوں بعد ولسن کی آواز سنائی دی۔

”باس۔ غضب ہو گیا۔ بیگی کو جولیا نے قتل کر دیا ہے۔ اوور“۔ فورک نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”کیا۔ تم فوراً اس سوئس کتیا کو شوٹ کر دو۔ اوور“..... ولسن کی چیخنی ہوئی آواز ابھری۔

”باس۔ وہ۔ وہ فرار ہو گئی ہے لاک اپ سے۔ اوور۔“ فورک نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ کیا بک رہے ہو فورک۔ وہ کیسے فرار ہو سکتی ہے۔ کیا تمہارے ساتھی سو رہے تھے یا جولیا نے جادو سے انہیں اندھا کر دیا تھا۔ اوور۔“..... دوسری طرف سے ولسن نے غضبناک لہجے میں کہا۔

”نوسر۔ ہو سکتا ہے وہ عمارت میں کہیں چھپ گئی ہو۔ ہمارے ساتھی اسے تلاش کر رہے ہیں۔ آپ کے حکم پر میں نے دو آدمیوں کو لاک اپ میں بھیجا تو اندر پیکی کی لاش پڑی تھی۔ غالباً جولیا نے اس کی گردن کی ہڈی توڑی تھی جبکہ جیمز بے ہوش پڑا تھا۔ اس کا ریوالور بھی غائب تھا اور اس کے سر پر گولز کا نشان ظاہر کرتا ہے کہ اس کے سر پر ریوالور کے دستے سے ضرب لگائی تھی جس سے وہ بے ہوش ہو گیا۔ نجانے وہ لاک اپ میں کب اور کیا کرنے گیا تھا۔ اسے ہوش میں لانے کے بعد جولیا کے بارے میں معلوم کروں گا۔ اوور۔“..... فورک نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”جولیا کو ہر قیمت پر تلاش کر کے گولی مار دو فورک۔ اگر وہ بچ کر نکل گئی تو اس کے ساتھی تم لوگوں پر حملہ کر کے ڈیوڈ کی طرح تم سب کو ختم کر دیں گے اور پوائنٹ ون کی طرح ہمارا یہ ٹھکانہ بھی تباہ ہو جائے گا۔ اوور اینڈ آل۔“..... ولسن نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی کمرے میں خاموش پھیل گئی۔ پھر جولیا کو فورک کے قدموں کی آہٹیں سنائی دیں۔ یقیناً وہ کمرے سے باہر جا

ہا تھا۔

”ٹھہرو۔ میں یہاں ہوں۔“..... جولیا نے یکدم میز کی آڑ سے نکلتے ہوئے تحکمانہ لہجے میں کہا اور فورک پر ریوالور تان لیا۔ فورک، جولیا کی آواز سن کر اس طرح اچھل پڑا جیسے اس کے قریب ہی دھماکا ہوا ہو۔ اس نے تیزی سے پلٹ کر جولیا کی طرف دیکھا اور حیرت کی شدت سے اس کی آنکھیں پھیل گئیں۔

”ہاتھ بلند کر لو فورک ورنہ کھوپڑی اڑا دوں گی۔“..... اس کے سنبلنے سے پہلے ہی جولیا نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو اس کی آواز میں چھپی سفاکی محسوس کر کے فورک کے ہاتھ بلند ہوتے چلے گئے۔ ٹھیک اسی لمحے باہر سے ایک چیخ بلند ہوئی اور جولیا چونک پڑی۔ باہر سے دوڑتے بھاگتے قدموں کی آہٹیں بلند ہونے لگی تھیں۔ جولیا کی نگاہیں فورک پر جمی ہوئی تھیں۔ چند لمحوں بعد ایک اور چیخ سنائی دی تو فورک خوفزدہ دکھائی دینے لگا اور پھر کوئی دوڑتا ہوا کمرے کے قریب پہنچا تو جولیا نے ایک لمحہ کے لئے کھلے دروازے کی طرف دیکھا۔ جولیا کو غیر متوجہ پا کر فورک نے تیزی سے ہاتھ نیچے کر کے اپنی جیب میں ڈالا لیکن جولیا غافل نہیں تھی۔

”خبردار۔ میں فائر کر دوں گی۔“..... جولیا نے یکدم چیخنے ہوئے کہا تو فورک نے گھبرا کر ہاتھ بلند کر لیا۔ اسی لمحے ایک آدمی دوڑتا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں سائیلنسرڈ ریوالور تھا اور شکل سے وہ بھی فورک کی طرح بگائونٹی لگتا تھا۔



ان دونوں میں سے ایک نے کہا تو جولیا نے اس کی آواز سن کر اسے پہچان لیا۔ وہ صغیر تھا اور یقیناً دوسرا آدمی چوہان تھا۔  
 ”آخری کمرے میں بھی ایک آدمی بے ہوش پڑا ہے۔“ چوہان نے جلدی سے کہا۔

”اسے میں نے بے ہوش کیا تھا۔ اس کا نام جیمز ہے۔“ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
 ”آپ کیسی ہیں مس جولیا۔“ صغیر نے جولیا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”پہلے سے زیادہ ظالم اور سنگدل ہو گئی ہے۔ پوائنٹ ون کے بعد اس جگہ بھی اس نے ایک خون کر دیا ہے۔ مجھے تو لگتا ہے کسی وقت یہ مجھے بھی گولی مار کر میرے بچوں کو یتیم کر دے گی۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بکومت۔ فورک کو سنبھالو۔ تم نہ آتے تو میں اسے بھی ختم کر دیتی۔“ جولیا نے مصنوعی غصے سے عمران کو ڈانٹتے ہوئے کہا تو چوہان نے بھی فورک کو ریوانور سے کور کر لیا جو بے حد خوفزدہ دکھائی دے رہا تھا۔

”یہ کون ہے مس جولیا۔“ چوہان نے جولیا سے پوچھا۔

”یہاں کا انچارج۔ ابھی اس نے ولسن کو ٹرانسمیٹر پر میرے بارے میں رپورٹ دی تھی اور ولسن نے اسے حکم دیا ہے کہ مجھے ہر قیمت پر تلاش کر کے گولی مار دے اس لئے میں نے اسے کور کر لیا

”خبردار۔ ریوالور پھینک دو ورنہ پیشانی میں سوراخ کر دوں گی۔“ جولیا نے فوراً ہی اسے لٹکارتے ہوئے کہا۔

”کر دینا۔ تازہ ہوا تو دماغ کو طے گی۔“ اندر آنے والے نے لاپرواہی سے کہا اور اس کی آواز پہچان کر جولیا بے اختیار اچھل پڑی کیونکہ وہ عمران تھا اور پھر اسی لمحے باہر سے ایک اور چیخ ابھری اور راہداری میں قدموں کی آہٹیں گونجنے لگیں۔ فورک حیرت و خوف سے عمران کی طرف دیکھ رہا تھا جس کے ریوالور کا رخ فورک کی طرف تھا۔

”یہ کون ہے۔“ عمران نے فورک کی طرف دیکھتے ہوئے جولیا سے پوچھا۔

”اس کا نام فورک ہے اور ولسن کی غیر موجودگی میں یہی انچارج ہے۔“ جولیا نے جواب دیا۔

”اوہ۔ تو کیا ولسن یہاں موجود نہیں ہے۔“ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

”وہ کچھ دیر پہلے کہیں گیا ہے۔ فورک کو معلوم ہو گا کہ وہ کہاں ہے۔“ جولیا نے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جہاں سے دو افراد اندر آ رہے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں بے آواز ریوالور تھے اور وہ مقامی نظر آ رہے تھے۔

”کیا ہوا۔“ عمران نے ان کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

”تین آدمی مارے گئے ہیں۔ ایک کو بے ہوش کر دیا ہے۔“

تھا۔ اس کی جیب میں ریوالور ہے“..... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ نے اسے ختم کیوں نہیں کیا“..... صفدر نے فورک کو گھورتے ہوئے جولیا سے کہا اور آگے بڑھ کر فورک کی جیب سے ریوالور نکال لیا۔

”ریوالور پر سائفلنر نہیں تھا ورنہ میں اسے گولی مار چکی ہوتی۔ پھر باہر سے چیخ کی آواز سن کر مجھے یقین ہو گیا تھا کہ تم لوگ یہاں داخل ہو چکے ہو“..... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”شکر ہے کہ تم نے ایک کو تو بخش دیا۔ اگر یہ بھی مارا جاتا تو لسن کے بارے میں ہم کس سے معلومات حاصل کرتے“..... عمران نے چوہان کو مخصوص اشارہ کرتے ہوئے کہا تو چوہان نے فوراً ہی ریوالور کا دستہ فورک کی کپٹی پر مار دیا۔ فورک کراہتا ہوا فرش پر گرا اور بے ہوش ہو گیا۔

”تم لوگ عمارت میں کیسے داخل ہوئے۔ کیا گیٹ پر ان کا کوئی آدمی نہ تھا“..... جولیا نے ریوالور میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

”تھا۔ لیکن ہم جلد آپ تک پہنچنا چاہتے تھے اس لئے جونہی دستک کی آواز پر اس آدمی نے تھوڑا سا گیٹ کھول کر باہر دیکھنے کی کوشش کی عمران صاحب نے اس کے سینے میں گولی اتار دی۔ اس کی چیخ پر عمارت کے عقب اور برآمدے سے چند افراد نے ہم پر فائرنگ شروع کر دی اور ہم نے جوابی فائرنگ کر کے دو کو ختم کر دیا

جبکہ تیسرا زخمی ہونے کے بعد بے ہوش ہو گیا تھا“..... صفدر نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ اب کیا کرنا ہے“..... چوہان نے عمران سے پوچھا۔

”جیمز اور دوسرے بے ہوش زخمی کو ختم کر دو اور فورک کو ساتھ لے چلو۔ میں ذرا عمارت کی تلاشی لے لوں“..... عمران نے انہیں ہدایات دیتے ہوئے کہا اور پلٹ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

تو ڈگی میں کسی قسم کا سامان نہیں تھا۔ البتہ ایک انچ سولے پائپ کا ایک فٹ لمبا ٹکڑا موجود تھا۔ تنویر نے تیزی سے ڈھکن اٹھایا اور ڈگی میں پہلو کے بل دراز ہو کر ڈھکن نیچے کیا اور پھر پائپ کا سرا ڈگی کے ڈھکن اور نچلے حصے کے درمیان پھنسا دیا۔ اس طرح ڈگی پوری طرح بند نہ تھی اور اس میں ایک ڈیڑھ انچ چوڑا خلاء بن گیا تھا جس سے وہ باآسانی باہر دیکھ سکتا تھا۔ یہ ترکیب عمران نے بتائی تھی۔ اپنی سواری نہ ہونے کے سبب اس کے علاوہ اور کوئی ذریعہ نہ تھا جس سے وہ اسرائیلی اینجنوں کے کسی دوسرے ٹھکانے پر پہنچ سکتا۔ محض اس کار میں آنے والے دو افراد کو گرفتار کرنا ہوتا تو وہ انہیں آسانی سے گرفت میں لے سکتا تھا لیکن عمران کا مقصد ولسن تک پہنچنا تھا جو جولیا کو یہاں سے نکال کر کسی دوسرے ٹھکانے پر لے گیا تھا۔

سائیلنسز ڈریو اور تنویر نے ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا اور اسے عمارت میں موجود دونوں افراد کا انتظار تھا۔ اسے یقین تھا کہ عمارت میں اپنے ساتھیوں کی لاشیں دیکھنے کے بعد وہ دونوں زیادہ دیر وہاں نہیں رکیں گے۔ چنانچہ ایک منٹ بعد ہی تیز قدموں کی آہٹیں ابھرنے لگیں اور تنویر یکدم مستعد ہو گیا۔ آہٹیں قریب آگئیں اور پھر کار کا اٹھا اور پچھلا دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔ ایک دو لمحوں بعد کار شارٹ ہوئی اور گیٹ کی طرف گھوم گئی۔ گیٹ کے پاس کار رکی اور اس میں سے کسی نے اتر کر گیٹ کھولا اور پھر واپس کار میں

تنویر نے عمران سے بات کرنے کے بعد واچ ٹرائسمیٹر آف کیا اور تیزی سے سامنے والے بنگلے کے گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ گیٹ بند تھا لیکن لاک نہیں تھا اس لئے ہاتھ کا دباؤ پڑتے ہی گیٹ تھوڑا سا کھل گیا۔ تنویر نے اندر جھانکا تو گیٹ سے چند قدم آگے سفید رنگ کی وہ کار موجود تھی جو دو منٹ پہلے اندر آئی تھی اور جس میں دو آدمی سوار تھے لیکن اس وقت کار خالی تھی۔ کمپاؤنڈ اور برآمدے میں بھی وہ دونوں نظر نہیں آ رہے تھے۔ تنویر اندر آیا اور آہستہ سے گیٹ بند کر کے تیزی سے کار کی طرف بڑھا جس کا رخ برآمدے کی طرف تھا۔ وہ کار کے عقب میں پہنچا اور زمین پر بیٹھ کر جیب سے کی رنگ نکالا جس میں ماسٹر کی بھی موجود تھی۔ اس چابی سے ہر قسم کے لاک کھولے جاسکتے تھے۔

تنویر نے ڈگی کا لاک کھولا اور ڈھکن تھوڑا سا اٹھا کر اندر دیکھا

بیٹھا تو کار گیٹ سے نکل کر باہر دوڑنے لگی۔

”مائیکل۔ باس کو رپورٹ دو“..... چند لمحوں بعد کار میں سوا ایک آدمی کی آواز ابھری۔

”تم کال کرو۔ ساتھیوں کی لاشیں دیکھ کر میرا دماغ آؤٹ رہا ہے“..... جواب میں دوسرے آدمی نے کہا۔

”میرا بھی خون کھول رہا ہے۔ ایک ہی رات میں ان پاکیشیائی ایجنٹوں نے ہمارے کئی آدمی ہلاک کر دیئے ہیں۔ یقیناً وہ جولیا کو آزاد کرانے آئے تھے“..... پہلے آدمی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”ہیلو باس۔ فوسٹر کالنگ۔ اوور“..... چند لمحوں بعد دوبارہ ایک آواز سنائی دی۔ وہ باس کو ٹرانسمیٹر پر کال کر رہا تھا۔

”لیس فوسٹر۔ وین رسیونگ یو۔ کیا تم اپنے ٹھکانے پر پہنچ چکے ہو۔ اوور“..... جواب میں ایک آواز ابھری۔

”لیس باس۔ لیکن یہاں کوئی ساتھی زندہ نہیں بچا۔ تمام افراد کو لاشیں پڑی ہیں۔ اوور“..... فوسٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ کیا بک رہے ہو فوسٹر۔ اوور“..... وین کی غراہٹ بھری آواز سنائی دی تو تنویر مسکرا دیا۔

”ٹھیک کہہ رہا ہوں باس۔ ڈیوڈ سمیت تمام افراد کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور جولیا بھی غائب ہے۔ یقیناً جولیا کے ساتھیوں نے یہاں حملہ کیا تھا۔ اوور“..... فوسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہونہ۔ مجھے پہلے ہی اندیشہ تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹ فورڈ سے

پوائنٹ وین کا ایڈریس معلوم کر لیں گے۔ کیا تم دونوں ابھی وہیں ہو۔ اوور“..... وین نے غراتے ہوئے کہا۔

”نوسر۔ ہم وہاں سے فوراً نکل آئے ہیں کہ کہیں وہاں پولیس نہ آ جائے۔ اوور“..... فوسٹر نے جلدی سے کہا۔

”یہ تم نے اچھا کیا۔ جولیا کو میں پوائنٹ قمری پر لے آیا تھا اس لئے پاکیشیائی ایجنٹوں کو اپنے مقصد میں ناکامی ہوئی ہے اور ممکن ہے ان کا کوئی آدمی اس عمارت کی گمرانی کر رہا ہو اس لئے اپنے تعاقب کا خیال رکھنا۔ کیا تمہیں وہاں کوئی آدمی نظر نہیں آیا جو عمارت کے آس پاس موجود ہو“..... وین نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”نو باس۔ ہم نے اچھی طرح چیک کیا تھا کیونکہ گیٹ کے پاس پڑی لاش دیکھتے ہی ہمیں اندازہ ہو گیا تھا کہ عمارت میں کوئی ہنگامہ ہوا ہے۔ ہم نے تمام کمرے چیک کئے لیکن ہمارے ساتھیوں میں سے کوئی زندہ نہ تھا جس سے ہمیں صورت حال کا پتہ چل سکتا اس لئے ہم پانچ منٹ سے پہلے ہی بنگلے سے نکل آئے۔ اوور“..... فوسٹر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں پاکیشیائی ایجنٹوں کو چن چن کر قتل کروں گا۔ تم دونوں پوائنٹ ٹو پر پہنچ کر میرے دوسرے حکم کا انتظار کرو۔ اوور

اینڈ آل“..... وین نے کہا اور پھر خاموشی پھیل گئی۔

”اب باس جولیا کو زندہ نہیں چھوڑے گا“..... چند لمحوں بعد

مائیکل کی آواز سنائی دی۔

”ظاہر ہے۔ اچھے ساتھیوں کی ہلاکت کے بعد ہاس جولیا سے بھرپور انتقام لے گا“..... فوسٹر نے جواب دیا۔

”کیا ہاس پوائنٹ ٹو پر موجود ہے؟“..... مائیکل نے پوچھا۔

”نہیں۔ وہ پوائنٹ قمری پر جولیا کو لے گیا تھا لیکن اس وقت گاڑی میں معلوم ہوتا ہے کیونکہ کال کے دوران انجین کی آواز بھی سنائی دے رہی تھی“..... فوسٹر کی آواز سنائی دی تو تصویر سوچنے لگا کہ شاید اس کی محنت بے کار جائے کیونکہ جولیا پوائنٹ قمری پر تھی جبکہ فوسٹر اور مائیکل پوائنٹ ٹو پر جا رہے تھے۔ تصویر کے لئے یہ شہر اجنبی نہیں تھا اور وہ کئی مرتبہ بلکاریہ آچکا تھا اس لئے کار جس جس سڑک سے گزر رہی تھی ان کے نام اسے معلوم تھے۔

تقریباً دس منٹ بعد کار اصفہان کو جانے والی سڑک پر پہنچی اور بائیں ہاتھ پر واقع ایک کالونی میں مڑ گئی۔ چند لمحوں بعد وہ کالونی کے ایک بنگلے کے گیٹ پر رکی اور ہارن بجایا گیا۔ تصویر نے سوچا کہ اندر جانے سے پہلے ڈکی سے نکل جائے لیکن اسی لمحے گیٹ کھلنے کی آواز سنائی دی اور کار دوبارہ حرکت میں آ گئی۔ گیٹ سے کار اندر داخل ہونے لگی تو تصویر نے اپنا اٹھا ہوا سر نیچے کر لیا۔ پھر کار رکنے پر اس نے تھوڑا سا سر بلند کر کے باہر کا جائزہ لیا۔ عمارت کے گیٹ پر نیم تاریکی تھی۔ عمارت کے باہر چلنے والے بلب کی روشنی گیٹ تک پوری طرح نہیں پہنچ رہی تھی اور ایک مشین گن بردار گیٹ بند

کر رہا تھا۔ کار کا انجن بند ہوا اور دروازے کھلنے کی آواز سنائی دی جبکہ گاڑی گیٹ بند کر کے سائیڈ پر پڑی کسی پر بیٹھا اور کار کی لفٹ دیکھنے لگا۔

”ہیلو فوسٹر۔ ہیلو مائیکل۔ خیریت تو ہے؟“..... دھٹکا کار کے لفٹ کی طرف سے ایک آواز بلند ہوئی۔

”خیریت ہوتی تو ہم یہاں نہ آتے ہولڈن۔ کیا ہاس نے ہمیں نہیں بتایا؟“..... جواب میں مائیکل نے کہا۔

”نہیں۔ ہاس نے صرف تم دونوں کے آنے کی اطلاع دی تھی“..... ہولڈن نامی شخص کی آواز سنائی دی۔

”پاکیشیائی ایجنٹوں نے پوائنٹ ون پر حملہ کر کے وہاں موجود ڈپوڈ سمیت تمام ساتھیوں کو ہلاک کر دیا ہے اس لئے ہاس نے ہمیں یہاں بھیج دیا“..... مائیکل کی آواز سنائی دی۔ شاید وہ لوگ کار سے ہٹ کر آگے بڑھ رہے تھے۔

”اوہ۔ یہ تو بہت غضب ہوا۔ پاکیشیائی ایجنٹ وہاں کیسے پہنچے۔“ ہولڈن نے چوکتے ہوئے کہا۔

”اندر چل کر تفصیل بتاؤں گا۔ رینگن کو ہدایت کر دو کہ وہ ہوشیار رہے“..... مائیکل نے کہا۔

”رینگن۔ ہوشیاری سے چہرہ دو“..... ہولڈن نے بلند آواز میں کہا تو گیٹ کے پاس کھڑا گاڑی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا جبکہ مائیکل، ہولڈن اور فوسٹر کے قدموں کی آہٹیں دور ہوتی چلی گئیں۔ یقیناً وہ

عمارت کے اندر جا چکے تھے۔ اب تنویر کو گاڑ ریگن کی فکر تھی کہ گاڑ ادھر ادھر جائے تو وہ باہر نکلے۔ وہ ریگن کی طرف دیکھتا ہوا انتظار کرنے لگا۔ ریگن اپنی جگہ مستعد کھڑا تھا۔ چند لمحوں بعد وہ ٹھہرنے کے انداز میں کار کی طرف بڑھنے لگا تو تنویر پریشان ہو گیا۔ اگرچہ عمارت کی طرف سے آنے والی روشنی کار کے فرنٹ پر پڑ رہی تھی اور ڈگی کی جانب تاریکی تھی لیکن اندھیرا اس قدر بھی زیادہ نہ تھا کہ قریب سے ڈگی کا خلاء نظر نہ آتا۔ چنانچہ تنویر نے اپنا چہرہ جھکا کر آڑ میں کر دیا۔ ریگن لاپرواہی سے ٹھہلا ہوا قریب آیا اور کار کے پہلو سے گزر گیا۔ کار سے چند قدم آگے اس کی آہٹیں رک گئیں۔

تنویر کے کان اس کی آہٹوں پر جے ہوئے تھے۔ چند سیکنڈ گزر گئے اور پھر ریگن کی آہٹیں ابھرنے لگیں۔ غالباً وہ واپس آ رہا تھا۔ تنویر نے فیصلہ کیا کہ طویل انتظار کرنے کی بجائے جونہی ریگن قریب سے گزرے اسے چھاپ لینا چاہئے۔ چنانچہ وہ ریوالور ہاتھ میں لئے باہر دیکھنے لگا لیکن ریگن کے قدموں کی آہٹیں کار کے عقبی دروازے کے پاس آ کر رک گئیں۔ اس کا سایہ ڈگی سے چند فٹ آگے پڑ رہا تھا۔ تنویر نے اس کا سایہ دیکھ کر اندازہ لگایا کہ ریگن کار کی باڈی سے پشت ٹکائے کھڑا تھا۔ پھر ڈگی کی چھت سے کوئی آہٹی چیز ٹکرانے کی آواز آئی۔ اس کے نصف منٹ بعد ریگن کے سائے پر ایک لمحہ کے لئے روشنی پڑی اور بچ کی آواز کے ساتھ بچہ

گئی۔ تنویر سمجھ گیا کہ ریگن نے لائٹ سے سگریٹ سلگایا ہے اور اس سے پہلے اپنی مشین گن ڈگی کی چھت پر رکھی تھی جس کے سبب آواز ابھری تھی۔ تنویر دھڑکتے دل کے ساتھ ریگن کے سائے پر لگا ہیں گاڑے کسی شکاری کی طرح چوکنے لگا تھا۔

چند لمحوں بعد ریگن کے سائے میں حرکت ہوئی اور ڈگی کی چھت سے ایسی آواز آئی جیسے وہاں سے مشین گن اٹھائی گئی ہو۔ گویا ریگن وہاں سے ہٹنے لگا تھا۔ ایک دو لمحوں بعد ریگن کار کے پہلو سے نکل کر گیٹ کی طرف بڑھا لیکن کار سے دو تین قدم آگے جا کر وہ پلٹا اور غور سے ڈگی کی طرف دیکھتے ہوئے کار کی طرف بڑھا تو تنویر نے یکدم چہرہ نیچے کر لیا۔ شاید ریگن نے ڈگی کو کھلا دیکھ لیا تھا اور چپک کرنے آ رہا تھا۔ تنویر کے پاس اب خود کو پوشیدہ رکھنے کا کوئی اور ذریعہ نہ تھا۔ ڈگی کی سطحوں کے درمیان رکھا پائپ کا سرا تقریباً ایک انچ تک باہر نکلا ہوا تھا۔

”ریگن۔ کیا بات ہے“..... دفعتاً عمارت کی طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

”فوسٹر کی گاڑی کی ڈگی کھلی رہ گئی ہے۔ شاید انہیں پتہ نہیں چل سکا“..... ریگن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ڈگی بند کر کے پکن سے اپنی کافی لے جاؤ“..... ریگن سے بات کرنے والے نے کہا تو تنویر نے خطرہ سر پر محسوس کر کے ریوالور کا رخ اوپر کی جانب کر دیا۔ اسی لمحے ریگن نے ڈگی کا

ڈھکن اوپر اٹھا دیا مگر تنویر پر نگاہ پڑتے ہی وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ دوسرے ہی لمحے تنویر کے ریوالور نے شعلہ اگلا اور بے آواز گولی رنگین کے گلے کے پار ہو گئی۔ وہ ذبح ہوتے بکرے کی طرح تڑپتا ہوا زمین پر آگرا اور اس کے کندھے سے لٹکی مشین گن کار سے بھرائی جس سے اچھی خاصی آواز بلند ہوئی تھی۔ فائر کرنے کے ساتھ ہی تنویر پھرتی سے ڈگی کا ڈھکن اٹھا کر باہر آیا اور ڈگی کا ڈھکن نیچے کرتا ہوا زمین پر بیٹھا اور پھر کوئی لمحہ ضائع کئے بغیر ریگلتا ہوا کار کے دوسرے پہلو پر واقع لان کی طرف بڑھا جو ملحقہ بنگلے کی دیوار تک پھیلا ہوا تھا اور لان کے گرد جنز کے پودوں کی تین فٹ بلند باڑ تھی۔ باڑ کے پاس پہنچ کر اس نے ایک لمحہ کے لئے عمارت کی طرف دیکھا۔ فوسٹر اور مائیکل کی کار کے آگے ایک اور گاڑی کھڑی تھی اور اس کی دوسری طرف برآمدہ تھا۔

برآمدے میں چلنے والے بلب کی روشنی نصف کپاؤٹ کو روشن کر رہی تھی لیکن وہاں کوئی آدمی موجود نہیں تھا۔ چنانچہ تنویر اٹھا اور اچھل کر باڑ کی دوسری طرف لان میں آگرا۔ اگلے ہی لمحے وہ باڑ کی آڑ میں بیٹھا باڑ میں سے برآمدے کی طرف دیکھ رہا تھا اور پھر وہ بیٹھا بیٹھا آگے بڑھنے لگا۔ اس کا رخ دوسری جانب کی باڑ کی طرف تھا جو برآمدے کے متوازی تھی۔ اس طرف باڑ اور برآمدے کے درمیان چھ سات فٹ کشادہ راستہ تھا جو گھوم کر عمارت کے پہلو کی طرف مڑ جاتا تھا لیکن ابھی تنویر نے چند فٹ کا ہی فاصلہ طے

کیا تھا کہ برآمدے کی طرف آہٹ ابھری۔

”رنگین۔ کہاں ہو۔ کافی لے لو ٹھنڈی ہو رہی ہے“..... ایک آواز سنائی دی اور یہ آواز اسی آدمی کی تھی جس نے رنگین کو کافی لے جانے کو کہا تھا۔ یقیناً اس کی نگاہ رنگین کی لاش پر نہیں پڑی تھی کیونکہ رنگین کی لاش کار کے بالکل عقب میں ڈگی کے پاس پڑی تھی۔ تنویر نے پودوں کی آڑ سے برآمدے کی طرف دیکھا تو ایک آدمی برآمدے سے باہر آتا دکھائی دیا۔ اس کے کندھے سے مشین گن لٹک رہی تھی اور ایک ہاتھ میں کافی کا گک تھا۔ وہ برآمدے سے باہر آ کر ادھر ادھر دیکھتا ہوا گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ تنویر ہوشیار ہو گیا۔ رنگین کی طرح وہ بھی مقامی میک اپ میں تھا اور اسی جانب سے آ رہا تھا جس طرف باڑ تھی۔

تنویر جانتا تھا کہ جونہی وہ شخص فوسٹر کی کار سے آگے بڑھے گا اسے رنگین کی لاش نظر آ جائے گی اور وہ فوراً عمارت میں موجود اپنے ساتھیوں کو خطرے سے آگاہ کر دے گا۔ چنانچہ تنویر نے اسے قابو کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ پھر جونہی رنگین کا ساتھی باڑ کی دوسری جانب تنویر کے قریب پہنچا تنویر نے یکدم اٹھ کر اس پر ریوالور تان لیا۔ وہ آدمی تنویر کو دیکھ کر بے ساختہ اچھل پڑا اور اس کے ہاتھ سے کافی کا گک گرتے گرتے پھا۔

”خبردار۔ منہ سے آواز نکالی تو گولی حلق کے پار ہو جائے گی۔“ مگ گاڑی کی چھت پر رکھ کر ہاتھ بلند کر لو“..... تنویر نے غراتے

وئے لہجے میں کہا تو اس کی دھمکی سن کر اس آدمی کی آنکھوں سے خوف ٹپکنے لگا۔ اس نے دوسری طرف منہ کر کے کافی کامگ کار کی چھت پر رکھا اور ہاتھ بلند کرتے ہوئے تنویر کی طرف مڑنے کی کوشش کی۔

”نہیں۔ ادھر ہی منہ رکھو۔ اگر مشین گن کو ہاتھ لگانے کی کوشش کی تو سر میں روشندان کھول دوں گا“..... تنویر نے فوراً ہی اسے وارننگ دیتے ہوئے کہا تو اس آدمی نے کار کی جانب رخ کر لیا۔ جب تنویر نے جلدی سے ہاڑ پھلائی اور اس جانب آ کر ریوالور کی نال ریگن کے ساتھی کی کمر سے لگا دی۔

”تم۔ تم کون ہو۔ اندر کیسے آ گئے“..... اس آدمی نے خوفزدہ سی آواز میں آہستہ سے کہا لیکن تنویر کے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ اس کے سوالوں کا جواب دیتا۔

”کیا نام ہے تمہارا اور اندر کتنے ساتھی ہیں تمہارے“..... تنویر نے سرگوشی کے انداز میں پوچھا اور کن انھیوں سے برآمدے کی طرف دیکھا اور پھر جلدی سے اس آدمی کے کندھے سے مشین گن اتار کر اپنے کندھے سے لٹکالی۔

”کس۔ سات۔ میرا نام کوپہ ہے۔ تم کون ہو“..... اس آدمی نے خوف سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

”میرا نام موت ہے“..... تنویر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جلدی سے ریوالور کا دستہ کوپہ کے سر پر

مارتے ہوئے دوسرا ہاتھ اس کے منہ پر جما دیا۔ کوپہ کی کراہ اس کے منہ میں ہی دب گئی اور وہ کار سے ٹکراتا ہوا زمین پر ڈھیر ہو گیا۔ تنویر نے جلدی سے جھٹک کر اس کی کپٹنی پر ایک اور ضرب لگائی اور پھر اس کا جسم دھکیل کر کار کے نیچے کر دیا۔ اب فوری طور پر عمارت سے کسی کے باہر آنے کا خدشہ نہ تھا۔ چنانچہ وہ ہاڑ پھلائی کر لان میں آیا اور جھکا جھکا ہاڑ کی آڑ لیتا ہوا گیٹ کی طرف بڑھا۔ ہاڑ گیٹ کے پہلو تک لگائی گئی تھی۔ تنویر ہاڑ کے اختتام پر پہنچ کر زمین پر بیٹھا اور واج ٹرانسمیٹر آن کر کے عمران سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرنے لگا۔



”لس ہاس“..... فوراً ہی انٹرکام سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”میرے پاس آؤ ٹام۔ ٹرانسمیٹر بھی لے آؤ“..... ولسن نے تھکمانہ لہجے میں کہا اور انٹرکام آف کر دیا اور پھر سگریٹ کا پکٹ جیب سے نکال کر اس نے ایک سگریٹ سلگایا ہی تھا کہ دروازہ کھلا اور ایک دراز قامت اسرائیلی کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک ریڈیو نما ٹرانسمیٹر تھا۔ دروازہ بند کر کے اس نے ولسن کو سلام کیا اور قریب آ کر ٹرانسمیٹر میز پر رکھ دیا۔

”بیٹھو ٹام۔ ہمارا ایک ٹھکانہ ختم ہو گیا ہے اور دوسرا بھی خطرے میں ہے اس لئے میں یہاں آیا ہوں“..... ولسن نے اس آدمی سے پریشان لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ کون سا ٹھکانہ ہاس“..... ٹام نے چوتھتے ہوئے کہا اور میز کے آگے رکھی کرسی پر بیٹھ گیا۔

”پوائنٹ ون۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبرز نے وہاں اٹک کیا تھا۔ مجھے دو منٹ پہلے فوٹر نے اطلاع دی تھی جو مائیکل کے ساتھ وہاں گیا تھا۔ وہاں ڈیوڈ اور چند دوسرے ممبرز کی لاشیں پڑی تھیں“..... ولسن نے کہا۔

”یہ تو بہت برا ہوا ہاس۔ کیا کوئی حملہ آور بھی مارا گیا ہے۔“ ٹام نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ البتہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ایک ممبر جولیہ ہماری قید

برآمدے کے باہر کار روک کر ولسن نے انجن بند کیا اور کار سے اتر ا تو وہاں کھڑے ایک مسلح شخص نے بڑے ادب سے اسے سلام کیا اور ولسن سر کے اشارے سے اس کے سلام کا جواب دیتے ہوئے برآمدے میں داخل ہو گیا۔ سامنے روٹن ماہداری میں کئی کمرے تھے۔ وہ پہلے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر آئے۔ کمرے میں کوئی نہ تھا۔ سامنے ایک میز پر ٹیلی فون، انٹرکام اور میز کے کونے پر ٹی وی رکھا ہوا تھا۔ وہ میز کے عقب میں رکھی ریوالونگ چیئر پر بیٹھا اور ٹی وی آن کر دیا۔ فوراً ہی ٹی وی سکرین پر عمارت کے گیت اور کپاؤٹ کا منظر نظر آنے لگا۔ گیت بند تھا اور اس کے پاس ہی ایک مسلح گارڈ مستعد کھڑا تھا جبکہ برآمدے کے باہر ولسن کی گاڑی کے پاس دوسرا گارڈ ٹہل رہا تھا۔ ولسن نے جیب سے لائٹر نما ٹرانسمیٹر نکالا اور میز پر رکھ کر انٹرکام کا ایک بٹن پریس کر دیا۔

میں سر ہلاتے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پر لیں کرنے لگا۔ دوسری طرف مسلسل بیل بجتی رہی لیکن کئی لمبے گزر گئے اور کسی نے رسیور نہ اٹھایا تو ولسن نے رسیور کریڈل پر بٹخ دیا۔

”یقیناً وہاں فون رسیور کرنے کے لئے بھی کوئی نہیں ہے۔ تم فوراً کسی کو وہاں بھیجو“..... ولسن نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا تو ٹام تیزی سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تقریباً دو منٹ بعد وہ دوبارہ کمرے میں داخل ہوا۔

”میں نے جارج کو کال کر کے پوائنٹ تھری پر جانے کی ہدایت کر دی ہے“..... ٹام نے آگے بڑھتے ہوئے کہا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

”وہ اس وقت ہے“..... ولسن نے چوکتے ہوئے پوچھا۔  
 ”شہریار ہوٹل میں۔ یہ ہوٹل پوائنٹ تھری سے صرف پانچ منٹ کے فاصلے پر ہے“..... ٹام نے مودبانہ لہجے میں جواب دیجے ہوئے کہا اور اسی لمبے ولسن کے ٹرانسمیٹر سے سنٹل کی مخصوص آواز ابھرنے لگی تو ولسن نے جلدی سے ٹرانسمیٹر اٹھا کر آن کر دیا۔

”ہیلو فورک۔ راجر کالنگ۔ اوور“..... ٹرانسمیٹر سے راجر کی آواز سنائی دی۔

”لیس۔ ولسن رسیونگ یو۔ اوور“..... ولسن نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”باس۔ میں نے ابھی پوائنٹ تھری کی طرف سے آنے والی

میں ہے اور اسی کی بازیابی کے لئے جولیا کے ساتھیوں نے وہاں حملہ کیا تھا۔ اس سے پہلے ایک پاکیشیائی ایجنٹ نے بیگر اور پال کو قتل کر کے فورڈ کو اغوا کیا تھا اور غالباً فورڈ سے ہی ان لوگوں نے پوائنٹ ون کا ایڈریس معلوم کیا ہوگا۔ جولیا نے بھی وہاں لاک اپ میں کارل کو ہلاک کیا تھا اور پھر فورڈ کے اغوا کی خبر سن کر میں جولیا کو پوائنٹ تھری پر لے گیا تو وہاں جولیا نے کسی طرح پیکی پر قابو پا کر اسے قتل کیا اور جمو کو بے ہوش کر کے غائب ہو گئی۔ اب وہاں اسے تلاش کیا جا رہا ہے“..... ولسن نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”اوہ ہاس۔ اگر جولیا فرار ہو گئی تو پھر اس کے ساتھی پوائنٹ تھری پر بھی حملہ کر سکتے ہیں“..... ٹام نے فکرمند لہجے میں کہا تو ولسن نے کچھ کہنے کی بجائے ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اسے آن کر دیا۔

”ہیلو فورک۔ ولسن کالنگ۔ اوور“..... ولسن نے فورک کو کال کرتے ہوئے کہا جبکہ ٹام پریشان لگا ہوں سے ولسن کے چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ تقریباً دس سیکنڈ گزر گئے مگر فورک نے کال انڈ نہ کی۔

”لگتا ہے فورک بھی مارا گیا ہے۔ جولیا کے پاس پیکی کا رپوالور تھا اور وہ عمارت میں ہی کہیں چھپی ہوئی تھی“..... ولسن نے ٹرانسمیٹر آف کرتے ہوئے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”باس۔ کہیں جولیا کے ساتھیوں نے وہاں بھی حملہ نہ کر دیا ہو“..... ٹام نے اندیشہ ظاہر کرتے ہوئے کہا تو ولسن نے تائید کے انداز



”کیا تمہیں یقین ہے کہ تم انہیں ختم کر سکو گے۔ اور“۔ کرئل اسکارٹ نے چہچہتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”لیس باس۔ اپنے ساتھیوں کی ہلاکت پر میرا خون کھول رہا ہے۔ مشن میں چاہے کامیابی ہو یا نہ ہو لیکن پاکیشیائی ایجنٹوں کو میں نہیں چھوڑوں گا۔ میں انہیں چن چن کر موت کے گھاٹ اتارنے کی قسم کھا چکا ہوں۔ اور“..... ولسن نے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا۔

”آبل رائٹ۔ اگر تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ختم کر دو تو یہ تمہارا موجودہ مشن سے بھی بڑا کارنامہ ہو گا ولسن۔ ایجنسی کے نصف ممبرز کو تم پہلے ہی ساتھ لے جا چکے ہو۔ جب تم مجھے پاکیشیائی ایجنٹوں کے خاتمے کی خوشخبری سناؤ گے تو میں بارہ ممبرز کو تمہاری طرف روانہ کر دوں گا۔ اور“..... کرئل اسکارٹ نے شرط عائد کرتے ہوئے کہا۔

”رائٹ سر۔ صبح تک آپ کو یہ خوشخبری مل جائے گی۔ اور“۔ ولسن نے پر عزم لہجے میں کہا۔

”ولسن۔ یہ ذہن میں رکھنا کہ میں مزید ممبرز کا نقصان برداشت نہیں کروں گا اور ہاں۔ جو ممبرز مارے گئے ہیں ان کی لاشیں کہاں ہیں۔ اور“..... کرئل اسکارٹ نے وارننگ دیتے ہوئے کہا۔

”لاشیں انہی ٹھکانوں پر ہیں جہاں انہیں ہلاک کیا گیا ہے کیونکہ اندیشہ ہے کہ انہیں ہٹانے کی کوشش میں ہمارے مزید ممبرز

”بارہ ممبرز۔ تمہارے پاس پہلے ہی چوبیس ممبرز ہیں۔ تم نے مشن کو غلط طور پر مکمل کرنا ہے یا کسی فوج سے جنگ کرنے کا ارادہ ہے۔ اور“..... دوسری طرف سے کرئل اسکارٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”سوری چیف۔ دراصل ہمارے تقریباً چودہ ساتھی پاکیشیائی ایجنٹوں نے قتل کر دیئے ہیں اور ہم اپنے دو ٹھکانوں سے محروم ہو چکے ہیں۔ اور“..... ولسن نے جھجکتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اتنے ممبرز مارے گئے ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے ولسن۔ اور“..... کرئل اسکارٹ نے چیخنے ہوئے لہجے میں کہا۔

”لیس چیف۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے جولیا کو ہماری گرفت سے آزاد کرانے کے لئے ہمارے دو ٹھکانوں پر حملے کئے اور وہاں موجود میرے تمام ساتھی مارے گئے۔ یہ سب کچھ میری غیر موجودگی میں اور ممبرز کی غفلت کے سبب ہوا ہے۔ اور“..... ولسن نے کہا اور پھر تفصیل بتانے لگا۔

”لیکن اب تم کیسے دھوئی کر رہے ہو کہ تم پاکیشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ کر دو گے۔ اور“..... کرئل اسکارٹ نے تلخ لہجے میں کہا۔

”دراصل پہلے ہمیں ان کے ٹھکانے کا علم نہیں تھا۔ اب میرا ایک ماتحت ان کا پیچھا کر رہا ہے۔ ابھی وہ پاکیشیائی ایجنٹوں کا ٹھکانہ دیکھ کر مجھے کال کرے گا اور میں فوراً وہاں اٹک کر کے انہیں ختم کر دوں گا۔ اور“..... ولسن نے اپنا پروگرام بتاتے ہوئے کہا۔

آف کر دیا۔

”سنو ٹام۔ فوراً دو ساتھیوں کو پوائنٹ ون اور تھری پر بھیجو۔ اگر وہاں پولیس موجود نہ ہو تو دونوں ٹھکانوں کو بموں سے اڑا دیا جائے۔ اگر لاشیں ہسپتال پہنچا دی گئی ہوں تو ہسپتال کو تباہ کر دیا جائے“..... ولسن نے تیزی سے ٹام کو ہدایات دیتے ہوئے کہا اور ٹام اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ ولسن نے ایک سگریٹ سلگایا اور کرسی سے اٹھ کر کمرے میں بے چینی سے ٹہلنے لگا۔ پانچ منٹ بعد ٹام واپس آ گیا۔ تب ولسن نے اپنی گھڑی پر وقت دیکھا اور چونک پڑا۔

”اوہ۔ نصف گھنٹہ گزر چکا ہے۔ راجر نے ابھی تک رپورٹ نہیں دی“..... ولسن نے تشویش بھرے لہجے میں کہا اور بڑھ کر میز سے ٹرانسمیٹر اٹھا لیا۔

”ہیلو راجر۔ ولسن کالنگ۔ اوور“..... ولسن نے راجر کو کال کرتے ہوئے کہا مگر کئی لمحے گزر گئے اور راجر کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا تو ولسن کی پیشانی پر فکر مندی کی لکیریں نمودار ہو گئیں۔ اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور ٹام کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھا۔

”میں نے دو ممبرز کو روانہ کر دیا ہے باس۔ کیا راجر نے رپورٹ نہیں دی“..... ٹام نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ اسی لئے میں نے اسے خود کال کیا ہے لیکن وہ کال رسیو نہیں کر رہا“..... ولسن نے اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

نہ مارے جائیں یا ان کا تعاقب کر کے پاکیشیائی ایجنٹ ہمارے دوسرے ٹھکانوں تک نہ پہنچ جائیں۔ اوور“..... ولسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”احتمق ہو تم۔ اگر بلگرنوی حکومت نے ہمارے آدمیوں کی اصلیت معلوم کر کے ان کی لاشیں بطور ثبوت اقوام متحدہ کے سامنے پیش کر دیں تو عالمی ہنگامہ اٹھ کھڑا ہو گا اور اسرائیل کو نئی ایکریمین حکومت کو جواب دینا بے حد مشکل ہو جائے گا کیونکہ ایکریمیا نے ہمیں اس مشن پر کام کرنے کی اس شرط پر اجازت دی ہے کہ کسی طرح بھی ایکریمیا کے دوست اور اتحادی ممالک کو پتہ نہیں چلنا چاہئے کہ بلگرنوی تنصیبات کو اسرائیل نے تباہ کیا ہے۔ اوور۔“

کرنل اسکارٹ نے مسلسل بولتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا تو ولسن پریشان ہو گیا۔

”آپ بے فکر رہیں چیف۔ میں ابھی اپنے آدمیوں کی لاشیں ضائع کرواتا ہوں اور اگر لاشیں پولیس نے اپنے قبضہ میں لے کر ہسپتال بھجوا دیں ہیں تو وہاں بھی ان کے میک اپ ظاہر ہونے سے پہلے انہیں ضائع کر دیا جائے گا۔ اوور“..... ولسن نے تیزی سے کہا۔

”اوکے۔ اب مجھے تمہاری طرف سے خوشخبری کا انتظار رہے گا۔ اوور اینڈ آل“..... کرنل اسکارٹ نے آخر میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ولسن کے سامنے بیٹھے ٹام نے ٹرانسمیٹر

”نصف گھنٹہ پہلے اس کی کال آئی تھی۔ کہیں پاکیشیائی ایجنٹوں نے اپنے تعاقب سے باخبر ہو کر اسے پکڑ نہ لیا ہو یا تعاقب سے جان چھڑانے کے لئے راجر کو ختم کر دیا ہو“..... ٹام نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”میرا بھی یہی خیال ہے۔ تم اپنے آدمیوں کو چوکنا کر دو کیونکہ اگر راجر پاکیشیائی ایجنٹوں کی گرفت میں آ چکا ہے تو وہ راجر سے پوائنٹ ٹو کا ایڈریس معلوم کر سکتے ہیں“..... ولسن نے پریشان سے لہجے میں کہا تو ٹام سر ہلاتے ہوئے پلٹ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جونہی وہ کمرے سے باہر گیا ٹرانسمیٹر سے سگنل کی مخصوص آواز ابھری اور ٹام پلٹ کر واپس کمرے میں آ گیا جبکہ ولسن نے ٹرانسمیٹر اٹھا کر آن کر دیا۔

”ہیلو باس۔ ڈون کالنگ۔ اوور“..... ٹرانسمیٹر سے اس کے ایک ماتحت کی آواز سنائی دی۔

”ہیس۔ ولسن رسیونگ یو۔ کیا مائیکل اور فوسٹر تمہارے پاس پہنچ چکے ہیں۔ اوور“..... ولسن نے پوچھا۔

”ہیس باس۔ لیکن ابھی کچھ دیر پہلے ریگن کو کسی نے گولی مار کر ہلاک کر دیا ہے اور کوپر کو بے ہوش کر دیا ہے۔ اوور“..... ڈون نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ کون تھا وہ۔ تفصیل بتاؤ۔ اوور“..... ولسن نے چونکتے ہوئے کہا تو جواب میں دوسری طرف سے ڈون نے جو کچھ بتایا

اسے سن کر ولسن پر اضطرابی کیفیت طاری ہوتی چلی گئی۔  
 ”اسے فوراً تلاش کرو ڈون۔ یقیناً ریگن کا قاتل وہیں کہیں چھپا ہوا ہوگا۔ اسے کسی قیمت پر بیچ کر نہیں جانا چاہئے اور اگر وہ نہ ملا تو تم لوگوں کو فوراً یہ جگہ چھوڑ کر پوائنٹ فور پر جانا پڑے گا۔ اوور اینڈ آل“..... ولسن نے غصیلے لہجے میں ہدایات دیتے ہوئے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

کر پیچھا کر رہا ہو“..... جولیا نے کہا۔

”ارے۔ تمہاری کیا بات ہے۔ تم چیز ہی ایسی ہو کہ جو دیکھتا ہے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر تمہارے پیچھے خوار ہونے لگتا ہے۔ مجھے ہی دیکھ لو۔ کتنے سالوں سے خوار ہو رہا ہوں“..... عمران نے کہا تو صفدر اور چوہان مسکرانے لگے۔

”شٹ اپ۔ تعاقب کرنے والے کے بارے میں سوچو۔“ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”سوچنا کیا ہے۔ تم اسے روک کر پوچھ گچھ کرو کہ وہ تمہیں دیکھ کر کیوں ریٹھ غطلی ہو گیا ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم خود کیوں نہیں اس سے پوچھتے“..... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”میں میک اپ میں ہوں اور وہ صرف تمہیں پہچانتا ہے۔ صفدر کسی گلی میں کار موڑ لینا اور میرے اترتے ہی تھوڑا آگے بڑھ جانا“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور بیک مرر میں پیچھے دیکھا۔ تعاقب کرنے والی کار تقریباً پچاس ساٹھ گز کے فاصلے پر آ رہی تھی۔ رات کا وقت تھا اور سڑکیں تقریباً سنسان پڑی تھیں۔ صفدر نے دائیں ہاتھ پر واقع ایک گلی دیکھی تو رفتار کم کرتے ہوئے گلی کی طرف مڑ گیا۔ گلی کافی کشادہ تھی اور اس میں بائیں جانب آگے پیچھے متعدد گاڑیاں پارک تھیں۔ عمران کی ہدایت پر صفدر نے گلی میں داخل ہوتے ہی رفتار مزید کم کرتے ہوئے ایک لمحہ کے

تعاقب کا احساس ہوتے ہی صفدر نے عقبی نشست پر چوہان کے ساتھ بیٹھے عمران کو بتایا تو عمران نے چونکتے ہوئے پلٹ کر پیچھے دیکھا۔ کچھ فاصلے پر ایک گاڑی کی ہیڈ لائٹس چمک رہی تھیں۔ فرنٹ سیٹ پر بیٹھی جولیا بھی بیک مرر میں پیچھے دیکھنے لگی۔

”یہ کون ہے۔ کیا وہ یہودیوں کے ٹھکانے سے ہمارے پیچھے ہے“..... عمران نے صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”نہیں۔ یہ کار چوراہے سے اس سڑک پر مڑی تھی اور اس میں ایک مقامی شخص تھا لیکن اب یہ کار ہمارے پیچھے آ رہی ہے۔“ صفدر نے جواب دیا۔

”اگر یہ وہی کار ہے تو یقیناً یہ ہمارا تعاقب کر رہی ہے۔“ عمران نے دو ٹوک بھرے لہجے میں کہا۔

”ہو سکتا ہے اس کا تعلق پوائنٹ قمری سے ہی ہو اور مجھے پہچان

لئے بریک لگائی اور عمران تیزی سے دروازہ کھول کر نیچے اتر گیا۔  
 صفدر نے فوراً ہی کار آگے بڑھا دی۔ عمران کار سے اترتے ہی  
 بائیں جانب کھڑی ایک وین کے آگے زمین پر بیٹھ گیا اور جیب  
 سے ریوالور نکال لیا۔ صفدر ست رفتاری سے کار آگے بڑھا رہا تھا  
 لیکن اس کی نگاہیں بیک مرر آئینے میں عقب کا جائزہ لے رہی  
 تھیں۔ چند لمحوں بعد عقب میں آنے والی کار گلی کے باہر رکی اور  
 پھر اس کا ڈرائیور کار سے اتر کر گلی میں داخل ہو گیا۔ صفدر نے کچھ  
 دور آ کر کار روکی۔ تعاقب کرنے والا شخص گلی میں رک کر ان کی  
 کار کی طرف دیکھ رہا تھا۔ عمران وین کے نیچے سے اسے دیکھ رہا  
 تھا۔ وہ آدمی چند سیکنڈ بعد محتاط انداز میں آگے بڑھنے لگا۔ اس کا  
 ایک ہاتھ کوٹ کی داہنی جیب میں تھا۔ جونہی وہ وین کے قریب  
 سے گزرا عمران یکدم اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ شخص تیزی سے عمران کی  
 طرف پلٹا ہی تھا کہ عمران نے اس کی کپٹی پر زور سے ریوالور کا  
 دستہ مار دیا۔ اس آدمی کے حلق سے تیز کراہ نکلی اور وہ لڑکھڑاتا ہوا  
 زمین پر گرا اور اس نے ہاتھ پاؤں ڈال دیئے۔ وہ بے ہوش ہو چکا  
 تھا۔

عمران نے ریوالور جیب میں رکھا اور اپنی کار کی طرف دیکھ کر  
 ہاتھ سے صفدر کو واپس آنے کا اشارہ کیا اور پھر جھک کر اس نے  
 بے ہوش آدمی کو اٹھایا اور واپس سڑک کی طرف چل دیا۔ گلی سے  
 باہر سیاہ رنگ کی کار کھڑی تھی جس کی ہیڈ لائٹس آف تھیں مگر انجن

سٹارٹ ہی تھا۔ عمران نے بے ہوش آدمی کو عقبی سیٹ کے درمیان  
 میں ڈالا اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر آ بیٹھا۔ اتنے میں صفدر اپنی  
 گاڑی بیک کر کے گلی سے باہر لایا تو عمران نے کار آگے بڑھا دی  
 اور صفدر اس کے پیچھے کار دوڑانے لگا۔ دس منٹ بعد وہ سب  
 مشہدی کے بنگلے کے ڈرائیونگ روم میں بیٹھے تھے۔ تعاقب کرنے  
 والے شخص اور پوائنٹ تھری کے انچارج فورک کو ایک کمرے میں  
 بند کر دیا گیا تھا۔ وہ دونوں بے ہوش تھے۔ سلیمان دوسرے کمرے  
 میں سو رہا تھا۔

”چوہان۔ ان دونوں افراد کی تلاشی لو اور اگر ان کے پاس  
 ٹرانسمیٹر ہوں تو نکال لو“..... عمران نے چوہان سے کہا۔  
 ”کیا تم ان سے پوچھ کچھ نہیں کرو گے“..... جولیا نے عمران  
 سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”کروں گا۔ ذرا پانی پی لوں“..... عمران نے سر ہلاتے ہوئے  
 کہا اور اسی لمحے مشہدی کا ملازم کمرے میں داخل ہوا۔ وہ ان کے  
 لئے پانی لایا تھا۔

”اور کسی چیز کی ضرورت ہو تو حکم فرمائیں“..... ملازم نے جگ  
 اور گلاس میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ چائے کی ضرورت پڑی تو ہم خود بنا لیں گے۔ بیگم  
 صاحبہ آگئی ہیں۔ اپنی طرح میٹھی چائے بناتی ہیں۔ ان کی ہاتھوں  
 میں انگلیاں نہیں بلکہ گسنے کی پوریں لگی ہیں“..... عمران نے شوخ



لجے میں کہا تو ملازم حیرت بھری نگاہوں سے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے دروازے کی طرف پلٹ گیا اور جولیا، عمران کو گھورنے لگی جبکہ چوہان اور صفدر مسکرانے لگے۔

”تم بے ہودگی سے باز نہیں آؤ گے“..... جولیا نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

”آؤں گا۔ آؤں گا لیکن تنویر کی رپورٹ ملنے کے بعد“۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا تو چوہان مسکراتے ہوئے اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ چند لمحوں بعد چوہان واپس آ گیا۔

”صرف تعاقب کرنے والے کی جیب سے لائٹنر نما ٹرانسمیٹر اور ریوالور برآمد ہوا ہے“..... چوہان نے دونوں چیزیں عمران کو دکھاتے ہوئے کہا تو عمران کو یاد آیا کہ فورک کی انہوں نے اس کے ٹھکانے پر ہی تلاشی لی تھی۔

”ٹھیک ہے۔ پانی پی لو پھر فورک کی زبان کھلواتے ہیں“۔ عمران نے کہا تو چوہان بیٹھ گیا۔ اسی لمحے سلیمان کمرے میں داخل ہوا اور جولیا کو دیکھ کر حیرت سے اچھل پڑا۔ عمران نے اس کا میک اپ صاف کر دیا تھا اور اب سلیمان اپنی اصل شکل میں تھا۔

”آہ۔ مس جولیا۔ وہ آئیں گھر ہمارے خدا کی قدرت ہے، کبھی ہم ان کو کبھی صاحب کو دیکھتے ہیں“..... سلیمان نے چپکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”او شاعر کی دم۔ وہیں رک جاؤ۔ خبردار جولیا سے ملنے کی

کوشش مت کرنا“..... عمران نے سلیمان کو لٹکارتے ہوئے کہا۔

”کیوں صاحب۔ مس جولیا میرے ساتھ آئی تھیں۔ آپ تو اپنے فلیٹ میں گھوڑے بیچ کر سو رہے تھے۔ اب آپ کیوں ان کے ہمدرد بن رہے ہیں۔ اس وقت آپ کہاں تھے جب دشمن انہیں اغوا کر کے لے جا رہے تھے“..... سلیمان نے غصیلے لہجے میں کہا تو اس کی بات پر چوہان اور صفدر ہنسنے لگے جبکہ جولیا بھی مسکرا دی۔

”کیا مطلب ہے تمہارا“..... عمران نے حیرت بھرے انداز میں سلیمان سے پوچھا۔

”مطلب صاف ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ انڈے کھائیں کوئے اور دکھ جھیلے بی فاختہ“..... سلیمان نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

”تم نے محاورے کو الٹ دیا ہے سلیمان“..... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

”یہ تو صرف محاورہ ہے جناب۔ میں تو مس جولیا کی خاطر بڑے بڑے پہاڑوں، برجوں اور ستاروں کو الٹ سکتا ہوں۔ آپ نے گزشتہ الیکشن میں اخبار کی ہیڈ لائن ضرور پڑھی ہوگی کہ بڑے بڑے برج الٹ گئے۔ تو اب میں اسرائیلی ایجنٹوں کو الٹنے والا تھا لیکن آپ لوگوں نے آکر کام خراب کر دیا“..... سلیمان نے مسلسل بولتے ہوئے جوشیلے لہجے میں کہا۔

”برج کی اولاد تمہیں کس گدھے نے جولیا کے ساتھ بھیجا تھا“۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

لیتا تو وہ مجھے مشین گن کی زد میں لے کر بے بس کر دیتا۔ اور۔“  
دوسری طرف سے تنویر نے ناگوار لہجے میں کہا۔

”خیر۔ اس سے پہلے کہ دوسرے لوگوں کو ٹام اور کوپر کی غیر  
موجودگی کا علم ہو تم عمارت سے نکل آؤ یا وہیں خود کو پوشیدہ کر لو۔  
اور۔“..... عمران نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔

”آل رائٹ۔ تم کتنی دیر میں پہنچو گے۔ اور۔“..... تنویر نے  
پوچھا۔

”پندرہ منٹ بعد۔ اگر اس دوران وہاں سے کوئی شخص باہر  
جائے تو اس کے پیچھے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ولسن وہاں  
موجود نہیں ہے۔ ہو سکے تو ان میں سے کسی کو قابو کر کے ولسن کا  
ایڈریس معلوم کرو۔ اور اینڈ آل۔“..... عمران نے ہدایات دیتے  
ہوئے کہا اور واچ ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”کیا خیال ہے صفدر۔ کیا تم فورک اور دوسرے آدمی کی زبان  
کھلوا سکو گے تاکہ میں پوائنٹ ٹو پر چلا جاؤں۔“..... عمران نے  
چوہان اور صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”کیوں نہیں۔ آپ بے فکر رہیں جناب۔“..... صفدر نے جواب  
دیا۔

”کیا آپ اکیلے جائیں گے۔“..... چوہان نے چونکتے ہوئے  
کہا۔

”نہیں۔ پیشل ایجنٹ بھی میرے ساتھ جائے گا۔“..... عمران نے

”وہی جس نے مجھے پیشل ایجنٹ بنا کر یہاں بھیجا ہے اور جسے  
آپ چوہا کہتے ہیں حالانکہ میں اس گدھے کو بڑے احترام سے  
چیف ایکسٹو کہتا ہوں۔“..... سلیمان نے لاپرواہی سے کہا تو صفدر اور  
چوہان کے چہروں پر ناگواری کے تاثرات نمودار ہو گئے۔ ظاہر ہے  
سلیمان نے ان کے چیف کے بارے میں بکواس کی تھی لیکن اس  
سے پہلے کہ وہ اپنے غصے کا اظہار کرتے عمران کے واچ ٹرانسمیٹر پر  
سگنل موصول ہوا تو عمران نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو عمران۔ تنویر کالنگ۔ اور۔“..... ٹرانسمیٹر سے تنویر کی آواز  
سنائی دی۔

”لیس۔ عمران انڈنگ یو۔ اور۔“..... عمران نے کہا۔

”میں اصفہان کے علاقے میں ہوں۔ اور۔“..... تنویر نے کہا۔

”اوہ۔ کیا کہا۔ قبرستان۔ اور۔“..... عمران نے یکدم چونکتے  
ہوئے کہا۔

”سنجیدگی سے میری بات سنو۔ اور۔“..... تنویر نے غصیلے لہجے  
میں کہا اور پھر تفصیل سے رپورٹ دینے لگا۔

”یہ تو اچھا نہیں ہوا۔ وہاں موجود لوگ ہمارے پہنچنے سے پہلے  
ہوشیار ہو جائیں گے۔ اور۔“..... عمران نے تشویش بھرے لہجے میں  
کہا۔

”مجبوری تھی۔ آخر ڈگی میں کب تک پڑا رہتا۔ پھر ٹام نے  
ڈگی میں میری موجودگی محسوس کر لی تھی اور اگر میں فوری ایکشن نہ

مسکراتے ہوئے کہا تو سلیمان خوش ہو گیا۔

”یہ وہاں جا کر کیا کرے گا“..... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”میں وہ کروں گا جو ابھی تک کسی نے نہیں کیا مس جولیا۔ صاحب نے آپ کے اغوا کا ان سے انتقام نہیں لیا لیکن میں ضرور لوں گا اور ایسا خوفناک انتقام لوں گا کہ آج تک دنیا میں کسی نے نہیں لیا ہو گا“..... سلیمان نے جو شیلے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ کیا انتقام لو گے۔ بتاؤ ذرا“..... عمران نے صوفی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”یہ سیکرٹ معاملہ ہے صاحب اور سپیشل ایجنٹ ایسے راز کسی کو نہیں بتایا کرتے ورنہ دشمن ہوشیار ہو جاتا ہے اور مشن ناکام ہو جاتا ہے اور سپیشل ایجنٹ فیل ہو جاتا ہے“..... سلیمان نے سخت لہجے میں کہا تو جولیا، صفدر اور چوہان بے اختیار ہنس پڑے۔

”اچھا۔ اچھا۔ زیادہ پھیلنے کی ضرورت نہیں ہے۔ صفدر سے ریوالور لے کر جیب میں رکھ لو“..... عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

”نہیں صاحب۔ ریوالور ہاتھ میں ہو گا تو دشمن فوراً ڈر کر بے ہوش ہو جائے گا اور گولی بچ جائے گی“..... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران کے ساتھی ایک بار پھر ہنس پڑے جبکہ صفدر نے

اپنا ریوالور سلیمان کے حوالے کر دیا۔

”عمران۔ میں بھی چلتی ہوں“..... جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”نہیں۔ یہ تمہارے چلنے کا وقت نہیں ہے“..... عمران نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب ہے تمہارا“..... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ ”یہاں آدھی رات کے بعد خواتین نہیں چلتیں۔ میرا مطلب ہے خواتین گھروں سے باہر نہیں نکلتیں کیونکہ یہ خالص اسلامی ملک ہے۔ ویسے بھی تم اب تک بہت مار دھاڑ کر چکی ہو۔ تمہاری گردن پر دو افراد کا خون ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا اسے غصے سے گھورنے لگی اور عمران، سلیمان کو چلنے کا اشارہ کرتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھ گیا لیکن اسی لمحے میز پر رکھے فون کی کھنٹی بج اٹھی تو عمران یکدم پلٹ کر واپس آ گیا۔

”لیں“..... عمران نے رسیور اٹھا کر محتاط لہجے میں کہا۔ ”مشہدی بول رہا ہوں عمران صاحب“..... دوسری طرف سے مشہدی کی آواز سنائی دی۔

”لیں۔ کیا ہوا۔ علامہ موسوی سے ملاقات ہو گئی“..... عمران نے پوچھا۔

”جی ہاں۔ میں نے اس سے بات چیت کی ہے۔ اس نے گورڈن کا حلیہ اور فون نمبر بتا دیا ہے جو گورڈن نے اسے رابطہ کے

مشہدی نے پوچھا۔

”عمران بے چارے نے جولیا کا کیا بنانا تھا۔ بہر حال ہم اسے لے آئے ہیں۔ اب میں ان کے تیسرے ٹھکانے پر جا رہا ہوں۔ تم فوراً اصفہان روڈ پر پہنچ کر میرا انتظار کرو“..... عمران نے کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ کر دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

لئے دیا تھا۔ وہ نمبر پرنس ہوٹل کا ہے“..... مشہدی نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”کیا گورڈن نے علامہ موسوی کو ہوٹل کا نام بتایا تھا؟“ عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”نہیں جناب۔ گورڈن نے علامہ موسوی سے کہا تھا کہ یہ اس کے گھر کا نمبر ہے لیکن میں نے ڈائریکٹری میں چیک کیا تو پتہ چلا کہ یہ پرنس ہوٹل کا نمبر ہے۔ کیا میں ہوٹل جا کر گورڈن کا کھوج لگاؤں؟“..... مشہدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بے کار ہے۔ ایجنٹ کسی کو اصل فون نمبر نہیں دیا کرتے۔ اس نے علامہ موسوی کو مطمئن کرنے کے لئے یہ نمبر دیا ہو گا“..... عمران نے کہا۔

”ایک اور اہم خبر ہے عمران صاحب۔ بندرگاہ روڈ پر اور انڈسٹریل روڈ پر دو بنگلوں میں زبردست دھماکے ہوئے ہیں اور دونوں عمارتیں بالکل تباہ ہو گئی ہیں“..... مشہدی نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”یہ دونوں یہودی ایجنٹوں کے ٹھکانے تھے اور ہم ان دونوں عمارتوں میں ان کی لاشیں چھوڑ آئے تھے۔ شاید ولسن نے ہی انہیں تباہ کروایا ہے تاکہ لاشوں کی شناخت نہ ہو سکے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مس جولیا کا کیا بنا عمران صاحب“..... دوسری طرف سے

تاریکی تھی۔ البتہ عمارت کے عقبی کپاؤنڈ میں روشنی تھی۔ تنویر نے دروازے سے کان لگا کر سن گمن لی تو اندر خاموشی تھی۔ چنانچہ اس نے دروازے کا ہینڈل پکڑ کر آہستہ سے گھمایا تو اتفاق سے دروازہ لاک نہیں تھا۔ تقریباً نصف انچ دروازہ کھول کر تنویر نے اندر جھانکا۔ دوسری جانب ایک راہداری تھی اور اس میں آنے والے سامنے دو کمرے تھے جبکہ برآمدے کے سامنے بھی ایک راہداری تھی۔ تنویر نے دروازہ کھولا اور اندر آ کر آہستہ سے بند کر دیا۔ اس طرف موجود دونوں کمرے تاریک تھے اور ان کے دروازے بند تھے۔

تنویر نے باری باری دونوں دروازوں کو چیک کیا مگر وہ لاکڈ تھے۔ چنانچہ وہ کوئی آہٹ پیدا کئے بغیر برآمدے کی طرف بڑھا لیکن اسی لمحے دوسری راہداری سے قدموں کی آہٹیں ابھرنے لگیں اور وہ یکدم رک کر دیوار سے چپک گیا۔ اس کی نگاہیں دوسری راہداری پر مرکوز تھیں اور اس کے ہاتھ میں موجود ریوالور شعلہ اگلنے کے لئے تیار تھا۔ چند لمحوں بعد دوسری راہداری سے ایک آدمی باہر آیا اور رکے بغیر برآمدے کی طرف بڑھنے لگا۔ جب وہ شخص برآمدے سے باہر چلا گیا تو تنویر واپس پلٹا اور ایک دروازے پر رک گیا۔ اس نے ماسٹر کی نکالی اور لاک کے سوراخ میں ڈال کر مخصوص انداز میں گھمانے لگا۔ چند لمحوں بعد لاک کھل گیا اور تنویر دروازہ کھول کمرے میں داخل ہو گیا۔

راہداری سے اندر آنے والی روشنی میں اس نے کمرے کا جائزہ

تنویر نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ عمران کو کال کرنے کے دوران اس کی نگاہیں عمارت کے برآمدے پر جمی ہوئی تھیں لیکن اب تک اندر سے مزید کوئی آدمی باہر نہ آیا تھا جس کا مطلب تھا کہ اندر موجود باقی افراد کو فی الحال ریگن یا کوپر کی ضرورت نہیں تھی۔ مائیکل اور فوسٹر، ہولڈن نامی شخص کے ساتھ عمارت کے اندر تھے اور کوپر نے اندر موجود افراد کی تعداد سات بتائی تھی۔ تنویر نے بہتر سمجھا کہ عمران کے آنے تک وہیں کسی مناسب جگہ پر چھپا رہے۔ چنانچہ وہ باڑ کی آڑ لیتا ہوا عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔ عمارت کی نکل کے سامنے پہنچ کر اس نے باڑ پھلانگی اور تیزی سے قدم بڑھا کر عمارت کے پہلو میں پہنچ گیا۔ عمارت کی سائیڈ میں ایک دروازہ تھا جو بند دکھائی دے رہا تھا۔ تنویر بے قدموں چلتا ہوا دروازے کے پاس آیا۔ اس جانب

لیا اور مطمئن ہو کر دروازہ آہستہ سے بند کر دیا۔ اس کمرے میں پرانا فرنیچر تھا۔ کچھ دیر بعد ہی باہر سے قدموں کی آہٹیں بلند ہونے لگیں۔ کوئی دوڑتا ہوا برآمدے سے گزر رہا تھا۔ یقیناً یہ وہی شخص تھا جسے تنویر نے باہر جاتے دیکھا تھا اور وہ کمپاؤنڈ میں ریگن کی لاش دیکھ کر اپنے ساتھیوں کو مطلع کرنے جا رہا تھا۔ تنویر کو یقین تھا کہ اندر موجود لوگ ریگن کے قتل کی خبر سن کر فوراً ہی کمپاؤنڈ کی طرف دوڑ پڑیں گے۔

چند لمحوں بعد ہی باہر سے کئی افراد کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ ان کے قدموں کی آہٹیں برآمدے کی طرف جا رہی تھیں۔ تنویر دروازے سے کان لگائے چوکنا کھڑا تھا۔ کچھ دیر بعد آہٹیں معدوم ہو گئیں تو تنویر کے ذہن میں خیال آیا کہ اس وقت وہ سب لوگ کمپاؤنڈ میں اسے تلاش کر رہے ہوں گے ہو سکتا ہے بعد میں وہ عمارت کے اندر بھی اسے تلاش کریں اور وہ لازماً ان کمروں کو بھی چیک کریں گے اس لئے اسے دوسری راہداری میں جا کر کسی کمرے میں چھپنا چاہئے۔ چنانچہ اس نے آہستہ سے دروازہ کھولا اور باہر جھانکا۔ برآمدے اور راہداری میں کوئی نہ تھا۔ وہ کمرے سے نکلا اور دروازہ بند کر کے دبے پاؤں برآمدے کی طرف بڑھنے لگا۔ کڑ پر پہنچ کر اس نے دوسری راہداری میں جھانکا اور وہاں کسی کو نہ پا کر اس راہداری میں داخل ہو گیا۔ اس جانب بھی پانچ کمرے تھے۔ ان میں سے ایک کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔ تنویر کوئی آہٹ پیدا کئے

بغیر اس کمرے کی طرف بڑھا اور دروازے کے قریب رک کر احتیاط سے اندر جھانکا۔ اس کمرے میں چند صوفے رکھے تھے۔ درمیان میں ایک میز پر شراب کی بوتل اور چند گلاس پڑے تھے۔ لیکن اندر کوئی ذی روح موجود نہ تھا۔

چنانچہ تنویر کمرے میں داخل ہو گیا۔ اس نے دروازہ کھلا ہی رہنے دیا اور سامنے والے صوفے کے عقب میں پانچ کرفرش پر بیٹھ گیا۔ صوفے کے عقب میں دیوار تھی اور تنویر کو یقین تھا کہ اندر آنے والوں کی اس پر نگاہ نہیں پڑے گی کیونکہ اس صوفے کی بیک کافی بلند تھی۔ تقریباً دو منٹ بعد ہی باہر سے قدموں کی آہٹیں بلند ہونے لگیں۔ آہٹیں ایک سے زیادہ افراد کے قدموں کی تھیں۔ جلد ہی آہٹیں قریب آ پہنچیں اور تنویر کو محسوس ہوا کہ دو افراد کمرے میں داخل ہوئے ہیں اور ایک راہداری کے اختتام کی طرف بڑھ رہا ہے۔ یہ محسوس کرتے ہی تنویر مستعد ہو گیا۔

”فوسٹر۔ تم مائیکل کے ساتھ کمرے چیک کرو تاکہ میں باس کو فائنل رپورٹ دے سکوں“..... کمرے میں ایک آواز گونجی۔

”بے کار ہے۔ مجھے امید نہیں کہ قاتل نے کسی کمرے میں چھپنے کی حماقت کی ہوگی۔ بہر حال میں دیکھ لیتا ہوں“..... جواب میں دوسرے آدمی کی آواز ابھری جس کا نام فوسٹر تھا جبکہ پہلے آدمی کو تنویر اس کی آواز سے پہچان چکا تھا کہ وہ ہولڈن ہے۔ فوسٹر اور مائیکل کار سے اتر کر اسی کے ساتھ برآمدے میں گئے تھے۔ فوسٹر

نے کہا۔

”مجھے لگتا ہے وہ تمہارا تعاقب کرتا ہوا آیا تھا یا پھر تمہاری گاڑی کی ڈگی میں چھپ کر یہاں پہنچا تھا کیونکہ ریگن کی لاش ڈگی کے پاس پڑی ہے اور ڈگی بھی بند نہیں ہے“..... ڈون نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ کیا واقعی۔ مگر ڈگی تو بند تھی“..... دفعتاً مائیکل کی چوکتی ہوئی آواز بلند ہوئی جو شاید کمرے سے باہر کھڑا تھا۔

”شاید جولیا کو ڈگی سے نکالنے کے بعد تم نے ڈگی کو لاک نہیں کیا تھا“..... فوسٹر نے جلدی سے کہا۔

”ہاں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کے بعد سے اب تک ہم نے جتنی دیر بھی سفر کیا ہے ڈگی کے ڈھکن کی آواز کیوں نہیں سنائی دی“..... مائیکل نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”آؤ۔ میں دیکھتا ہوں۔ اگر دشمن اس میں چھپ کر یہاں پہنچا ہے تو ڈگی میں اس کا کوئی نہ کوئی نشان ضرور مل جائے گا۔“ فوسٹر کی آواز سنائی دی اور پھر ان کے باہر جانے کی آہٹیں بلند ہونے لگیں تو تنویر نے سر بلند کر کے دروازے کی طرف دیکھا اور اسی لمحے تنویر کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر دور جاگرا تو اس نے بے اختیار بائیں ہاتھ سے اپنا دایاں ہاتھ پکڑ لیا اور واش روم کی طرف دیکھنے لگا۔ واش روم کے دروازے میں ہولڈن کھڑا اسے گھور رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں موجود ریوالور کا رخ تنویر کی طرف ہی تھا۔

کے قدموں کی آہٹیں باہر چلی گئی تھیں اور ہولڈن بائیں جانب واقع واش روم کی طرف بڑھ گیا۔ تنویر نے اس کی آہٹوں کا رخ محسوس کیا اور واش روم کی طرف دیکھنے لگا۔ ہولڈن واش روم کے قریب پہنچا تو تنویر کو نظر آنے لگا۔ وہ ایک قوی الجھہ شخص تھا اور اس کے ہاتھ میں سائیلنسر لگا ریوالور تھا۔ اس نے ریوالور جیب میں رکھا اور دروازہ کھول کر واش روم میں داخل ہو گیا۔ دروازہ بند ہو گیا تو تنویر ذرا بلند ہو کر کمرے کے دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔ کمرے کا دروازہ کھلا تھا اور باہر سے قدموں کی آہٹیں سنائی دے رہی تھیں۔ پھر ایک آدمی کمرے میں داخل ہونے لگا تو تنویر نے اپنا سر نیچے کر لیا لیکن شاید وہ آدمی دروازے کے پاس ہی رک گیا تھا۔

”کیا ہوا ڈون“..... راہداری سے فوسٹر کی آواز سنائی دی۔

”ہم نے سارا کپاؤنڈ چھان مارا ہے لیکن کوئی آدمی نہیں ملا۔“ دروازے کے قریب کھڑے شخص کی آواز سنائی دی۔

”ادھر کمروں میں بھی کوئی نہیں ہے۔ یقیناً وہ آدمی فرار ہو چکا ہے“..... فوسٹر کی آواز اس مرتبہ دروازے کے قریب سے سنائی دی۔

”اگر وہ شخص نہ ملا تو ہاس بے حد غضبناک ہو جائے گا اور ہمیں یہ جگہ چھوڑنا پڑے گی“..... ڈون نے کہا۔

”اگر وہ پاکیشیائی ایجنٹ تھا تو وہ یہاں کیسے پہنچا ہو گا۔“ فوسٹر

پوچھا۔

”یقیناً یہ وہی ہے جسے ہم تلاش کرنے میں ناکام رہے تھے۔ یہ صوفے کے پیچھے بیٹھا تھا۔ میں واش روم سے نکلنے لگا تو یہ دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا لیکن اس کے ریوالور کا رخ واش روم کی طرف تھا“..... ہولڈن نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

”کیا یہ تمہاری غیر موجودگی میں کمرے میں آ چھا تھا“۔ فوسٹر نے تنویر کو گھورتے ہوئے ہولڈن سے پوچھا۔

”میرا خیال ہے جب ہم سب گریگ کی اطلاع پر ریگن کی لاش دیکھنے باہر گئے تھے تو اس وقت یہ یہاں آ کر چھا تھا۔ اس کا ریوالور بھی سائیلنسر ڈ ہے اس لئے ہمیں فائر کی آواز نہیں سنائی دی تھی“..... ہولڈن نے وثوق بھرے لہجے میں کہا۔

”کیا تم پاکیشیائی ہو“..... ڈون نے تنویر سے سخت لہجے میں

پوچھا۔

”نہیں۔ میں بلگاریائی ہوں“..... تنویر نے مقامی لب و لہجے

میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ریگن کو تم نے ہلاک کیا ہے“..... فوسٹر نے تنویر کو گھورتے

ہوئے پوچھا۔

”معلوم نہیں“..... تنویر نے لاپرواہی سے کندھے اچکاتے ہوئے

جواب دیا۔

”ڈون۔ پہلے تم باس کو اطلاع دو۔ فوسٹر۔ تم باہر موجود ساتھیوں

تنویر کو اپنی حماقت کا احساس ہوا۔ مائیکل، فوسٹر اور ڈون کی گفتگو کے اختتام پر وہ ایک دولحوں کے لئے واش روم کی سمت سے غافل ہو گیا تھا اور شاید ہولڈن نے دروازہ کھولتے ہی تنویر کو صوفے کے پیچھے بیٹھے دیکھ لیا تھا اس لئے اس نے فوراً ہی تنویر کے ریوالور والے ہاتھ پر فائر کر دیا تھا اور بے آواز گولی تنویر کے ہاتھ کی پشت کو چھوتی ہوئی صوفے میں دھنس گئی تھی۔

”خبردار۔ اپنی جگہ سے حرکت مت کرنا مسٹر ورنہ دوسری گولی تمہارا بچہ اڑا دے گی“..... ہولڈن نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور بلند آواز سے ڈون اور فوسٹر کو پکارنے لگا۔

”فوسٹر، ڈون واپس آؤ۔ فوراً“..... ہولڈن نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا تو فوراً ہی برآمدے میں دوڑتے ہوئے قدموں کی آہٹیں بلند ہونے لگیں۔ شاید ہولڈن کے ساتھی برآمدے سے باہر نہیں نکلے تھے۔

”کھڑے ہو جاؤ مسٹر اور دونوں ہاتھ سر پر رکھ لو“..... ہولڈن نے تنویر کو دوبارہ حکم دیتے ہوئے کہا تو تنویر نے غصے سے ہونٹ چباتے ہوئے دونوں ہاتھ سر پر رکھے اور کھڑا ہو گیا۔ اسی لمحے فوسٹر، ڈون اور مائیکل دوڑتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئے اور تنویر کو دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑے۔ دوسرے ہی لمحے انہوں نے ریوالور نکال کر تنویر پر تان لئے۔

”یہ کون ہے ہولڈن“..... مائیکل نے ہولڈن سے مخاطب ہو کر



باس۔ ابھی اس سے پوچھ گچھ نہیں کی۔ ہولڈن نے کہا ہے کہ پہلے آپ کو رپورٹ دوں۔ اور..... ڈون نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”وہ یقیناً پاکیشیائی ایجنٹ ہوگا۔ اس کا میک اپ صاف کر کے دیکھو۔ اور.....“ ولسن نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”باس۔ ہو سکتا ہے یہ بلگارنوی ایجنٹ ہو۔ میرا مطلب ہے میجر پرمود یا اس کا کوئی ساتھی۔ پاکیشیا کا کوئی ایجنٹ اکیلا ہمارے ٹھکانے میں داخل ہونے کا رسک نہیں لے سکتا۔ اور.....“ ڈون نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”نہیں ڈون۔ اس وقت ہمارے مقابل صرف پاکیشیا سیکرٹ سروس ہے اور یہ آدی عمران یا اس کا کوئی ساتھی ہی ہو سکتا ہے۔ اول تو بلگارنوی سیکرٹ سروس ابھی حرکت میں نہیں آئی۔ دوسرا میجر پرمود کے بارے میں گزشتہ روز ہی معلوم کر لیا گیا تھا کہ وہ کسی مشن پر روسیہ میں موجود ہے ورنہ پاکیشیائی ایجنٹ میجر پرمود کے ساتھ مل کر کام کرتے کیونکہ عمران اور میجر پرمود میں گہری دوستی ہے اور وہ دونوں مل کر کئی مرتبہ ہمارے ملک میں قتل و غارت کر چکے ہیں۔ اور.....“ ولسن نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”رائٹ سر۔ اب اس آدی کا کیا کرتا ہے۔ کیا اسے گولی مار دی جائے۔ اور.....“ ڈون نے پوچھا۔

”نہیں۔ اس کی زبان کھلاؤ۔ اس کے ساتھیوں کا ٹھکانہ معلوم

کو بلا لو.....“ ہولڈن نے ان دونوں کو ہدایات دیتے ہوئے کہا تو فوسٹر پلٹ کر کمرے سے نکل گیا جبکہ ڈون نے اپنی جیب سے لائٹر نما ٹرانسمیٹر نکال کر آن کر دیا۔ مائیکل اور ہولڈن کی تیز لگاہیں تنویر پر مرکوز تھیں۔

”ہیلو باس۔ ڈون کالنگ۔ اور.....“ ڈون نے ٹرانسمیٹر آن کرتے ہوئے کہا۔

”لیس ڈون۔ ولسن رسیونگ یو۔ کیا رپورٹ ہے۔ اور.....“ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایک آواز بلند ہوئی۔

”کامیابی باس۔ ہم نے ریگن کے قاتل کو گرفتار کر لیا ہے۔ اور.....“ ڈون نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”گڈ۔ کون ہے وہ۔ کہاں سے پکڑا ہے اسے۔ اور.....“ ولسن نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہم اسے عمارت کے اندر اور باہر تلاش کرتے رہے باس لیکن وہ ڈرائیونگ روم میں چھپا ہوا تھا۔ ہولڈن واش روم سے نکلا تو وہ آدی صوفی کے عقب میں بیٹھا تھا جسے دیکھتے ہی ہولڈن نے اسے ریوالور کی زد میں لے لیا۔ اس کے پاس بھی ریوالور تھا لیکن ہولڈن نے فائر کر کے اسے ریوالور سے محروم کر دیا۔ اور.....“ ڈون نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”کیا وہ پاکیشیائی ایجنٹ ہے۔ اور.....“ ولسن نے پوچھا۔

”وہ خود کو بلگارنوی کہتا ہے اور شکل سے بھی مقامی لگتا ہے

”کیا ضرورت ہے۔ یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ممبر ہے۔ باس نے اس کی زبان کھلوانے کا حکم دیا ہے لیکن یہ تشدد کے بغیر کچھ بتانے پر تیار نہیں اس لئے تم تینوں اس کی مرمت شروع کر دو۔“

ہولڈن نے تنویر کو گھورتے ہوئے کہا اور ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔ مائیکل، فوسٹر اور ڈون نے اپنے ریوالور جبب میں رکھے اور جارحانہ انداز میں تنویر کی طرف بڑھے اور پھر ان تینوں نے بیک وقت تنویر پر حملہ کر دیا لیکن تنویر نے یکدم ہاتھ نیچے کرتے ہوئے مائیکل اور ڈون کے گھونے اپنے ہاتھوں پر روکے اور نیچے بیٹھ گیا جس کے نتیجے میں سامنے سے حملہ کرنے والے فوسٹر کا گھونسا ہوا میں پڑا اور وہ بے اختیار آگے جھک آیا تو تنویر نے تیزی سے اس کا بازو پکڑتے ہوئے زور دار جھٹکے سے اپنی جانب کھینچا اور فوسٹر اس کے اوپر سے گزر کر سر کے بل عقب میں پڑے صوفے سے جا ٹکرایا۔

اسی لمحے مائیکل نے تنویر کے پہلو میں ٹھوکر بجائی اور تنویر پہلو کے بل فرش پر لڑھک گیا۔ فوراً ہی ڈون کا پاؤں حرکت میں آیا اور اس نے تنویر کے چہرے پر ٹھوکر مارنے کی کوشش کی لیکن تنویر نے اس کا پاؤں ہاتھوں میں جکڑ کر جھٹکے سے گھما دیا جس کے نتیجے میں ڈون درد کی شدت سے چیختا ہوا فرش پر آگرا۔ تنویر نے اس کا پاؤں توڑ دیا تھا۔ اسی لمحے مائیکل نے اچھل کر تنویر کے پہلو میں دوبارہ ٹھوکر ماری مگر تنویر پھرتی سے کروٹ بدل گیا اور مائیکل کا وار خالی گیا۔ وہ توازن برقرار نہ رکھ سکا اور پشت کے بل فرش پر گر

کر کے مجھے فوراً اطلاع دو تاکہ ان سے اپنے ساتھیوں کی موت کا انتقام لیا جاسکے۔ فورک اور فورڈ کے علاوہ راجر بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس کی گرفت میں پکڑ چکا ہے۔ پوائنٹ قہری سے جولیا کو آزاد کرانے کے لئے جانے والوں کا راجر تعاقب کرتے ہوئے غائب ہو گیا تھا۔ مجھے نصف گھنٹے کے اندر ان لوگوں کے ٹھکانے کا ایڈریس چاہئے۔ اور اینڈ آل.....“ ولسن نے ہدایات دیتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ڈون نے بھی ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”اس طرف آ جاؤ مسٹر.....“ ہولڈن نے تنویر سے تحکمانہ لہجے میں کہا تو تنویر صوفے کے عقب سے نکلا اور ہولڈن کے اشارے پر کمرے کے وسط میں آ کر کھڑا ہو گیا۔ ہولڈن بھی قریب آ گیا۔ اب تنویر ان تینوں کے گھیرے میں تھا۔

”اب تم شرافت سے اپنے ساتھیوں کا ایڈریس بتا دو ورنہ تمہارا بہت برا حشر کیا جائے گا.....“ ہولڈن نے تنویر کو دھمکی دیتے ہوئے کہا تو تنویر یکدم مسکرا دیا۔

”میں کچھ نہیں جانتا اور نہ تمہیں کچھ بتا سکتا ہوں کیونکہ میرا کوئی ساتھی نہیں ہے.....“ تنویر نے بے خوف لہجے میں کہا اور اسی لمحے فوسٹر کمرے میں داخل ہوا۔

”کیا اس کا میک اپ صاف نہیں کیا گیا.....“ فوسٹر نے پوچھا۔

مائیکل جیج کر فرش پر تڑپنے لگا۔ اس کے سینے سے خون کا فوارہ ابل پڑا تھا۔

”خبردار۔ کوئی اپنی جگہ سے حرکت نہ کرے“..... فوراً ہی دروازے کی طرف سے ایک غراتی ہوئی آواز سنائی دی تو سب نے دروازے کی طرف دیکھا جہاں ایک نقاب پوش ہاتھ میں ریوالور لئے کھڑا تھا اور اس کے ریوالور کا رخ فوسٹر اور اس کے دوستوں کی طرف تھا جو فرش سے اٹھ چکے تھے۔ تنویر کو حیرت کا جھٹکا لگا مگر اس نے نقاب پوش کی آواز پہچان لی تھی۔

”تم۔ تم کون ہو“..... فوسٹر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔  
 ”چور کا گواہ گرہ کٹ۔ سیشل ایجنٹ ودلو۔ ہاتھ اٹھا لو ورنہ سب کو بھون ڈالوں گا“..... نقاب پوش نے غصیلے لہجے میں کہا جو کہ سلیمان ہی تھا۔ اس کا حکم سن کر ہولڈن، فوسٹر، ڈون اور باقی دونوں افراد نے بھی ہاتھ بلند کر لئے۔

”تم بھی ہاتھ اٹھاؤ مسٹر ورنہ پہلی گولی تمہارے نام کر دوں گا“..... سلیمان نے تنویر کو گھورتے ہوئے کہا اور اسے تنویر کی طرف متوجہ پا کر فوسٹر نے فوراً ہی ہاتھ نیچے کر کے اپنی جیب میں ڈالا مگر ریوالور نکالنے سے پہلے ہی اس کی پیشانی میں سوراخ ہو گیا اور وہ فرش پر گرنا چلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی دروازے کے باہر سائیڈ سے ایک دوسرا نقاب پوش سامنے آیا تو تنویر کو یقین ہو گیا کہ وہ عمران ہی ہے۔

گیا۔ تنویر پھرتی سے اٹھا اور اتنے میں فوسٹر نے سنبھل کر اس پر جست لگا دی۔ تنویر لڑکھڑاتا ہوا ہولڈن کے قریب پہنچا تو ہولڈن نے فوراً ہی تنویر کے چہرے پر گھونسا مار دیا۔

تنویر نے سر جھکا کر چہرہ بچایا اور ہولڈن کے سینے میں ٹکرا مار دی۔ ہولڈن کے ہاتھ سے ریوالور گر گیا اور وہ کراہتا ہوا پیچھے ہٹا ہی تھا کہ تنویر نے اچھل کر اس کے پیٹ میں لات ماری تو ہولڈن پشت کے بل فرش پر گر پڑا۔ اسی لمحے باہر سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگیں تو تنویر نے دروازے کی طرف دیکھا اور اسی لمحے فوسٹر نے تنویر پر جست لگا دی۔ تنویر غافل نہیں تھا۔ اس نے فوراً پینتڑا بدل کر فوسٹر کو ہاتھوں پر روکا اور یکدم اسے کمر سے پکڑ کر ہاتھوں پر اٹھا لیا اور دروازے کی طرف گھوم گیا۔ دو آدمی ہاتھوں میں ریوالور لئے کمرے میں داخل ہوئے تو تنویر نے فوسٹر کو ان پر اچھال دیا۔ فوسٹر ان آنے والے افراد پر جاگرا اور وہ دونوں لڑکھڑاتے ہوئے فوسٹر کے ساتھ ہی فرش پر ڈھیر ہو گئے۔ ان کے ہاتھوں سے ریوالور گر گئے تھے۔ ہولڈن نے تیزی سے اٹھ کر اپنے ریوالور کی طرف چھلانگ لگائی ہی تھی کہ تنویر نے پلٹ کر اس کے پہلو میں ٹھوکر مار دی اور ہولڈن کراہتا ہوا فرش پر آگرا۔ اتنے میں مائیکل نے اپنی جیب سے ریوالور نکال کر تنویر پر تان لیا۔

”خبردار۔ اب تم نے حرکت کی تو فائر کھول دوں گا“..... مائیکل نے فرش پر بیٹھے بیٹھے غراتے ہوئے کہا تو تنویر اس کی طرف پلٹا اور

”یہ یہاں کا انچارج ہولڈن ہے۔ اسے معلوم ہو گا یا پھر ڈون کو۔ ڈون ابھی ٹرانسمیٹر پر لسن کو میرے بارے میں اطلاع دے رہا تھا“..... تنویر نے ہولڈن اور ڈون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ باقی دو کو جہنم روانہ کر دو سلیمان“..... عمران نے سرد لہجے میں سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا تو سلیمان نے فوراً ہی اپنے سامنے کھڑے ایک آدمی پر فائر کھول دیا۔ بے آواز گولی اس آدمی کے دل میں اتر گئی اور وہ چیخے بغیر تڑپتا ہوا فرش پر ڈھیر ہو گیا۔

”بس صاحب۔ میرے کھاتے میں دو قتل ہی بہت ہیں۔ آخر روز حشر اللہ کو بھی منہ دکھانا ہے“..... سلیمان نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”بے فکر رہو۔ ریوالور میرا اور حکم بھی میرا ہے۔ میں خود جواب دہ ہوں“..... عمران نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا تو سلیمان نے دوسرے آدمی پر بھی فائر کر دیا اور وہ بھی جہنم کے سفر پر روانہ ہو گیا جبکہ ڈون اور ہولڈن دہشت سے لرز رہے تھے۔ اسی لمحے عمران نے تنویر کو مخصوص اشارہ کیا تو تنویر نے ڈون پر فائر کھول دیا۔ گولی ڈون کے سر میں لگی اور وہ کئے ہوئے شہتیر کی طرح فرش پوس ہوتا چلا گیا۔

”کسی اور نے ہاتھ نیچے کرنے کی کوشش کی تو وہ بھی جہنم میں پہنچ جائے گا“..... دوسرے نقاب پوش نے آگے بڑھتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا جو عمران ہی تھا تو ہولڈن اور اس کے ساتھی خوفزدہ نظر آنے لگے۔

”صاحب۔ یہ آدمی کیا جہنم کا داروغہ ہے جسے جہنم کا کوئی خوف نہیں ہے کیونکہ یہ اطمینان سے یوں کھڑا ہے جیسے کسی دعوت میں آیا ہو“..... سلیمان نے تنویر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا تو تنویر نے سلیمان کو گھور کر دیکھا۔

”بکومت۔ یہ تمہارا چچا تنویر ہے“..... عمران نے ہولڈن کے قریب رکستے ہوئے کہا تو تنویر نے آگے بڑھ کر فرش سے مائیکل کا ریوالور اٹھالیا۔

”اچھا۔ میں بھی کہوں کہ پانچ چڑ آدمیوں کی اکیلا مرمت کرنے والا کوئی سپر مین ہی ہو سکتا ہے“..... سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ان کے اور کتنے ساتھی ہیں عمارت میں“..... عمران نے تنویر سے پوچھا۔

”دو باہر ہوں گے۔ باقی یہی ہیں“..... تنویر نے ریوالور کا رخ ڈون کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

”ان دو کو میں ختم کر آیا ہوں۔ لسن کہاں ہے“..... عمران نے مطمئن لہجے میں پوچھا۔

پوائنٹ ٹو کے انچارج ہولڈن نے بھی تقریباً یہی کچھ بتایا تھا۔ اپنے سامنے سلیمان کے ہاتھوں مرنے والے دو ساتھیوں کے بعد ڈون کے مارے جانے پر شاید اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ اگر اس نے عمران کے سوالوں کے جواب نہ دیئے تو اسے بھی گولی مار دی جائے گی۔ چنانچہ اس نے فوراً ہی زبان کھول دی تھی۔ ہولڈن سے یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کے ہاتھوں ولسن کی ٹیم کے تقریباً بیس ماتحت مارے جا چکے ہیں اور ولسن چاہتا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبرز سے اپنے ساتھیوں کی ہلاکت کا خوفناک انتقام لے اور انہیں چن چن کر موت کے گھاٹ اتارے۔

تئویر کے بارے میں ولسن نے حکم دیا تھا کہ تئویر سے اس کے ساتھیوں کا ٹھکانہ معلوم کیا جائے تاکہ ان سب کو فوراً ہلاک کر دیا جائے۔ ہولڈن کے بیان کے مطابق ولسن پوائنٹ فور یا فائیو پر موجود ہو گا اور اگر وہ تئویر کو پکڑنے میں ناکام رہتے تو انہیں یہ جگہ چھوڑ کر پوائنٹ فور پر جانا پڑتا۔ ہولڈن سے پوچھ گچھ کے بعد عمران نے اسے بھی گولی مار کر ہلاک کر ڈالا تھا اور اپنے ممبرز کے ساتھ واپس مشہدی کے جنگلے پر آ گیا تھا۔ اس وقت جولیا سمیت تمام ممبرز ڈرائیونگ روم میں بیٹھے چائے پی رہے تھے۔ تئویر نے ڈون اور ولسن کی ٹرانسمیٹر پر ہونے والی گفتگو سے عمران کو مطلع کر دیا تھا۔

پوائنٹ ٹو سے واپس روانہ ہوتے وقت عمران نے مشہدی کو

صفر اور چوہان نے ولسن کے ماتحتوں راجر اور فورک پر کافی تشدد کیا تھا اور تب انہوں نے زبان کھولی تھی لیکن وہ ولسن کے بارے میں نہ بتا سکے کہ اس وقت وہ کہاں ہے۔ راجر نے بتایا تھا کہ اس نے جولیا کو پہچان کر ان کا تعاقب کیا تھا اور ولسن نے اسے حکم دیا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کا ٹھکانہ دیکھ کر اسے فوراً اطلاع دے۔ ولسن نے شہر کے مختلف حصوں میں پانچ ٹھکانے بنائے تھے اور ان میں چوبیس پچیس ممبرز مقیم تھے لیکن احتیاطاً ایک ٹھکانے پر رہنے والے ماتحتوں کو دوسری جگہوں کے ایڈریس سے لاعلم رکھا گیا تھا۔ ان ٹھکانوں کے انچارج بھی نہیں جانتے تھے کہ یہ ٹھکانے کہاں کہاں ہیں۔ فورک صرف پوائنٹ ٹو اور تھری کے بارے میں جانتا تھا اور اس کے خیال میں ولسن پوائنٹ فور یا فائیو پر موجود تھا یا پھر کسی ہوٹل میں۔

ہدایت کی تھی کہ وہ اس عمارت کی نگرانی کرے۔ مشہدی، عمران کی

ہدایت پر پوائنٹ ٹو والی سڑک پر پہنچا تھا اور عمران نے اس عمارت میں داخل ہونے سے پہلے مشہدی کو عمارت سے باہر رہنے دیا تاکہ اگر ولسن کا کوئی ماتحت فوج کر فرار ہونے کی کوشش کرے مشہدی اس مفروضہ کا تعاقب کرے لیکن کسی شخص کو وہاں سے فرار ہونے کا موقع ہی نہیں مل سکا تھا۔

”عمران۔ کیا میجر پرمود بلغاریہ سے باہر کسی مشن پر گیا؟“ تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ہے۔“ دفعتاً تنویر نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”اوہ۔ تمہیں کس نے بتایا ہے؟“ عمران نے چوکتے ہوئے کسی خیال کے تحت کہا۔

”تو کیا اس کا اچار ڈال۔ اسے ولسن کے ٹھکانے کا بالکل پتہ

”ولسن سے ٹرانسمیٹر پر بات کرتے وقت ڈون نے میر۔ نہیں تھا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

بارے میں شبہ ظاہر کیا تھا کہ شاید میں میجر پرمود یا بلغاروی سیکرٹس کا ممبر ہوں تو ولسن نے ڈون کے خیال کی تردید کرتے ہوئے

کہا تھا کہ میجر پرمود کی بلغاریہ سے باہر موجودگی کی تصدیق کی جاتی ہے اور میجر پرمود آج کل روسیہ میں ہے۔“ تنویر نے جواب

دیتے ہوئے کہا۔

”ولسن کی معلومات درست ہیں۔ یہاں ہمیں بھیجنے سے پہلے

ایکسٹو نے میجر پرمود کے چیف کزنل ڈی سے رابطہ قائم کر کے

پرمود کے بارے میں پوچھا تھا تو کزنل ڈی نے یہی بتایا تھا کہ

کسی اہم مشن کے سلسلے میں بلغاریہ سے باہر گیا ہوا ہے۔ چنانچہ

”وہ کیسے؟“ تنویر نے چوکتے ہوئے پوچھا۔

”کان ادھر لاؤ۔ مگر نہیں۔ تمہارے کان بڑے ہیں۔“ عمران

نے شوخ لہجے میں کہا تو تمام ساتھی مسکرانے لگے اور تنویر اسے غصے سے گھورنے لگا۔

”آپ مجھے بتائیں۔ میرے کان تو بڑے نہیں ہیں“..... صفدر نے جلدی سے کہا۔

”ہاں۔ تمہارے کان چھوٹے ہیں لیکن ایسا نہ ہو کہ تم ایک کان سے بات سن کر دوسرے کان سے نکال دو اور وہ جولیا کے کان میں داخل ہو کر اس کا دماغ خراب کر ڈالے“..... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”عمران۔ فضول باتیں مت کرو۔ جو پتہ ہوتا ہے جلدی سے بتاؤ“..... جولیا نے عمران کو ڈانٹتے ہوئے کہا تو عمران فوراً ہی سنجیدہ ہو کر صفدر کو ہدایات دینے لگا۔ وہ خاموش ہوا تو صفدر اٹھا اور کمرے سے نکل گیا۔

”کیا تمہیں یقین ہے کہ ولسن دھوکہ کھا جائے گا“..... جولیا نے پوچھا۔

”اس کے سوا کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے اس تک پہنچنے کا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ بھی تو ممکن ہے کہ ولسن کے خاتمے کے بعد مشن کی تکمیل کے لئے مزید ایجنٹوں کو یہاں بھیج دیا جائے“..... چوہان نے کہا۔

”دیکھا جائے گا۔ ویسے اس کا امکان کم ہی ہے کیونکہ کل میڈیا کے ذریعہ یہ خبر پوری دنیا میں پھیل جائے گی کہ اسرائیل نے

ایکریمیا کے کہنے پر بلگارنوی تنصیبات تباہ کرنے کے لئے اپنے ایجنٹ بھیجے تھے اور بلگارنیہ ثبوت کے طور پر اسرائیلی ایجنٹوں کی لاشیں بھی اقوام متحدہ میں دکھائے گا تو یقینی طور پر ایکریمیا اقوام عالم کی لعن طعن سے بچنے کے لئے اسرائیل کو لگام ڈال دے گا۔“ عمران نے مسلسل بولتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا تو تنویر، جولیا اور چوہان نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

اس کی طرف سوالیہ نگاہوں سے دیکھنے لگا۔  
 ”باس۔ پوائنٹ ون اور تھری کو جاہ کر دیا گیا ہے“..... ٹام نے

مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”کیا پولیس وہاں نہیں تھی“..... ولسن نے چوکتے ہوئے پوچھا۔  
 ”نوسر۔ پولیس ابھی تک بے خبر ہے۔ شاید دونوں عمارتوں میں  
 ہونے والے ہنگاموں کی پڑوس والوں کو خبر نہیں ہو سکی تھی ورنہ وہ  
 پولیس کو ضرور اطلاع دیتے۔ دونوں ٹھکانوں پر ہمارے ساتھیوں کی  
 لاشیں موجود تھیں“..... ٹام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ذرا ہولڈن یا ڈون کو چیک کرو۔ ایک گھنٹہ گزر چکا ہے لیکن  
 انہوں نے ابھی تک مجھے رپورٹ نہیں دی“..... ولسن نے تشویش  
 بھرے لہجے میں کہا تو ٹام نے سر ہلایا اور پلٹ کر کمرے سے نکل  
 گیا۔ ولسن میز کی دوسری جانب رکھی کرسی پر آ بیٹھا اور میز کی چلی  
 دراز میں رکھی شراب کی بوتل اٹھا کر منہ سے لگالی۔ چند گھونٹ لینے  
 کے بعد اس نے بوتل واپس دراز میں رکھ دی اور پھر نیا سگریٹ  
 سٹکا کر کش لینے لگا۔ تقریباً پانچ منٹ بعد ٹام دوبارہ کمرے میں  
 داخل ہوا۔

”باس۔ ہولڈن سے رابطہ قائم نہیں ہو سکا“..... ٹام نے  
 مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”کیوں۔ کیا ڈون کو کال کیا تھا“..... ولسن نے چوکتے ہوئے  
 تیزی سے پوچھا۔

کمرے میں اس وقت ولسن اکیلا تھا اور سگریٹ کے کش لیتا ہوا  
 کمرے میں ٹہل رہا تھا۔ وہ پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں سوچ  
 رہا تھا کہ ان کا کیسے خاتمہ کرے۔ پہلے اسے امید تھی کہ جولیا اور  
 اس کے ساتھیوں کا تعاقب کر کے اس کا ماتحت راجر ان کا ٹھکانہ  
 ٹریس کر لے گا اور اس کی رپورٹ پر وہ فوراً ان کے ٹھکانے پر  
 بھرپور حملہ کر کے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے تمام ممبرز کو ختم کر ڈالے  
 گا لیکن راجر سے رابطہ قائم نہ ہونے پر اسے یقین ہو گیا تھا کہ وہ  
 بھی پاکیشیائی ایجنٹوں کی قید میں پکچھ چکا ہے۔ اب اسے پوائنٹ ٹو  
 پر پکڑے جانے والے پاکیشیائی ایجنٹ کے بارے میں ہولڈن کی  
 رپورٹ کا انتظار تھا اور اسے امید تھی کہ ہولڈن پاکیشیائی ایجنٹ سے  
 اس کا ٹھکانہ معلوم کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ پھر اچانک  
 کمرے کا دروازہ کھلا اور اس کا ماتحت ٹام اندر آیا تو ولسن رک کر



”لیس باس۔ میں نے دونوں کو دو دو مرتبہ کال کی ہے لیکن کسی نے کال رسیو نہیں کی تو پھر میں نے مائیکل اور فوسٹر کو ٹرائی کیا تو انہوں نے بھی جواب نہیں دیا“..... ٹام نے جواب دیتے ہوئے کہا تو ولسن کے چہرے پر گہرا اضطراب پھیل گیا۔

”اوہ۔ یقیناً وہاں بھی پاکیشیائی ایجنٹوں نے ایک کر کے سب کو ختم کر دیا ہو گا“..... ولسن نے ہونٹ کھینچتے ہوئے کہا۔

”باس۔ پھر تو یقیناً ہم بھی خطرے میں ہیں“..... ٹام نے گہرا کر کہا۔

”نہیں۔ ہولڈن کو اس عمارت کا ایڈریس معلوم نہیں ہے جیسے تمہیں وہاں کا پتہ نہیں تھا۔ بہر حال تم اپنے آدمیوں کو الارٹ رکھو۔ میں پوائنٹ فائو پر موجود ممبرز کو طلب کہتا ہوں“..... ولسن نے انتہائی سخت لہجے میں کہا تو ٹام پلٹ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس کے جانے کے بعد ولسن نے لائٹر نما ٹرانسمیٹر اٹھایا اور آن کر دیا۔

”ہیلو رچرڈ۔ ولسن کالنگ۔ اوور“..... ولسن نے رچرڈ کو کال کرتے ہوئے کہا۔

”لیس باس۔ رچرڈ رسیونگ یو۔ اوور“..... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

”تمہارے پاس کتنے آدمی ہیں۔ اوور“..... ولسن نے پوچھا۔  
”گورڈن کے علاوہ چار ممبرز ہیں باس۔ گورڈن پروفیسر شیرازی کے مشن پر کام کر رہا ہے۔ اوور“..... دوسری طرف سے رچرڈ نے

مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”مجھے معلوم ہے۔ تم تمام ممبرز کو لے کر یہاں آ جاؤ۔ ایڈریس نوٹ کرو۔ اوور“..... ولسن نے تیزی سے کہا اور پھر اس نے ایڈریس بتا دیا۔

”رائٹ سر۔ کیا یہ عمارت خالی کر کے آئیں۔ اوور“..... رچرڈ نے پوچھا۔

”نہیں۔ فی الحال اسے لاک کر دو۔ پاکیشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ کرنے کے بعد اسے استعمال کیا جائے گا۔ اوور اینڈ آل“..... ولسن نے کہا اور مزید چند ہدایات دینے کے بعد اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ کچھ دیر بعد اسے کوئی خیال آیا تو وہ ٹرانسمیٹر آن کر کے اپنے ایک ماتحت سے رابطہ قائم کرنے لگا۔

”ہیلو گورڈن۔ ولسن کالنگ۔ اوور“..... ولسن نے گورڈن کو کال کرتے ہوئے کہا۔

”لیس باس۔ گورڈن رسیونگ یو۔ اوور“..... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایک آواز بلند ہوئی۔

”تم فوراً پوائنٹ ٹو پر جاؤ اور احتیاط سے وہاں کا جائزہ لو۔ وہاں موجود ممبرز سے رابطہ قائم نہیں ہو رہا۔ شاید وہاں پاکیشیائی ایجنٹوں نے حملہ کر کے سب کو ختم کر دیا ہے۔ ہو سکتا ہے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا کوئی ممبر عمارت کی نگرانی کر رہا ہو اس لئے بے حد محتاط رہنا۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی دشمن تمہارا پیچھا کرے یا تمہیں گرفت

”کیا جولیا کے ساتھیوں نے تم سے پوچھ کچھ نہیں کی تھی۔  
اور“..... ولسن نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”نوسر۔ شاید وہ جلدی میں تھے۔ اور“..... راجر نے جواب  
دیا۔

”یہی بات ہوگی کیونکہ وہ پوائنٹ قہری پر ہمارے تمام ممبرز کو  
ہلاک کر کے آ رہے تھے۔ اور“..... ولسن نے سر ہلاتے ہوئے  
کہا۔

”اوہ۔ کیا واقعی۔ باس۔ اور“..... راجر نے حیرت بھرے لہجے  
میں کہا۔

”ہاں۔ اور یقیناً انہوں نے پوائنٹ ٹو پر بھی حملہ کر کے سب کو  
ختم کر دیا ہے۔ اس طرح ہمارے تین ٹھکانے بے کار ہو گئے  
ہیں۔ اب میں نے پوائنٹ فائیو سے تمام ممبرز کو اپنے پاس طلب کر  
لیا ہے۔ اور“..... ولسن نے کہا۔

”تو کیا میں پوائنٹ فائیو پر نہیں جاسکتا باس۔ اور“..... راجر  
نے پوچھا۔

”نہیں۔ تم پوائنٹ فور پر آ جاؤ۔ میں رچرڈ کو ہدایت کر دیتا  
ہوں کہ وہ ادھر آتے ہوئے تمہیں پہلوی چوک سے پک کر لے۔  
کیا تمہاری نگرانی تو نہیں کی جا رہی۔ اور“..... ولسن نے جواب  
دیتے ہوئے کہا۔

”نوسر۔ میں اپنی گاڑی سے تقریباً نصف کلومیٹر دور آ چکا ہوں

میں لے کر تم سے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ مجھے  
نصف گھنٹے کے اندر اندر رپورٹ ملنی چاہئے۔ اور“..... ولسن نے  
ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”رائٹ سر۔ پوائنٹ ٹو کا ایڈریس۔ اور“..... دوسری طرف  
سے گورڈن نے کہا۔

”ایڈریس نوٹ کرو۔ اور اینڈ آل“..... ولسن نے اسے  
ایڈریس بتانے کے بعد ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور پھر اس نے  
ٹرانسمیٹر میز پر رکھا ہی تھا کہ اس سے سیٹی کی آواز ابھرنے لگی تو  
ولسن نے چونکتے ہوئے ٹرانسمیٹر اٹھایا اور آن کر دیا۔

”ہیلو باس۔ راجر کالنگ۔ اور“..... ٹرانسمیٹر سے راجر کی آواز  
بلند ہوئی تو ولسن بے اختیار اچھل پڑا۔

”لیس راجر۔ ولسن رسیونگ یو۔ تم کہاں ہو۔ اور“..... ولسن نے  
جلدی سے کہا۔

”مجھے ابھی ابھی ہوش آیا ہے باس۔ جولیا کے ساتھیوں نے  
پہلوی روڈ پر بے آواز ریوالور سے میری گاڑی کا ٹائر برسٹ کر دیا  
اور میرے سنبھلنے سے پہلے ہی آ کر میرے سر پر ریوالور کے دستے  
سے ضرب لگائی تھی۔ اس کے بعد مجھے ہوش نہیں رہا تھا۔ اب ہوش  
آیا ہے تو کوئی ٹیکسی نظر نہیں آ رہی۔ ٹیکسی کی تلاش میں پیدل چلتا  
ہوا چوراہے تک آیا ہوں لیکن یہاں بھی کوئی ٹیکسی نہیں ملی۔  
اور“..... دوسری طرف سے راجر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

اور اب تک مجھے اپنے پیچھے کوئی گاڑی یا آدمی دکھائی نہیں دیا۔ ویسے بھی اس وقت سڑکیں، گلیاں سنان پڑی ہیں۔ اوور..... راجر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم انتظار کرو۔ میں رچرڈ کو کال کرتا ہوں۔ اوور اینڈ آل.....“ ولسن نے آخر میں کہا اور ٹرانسمیٹر پر فریکوئنسی تبدیل کر کے بولنے لگا۔

”ہیلو رچرڈ۔ ولسن کالنگ۔ اوور.....“ ولسن نے رچرڈ کو کال کرتے ہوئے کہا۔

”لیس باس۔ رچرڈ رسیونگ یو۔ اوور.....“ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے رچرڈ کی آواز سنائی دی۔

”پہلوی روڈ کے چوراہے پر راجر موجود ہے۔ اس کی گاڑی کا ٹائر برسٹ ہو گیا ہے۔ تم وہاں سے گزرو تو اسے ساتھ لے لیتا۔ اپنے تعاقب سے بھی ہوشیار رہنا۔ اوور اینڈ آل.....“ ولسن نے ہدایات دیتے ہوئے سخت لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ پھر اس نے ایک سگریٹ سلگایا اور راجر کے بارے میں سوچنے لگا کہ پاکیشیائی ایجنٹوں نے راجر کو تعاقب سے باز رکھنے کے لئے اس کی کار کا ٹائر برسٹ کرنے کے بعد اسے بے ہوش کرنا کیوں ضروری سمجھا اور اسے قتل کیوں نہیں کیا۔ کیا ان کا مقصد جولیا کو آزاد کرانے تک محدود تھا۔ اگر یہی بات تھی تو پھر پاکیشیائی ایجنٹ پوائنٹ ٹو پر کیوں اور کیسے جا پہنچا تھا۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد

ٹرانسمیٹر سے سگنل کی آواز ابھری تو اس کی سوچ کا سلسلہ ٹوٹ گیا اور اس نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو باس۔ گورڈن کالنگ۔ اوور.....“ ٹرانسمیٹر سے گورڈن کی آواز سنائی دی۔

”لیس گورڈن۔ ولسن رسیونگ یو۔ کیا خبر ہے۔ اوور.....“ ولسن نے تیزی سے کہا۔

”باس۔ پوائنٹ ٹو کی عمارت میں کوئی ممبر زندہ نہیں ہے۔ سب کی لاشیں پڑی ہیں۔ البتہ ہولڈن غائب ہے۔ اوور.....“ دوسری طرف سے گورڈن نے مودبانہ لہجے میں کہا تو ولسن چونک پڑا۔

”اوہ۔ یقیناً پاکیشیائی ایجنٹ اسے ساتھ لے گئے ہوں گے تاکہ اس سے ہمارے دوسرے ٹھکانوں کے بارے میں معلوم کر سکیں۔ کیا عمارت کی نگرانی ہو رہی ہے۔ اوور.....“ ولسن نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

”نہیں باس۔ مجھے عمارت کے آس پاس کوئی مشتبہ شخص نظر نہیں آیا ورنہ میں اندر جانے کی کوشش نہ کرتا۔ میں پورا اطمینان کرنے کے بعد ہی عقبی دیوار پھانڈ کر اندر گیا تھا اور اسی طرف سے ہی باہر آیا ہوں۔ اوور.....“ گورڈن نے جواب دیا۔

”کیا تمہاری گاڑی میں ٹائم بم موجود ہیں۔ اوور.....“ ولسن نے

پوچھا۔

”لیس سر۔ چند ٹائم بم موجود ہیں۔ حکم فرمائیے۔ اوور.....“ گورڈن

نے چوکتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔  
 ”ٹھیک ہے۔ تمام لاشوں کو ایک کمرے میں اکٹھا کر کے وہاں  
 ٹائم بم ڈال دو تا کہ لاشیں ناقابل شناخت ہو جائیں۔ پانچ منٹ کا  
 وقت لگا کر تم یہاں آ جاؤ۔ اپنے تعاقب سے ہوشیار رہنا۔ اور اینڈ  
 آل“..... ولسن نے سخت لہجے میں ہدایات دیتے ہوئے کہا اور پھر  
 ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

راجر پہلوی روڈ کے چوراہے پر سڑک کے کنارے فٹ پاتھ پر  
 کھڑا بائیں جانب سے آنے والی دو گاڑیوں کو دیکھ رہا تھا۔ اس  
 وقت سڑک پر ان دونوں کے سوا کوئی گاڑی نظر نہیں آ رہی تھی۔  
 چند لمحوں بعد گاڑیاں قریب پہنچیں تو راجر فٹ پاتھ سے سڑک پر اترا  
 اور اگلی گاڑی کی ہیڈ لائٹس راجر پر پڑیں تو گاڑی کی رفتار یکدم کم  
 ہو گئی اور پھر وہ راجر کے پاس آ کر رک گئی۔ اس میں ڈرائیور کے  
 علاوہ صرف ایک آدمی تھا۔ وہ دونوں شکلوں سے بلگارنوی نظر آ  
 رہے تھے۔ فرنٹ سیٹ پر بیٹھا شخص کافی قوی الجھہ تھا۔ دوسری کار  
 بھی اس سے چند قدم پیچھے رک گئی تھی اور اس میں تین افراد سوار  
 تھے۔

”بیٹھو راجر۔ تمہاری گاڑی کہاں ہے“..... قوی الجھہ شخص نے  
 راجر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو راجر عقبی نشست کا دروازہ کھول

کر سیٹ پر بیٹھا تو ڈرائیور نے کار آگے بڑھاتے ہوئے دائیں جانب کی سڑک پر موڑ دی۔

”وہ دوسری سڑک پر نصف کلومیٹر دور کھڑی ہے۔ میں ٹیکسی کی تلاش میں یہاں تک پیدل آیا ہوں۔ کیا تمہیں باس نے نہیں بتایا؟“..... راجر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عقب میں آنے والی کار کی طرف دیکھا۔

”ہاں۔ باس نے بتایا تھا کہ تمہاری کار کا ٹائر برسٹ ہو گیا ہے۔“..... فرنٹ سیٹ پر بیٹھے رچرڈ نے سامنے دیکھتے ہوئے کہا۔

”راجر۔ ٹائر کیسے برسٹ ہوا اور تم اس طرف کیا کرنے آئے تھے؟“..... ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے شخص نے راجر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”باس کے حکم پر جولیا اور اس کے ساتھیوں کا تعاقب کر رہا تھا لیکن وہ ہوشیار ہو گئے اور انہوں نے بے آواز ریوالور سے فائر کر کے ٹائر برسٹ کر دیا۔ پھر میرے سنبھلنے سے پہلے ہی قریب آ کر انہوں نے ریوالور کے دستہ سے میرے سر پر ضرب لگائی تو میں بے ہوش ہو گیا۔ ہوش آیا تو میں نے باس کو کال کر کے بتایا کہ یہاں ٹیکسی نہیں مل رہی اور باس نے مجھے ہدایت کی کہ میں تمہارا انتظار کروں“..... راجر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”پاکیشیائی ایجنٹوں کی موت کا وقت قریب آ چکا ہے راجر۔ باس ممبرز کے قتل عام پر بہت غضبناک ہو چکا ہے“..... رچرڈ نے

غصیلے لہجے میں کہا۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس نے ہمیں کافی نقصان پہنچایا ہے۔ ہمارے تین ٹھکانوں پر انہوں نے ایک آدمی کو بھی زندہ نہیں چھوڑا۔ کیا پوائنٹ فائیو بھی ان کی نگاہوں میں آ چکا ہے؟“..... راجر نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ فی الحال اسے لاک کر دیا گیا ہے۔ پاکیشیائی ایجنٹوں کو ختم کرنے کے بعد ہم اس عمارت کو استعمال کریں گے۔ شاید باس نے دشمن کا ٹھکانہ معلوم کر لیا ہے اس لئے ہمیں طلب کیا گیا ہے۔“..... رچرڈ نے جواب دیا تو راجر خاموشی سے باہر دیکھنے لگا۔

چند منٹ بعد ڈرائیور نے مولائی روڈ پر واقع ایک بنگلے کے گیٹ پر کار روکی اور ہارن بجایا۔ دوسری کار بھی عقب میں رک گئی تھی۔ چند سیکنڈ بعد گیٹ کھلا اور گیٹ کھولنے والا مشین گن بردار انہیں دیکھ کر ایک طرف ہٹ گیا۔ دونوں گاڑیاں آگے پیچھے بنگلے میں داخل ہوئیں اور برآمدے کے سامنے کھڑی کار کے پیچھے رک گئیں۔ دونوں گاڑیوں میں سوار رچرڈ کے ساتھی کاروں سے اترے اور رچرڈ کے پیچھے برآمدے کی طرف بڑھے جہاں ایک دراز قامت شخص کھڑا تھا۔ رچرڈ اسے دیکھ کر مسکرا دیا۔

”ہیلو ٹام۔ کیا باس کے کمرے میں جاتا ہے؟“..... رچرڈ نے دراز قامت شخص سے کہا۔

”صرف تم اور راجر باس کے کمرے میں جاؤ۔ باقی لوگ آخری

کمرے میں چلیں۔ وہاں میٹنگ ہو گئی..... ٹام نے مسکراتے ہوئے کہا اور پلٹ کر چل دیا۔ رچرڈ اور اس کے ساتھی ٹام کے پیچھے برآمدے میں داخل ہوئے۔ راہداری میں آ کر ٹام دوسرے کمرے کے دروازے پر رکا تو رچرڈ اور راجر بھی رک گئے۔

”تم دونوں باس کے پاس جاؤ۔ باقی میرے ساتھ آئیں۔“ ٹام نے رچرڈ سے کہا اور آخری کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ رچرڈ کے چاروں ساتھی بھی ٹام کے پیچھے اس طرف چل دیئے جبکہ رچرڈ نے دروازے پر آہستہ سے دستک دی۔

”کم ان“..... اندر سے ولسن کی مخصوص آواز سنائی دی تو رچرڈ نے ہینڈل گھما کر دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا تو راجر بھی اندر آ گیا۔ سامنے میز کے پیچھے ولسن بیٹھا ان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ راجر اور رچرڈ نے ادب سے اسے سلام کیا۔

”رچرڈ۔ تمہارا تعاقب تو نہیں کیا گیا“..... ولسن نے سر کے اشارے سے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

”نوسر۔ میں نے مسلسل پیچھے نگاہ رکھی تھی..... رچرڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”تمہارے دوسرے ساتھی کہاں ہیں“..... ولسن نے سگریٹ کا کش لیتے ہوئے پوچھا۔

”انہیں ٹام میٹنگ روم میں لے گیا ہے“..... رچرڈ نے جواب دیا۔

”تم سناؤ راجر۔ مجھے اندیشہ ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹوں نے تمہیں بلاوجہ زندہ نہیں چھوڑا ہوگا“..... ولسن نے اس مرتبہ راجر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”میں خود بھی حیران ہوں باس۔ شاید انہوں نے مجھے بلگانوی ایجنٹ سمجھا ہوگا“..... راجر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ انہیں معلوم ہے کہ ان کا تعاقب کرنے والا کسی مقامی ایجنسی یا انٹیلی جنس کا ممبر نہیں ہو سکتا کیونکہ اس وقت صرف ہم ہی ان کے مد مقابل ہیں اس لئے مجھے شک ہے کہ انہوں نے تمہیں بے ہوش کرنے کے بعد تمہارے لباس میں کوئی خاص آلہ یا انڈیکسٹر چھپا دیا ہوگا تاکہ تمہارے ذریعے ہمارے کسی ٹھکانے پر پہنچ سکیں۔ تم اپنے لباس کی تلاشی لو۔ رچرڈ تم ذرا چیک کرو“..... ولسن نے مسلسل بولتے ہوئے رچرڈ سے کہا تو رچرڈ، راجر کے قریب آ کر اس کے لباس کی تلاشی لینے لگا۔

”نوسر۔ صرف ٹرانسمیٹر اور ریوالور ہے“..... چند لمحوں بعد رچرڈ نے ولسن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم دونوں میٹنگ روم میں چلو۔ گورڈن بھی آنے والا ہے“..... ولسن نے مطمئن انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو راجر اور رچرڈ پلٹ کر دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ وہ دونوں کمرے سے نکلے تو برآمدے کی طرف سے ایک آدمی آتا دکھائی دیا۔

”ہیلو گورڈن۔ تم آ گئے“..... رچرڈ نے مسکراتے ہوئے اس

آدمی سے کہا۔

”ہاں۔ تم کب آئے ہو“..... گورڈن نامی شخص نے قریب آ کر ان دونوں سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

”تین چار منٹ پہلے۔ باس نے میٹنگ کرنے کے لئے طلب کیا ہے۔ آؤ“..... رجڈ نے جواب دیا۔

”میں ذرا باس کو اپنے پہنچنے کی اطلاع دے دوں۔ میٹنگ کس کمرے میں ہے“..... گورڈن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آخری کمرے میں۔ ٹام اور دوسرے ساتھی وہاں موجود ہیں۔“ رجڈ نے کہا تو گورڈن دروازہ کھول کر ولسن کے کمرے میں داخل ہوا جبکہ رجڈ، راجر کے ساتھ آخری کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

”ایک منٹ۔ میں ذرا واش روم ہو آؤں۔ معلوم نہیں میٹنگ کتنی لمبی ہو جائے“..... چند قدم چلنے کے بعد راجر نے یکدم رکتے ہوئے رجڈ سے کہا اور قریبی کمرے کا دروازہ کھول کر اندر چلا گیا۔

رجڈ رکتے بغیر چلتا ہوا رابداری کے اختتام پر واقع کمرے کے دروازے پر پہنچا اور دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہوا۔ یہ کافی بڑا کمرہ تھا۔ اس میں ایک آفس ٹیبل کے سامنے کرسیوں پر آٹھ

افراد بیٹھے تھے۔ میز کی دوسری جانب واحد کرسی خالی تھی۔ رجڈ سب سے پیچھے پڑی چار میز سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد گورڈن کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے رجڈ کے قریب والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے ادھر ادھر دیکھا تو تمام ممبرز خاموش بیٹھے تھے

ور ان سب کا رخ میز کی جانب تھا۔

”راجر نظر نہیں آ رہا۔ وہ کہاں ہے“..... گورڈن نے رجڈ سے آہستہ سے پوچھا۔

”واش روم میں گیا ہے۔ آنے ہی والا ہوگا۔ باس کب آئے گا“..... رجڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”باس نے بتایا نہیں۔ کیا تمام ممبرز آ چکے ہیں“..... گورڈن نے پوچھا۔

”ہاں۔ آدھے سے زیادہ تو پاکیشیائی ایجنٹوں کے ہاتھوں مارے جا چکے ہیں“..... رجڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور اسی لمحے دروازہ کھول کر ولسن کمرے میں داخل ہوا تو تمام ممبرز نے پلٹ کر دیکھا اور احتراماً اٹھ کھڑے ہوئے۔ ولسن چلتا ہوا میز کے پیچھے رکھی کرسی کے پاس آیا اور ممبرز کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے بیٹھتے ہی تمام افراد بھی بیٹھ گئے۔

”ٹام۔ کیا تمام ممبرز موجود ہیں“..... ولسن نے ایک نظر میٹنگ روم میں دوڑاتے ہوئے پوچھا۔

”لیس باس“..... اگلی قطار میں بیٹھے ٹام نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”راجر کہاں ہے“..... ولسن نے رجڈ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”واش روم میں سر“..... رجڈ نے مودبانہ لہجے میں کہا اور اسی

لمحے راجر کمرے میں داخل ہوا۔ وہ رچرڈ کے بائیں جانب موجود خالی کرسی کی طرف بڑھا تو ولسن اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔

”راجر۔ تم کہاں چلے گئے تھے“..... ولسن نے سخت لہجے میں راجر کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

”سوری باس۔ میں ذرا واش روم تک گیا تھا“..... راجر نے اپنی جگہ پر رکتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”ہاتھ بلند کر لو ورنہ گورڈن تمہاری کھوپڑی میں سوراخ کر دے گا“..... ولسن نے راجر کو گھورتے ہوئے کہا تو راجر نے تیزی سے

رچرڈ کی دوسری جانب بیٹھے گورڈن کی طرف دیکھا۔ دوسرے ساتھیوں نے بھی تیزی سے چہرے پیچھے گھمائے اور چونک پڑے۔ گورڈن کے ہاتھ میں ریوالور تھا جس کی نال راجر کی طرف اٹھی ہوئی تھی۔ دوسرے ہی لمحے گورڈن کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”میں سمجھ نہیں سکا باس“..... راجر نے حیرت سے منہ پھاڑتے ہوئے کہا اور ہاتھ بلند کر لئے۔

”رچرڈ۔ تم بھی اسے کور کر لو۔ یہ راجر نہیں ہے“..... ولسن نے رچرڈ کو حکم دیتے ہوئے کہا تو اس نے کھڑے ہوتے ہوئے تیزی سے ریوالور نکالا اور راجر پر تان لیا۔ ولسن کی بات سن کر تمام ممبرز بے اختیار اچھل پڑے۔

”اوہ۔ کیا یہ راجر نہیں ہے باس“..... ٹام نے کرسی سے اٹھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ جب یہ رچرڈ کے ساتھ میرے کمرے میں آیا تو مجھے اس کی آنکھیں غیر مانوس محسوس ہوئیں۔ اس کے جانے کے بعد میں نے غور کیا تو اس کے اور راجر کے قد میں فرق تھا۔ گورڈن چونکہ راجر کا دیرینہ دوست ہے اس لئے میں نے اس سے اپنے شبہ کا اظہار کیا اور اس نے بھی میرے شبہ کی تائید کی“..... ولسن نے راجر کو گھورتے ہوئے کہا۔

”تو کیا یہ راجر کے میک اپ میں ہے“..... رچرڈ نے غور سے راجر کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ راجر اسی میک اپ میں تھا۔ مجھے یقین ہے کہ اس نے واش روم میں جا کر اپنے ساتھیوں سے کسی ٹرانسمیٹر پر کال کی ہو گی۔ ٹام تم چند ممبرز کے ساتھ باہر پہرہ دو۔ میں اس کا میک اپ واش کراتا ہوں“..... ولسن نے ٹام کو ہدایات دیتے ہوئے کہا تو ٹام نے چند ممبرز کی طرف اشارہ کیا اور چار ممبرز اٹھ کر ٹام کے ساتھ کمرے سے باہر نکل گئے۔

”اب بتاؤ۔ تم کون ہو اور راجر کہاں ہے“..... ولسن نے راجر سے سخت لہجے میں پوچھا۔

”میں راجر ہوں باس۔ آپ تصدیق کر سکتے ہیں“..... راجر نے آہستہ سے کہا۔ دوسرے ممبرز بھی کرسیوں سے اٹھ گئے تھے۔

”شٹ اپ۔ پہلے مجھے محض شبہ تھا لیکن اب یقین ہو چکا ہے۔ راجر میرے سامنے بھی اس طرح بے خوف ہو کر بات نہیں کرتا۔



صدر کے جانے کے بعد عمران نے جولیا کو آرام کرنے کی ہدایت کی تو اس نے انکار کر دیا۔  
 ”نہیں۔ میں تم لوگوں کے ساتھ چلوں گی“..... جولیا نے سخت لہجے میں کہا۔  
 ”دیکھو۔ تم اپنا کوٹہ پورا کر چکی ہو۔ اب ہمیں بھی اپنا کوٹہ پورا کرنے دو“..... عمران نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔  
 ”کون سا کوٹہ“..... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔  
 ”قتل و غارت کا۔ دو قتل کرنے کے بعد بھی تمہارا دل ٹھنڈا نہیں ہوا تو میرا سینہ حاضر ہے۔ جتنی جی چاہے میرے دل میں گولیاں مار لو لیکن ساتھ چلنے کی ضد نہ کرو۔ بقول کنفیو شس، ساتھ جانے کی ضد نہ کرو“..... عمران نے کہا تو چوہان اور سلیمان مسکرانے لگے۔  
 سلیمان، چوہان کے صوفے کے عقب میں ایک کرسی پر بیٹھا ہوا

جلدی بتاؤ تمہارے ساتھی کہاں ہیں“..... ولسن نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔  
 ”باس۔ اس کا میک اپ صاف کیا جائے“..... ایک آدمی نے ولسن سے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔  
 ”ہاں۔ جیک تمہاری جیب میں میک اپ واشر ہے تو اس کے چہرے پر سرے کرو“..... ولسن نے بائیں جانب کھڑے ایک ممبر کو ہدایت کرتے ہوئے کہا تو جیک نامی شخص نے اپنے کوٹ کی جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی جو بظاہر پرفیوم اسپرے لگتی تھی۔ جیک شیشی ہاتھ میں لے کر راجر کی طرف بڑھا اور اس نے راجر کے سامنے رک کر اس کے چہرے پر سرے کر دیا۔ سرے سے سفید رنگ کی گیس فوار کی شکل میں راجر کے چہرے پر پڑی اور چند لمحوں میں ہی اس کے چہرے کا میک اپ دھواں سا بن کر اڑ گیا۔ اب راجر کی اصل شکل دکھائی دینے لگی تو تمام ممبرز چونک پڑے کیونکہ وہ پاکیشیائی صورت تھی۔  
 ”کیا اب بھی تم خود کو راجر کہو گے پاکیشیائی کہتے“..... ولسن نے غراتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا تو اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک لمحہ کے لئے سب لوگوں نے دروازے کی طرف دیکھا ہی تھا کہ راجر نے پھرتی سے ہاتھ نیچے کرتے ہوئے رچرڈ کے ہاتھ سے ریوالور چھینا اور رچرڈ کی کپٹی سے لگا دیا۔

”عمران صاحب ٹھیک کہہ رہے ہیں مس جولیا۔ آپ پہلے ہی مسلسل بھاگ دوڑ کے سبب کافی تھکی ہوئی ہیں“..... چوہان نے جولیا کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

”صاحب۔ میں نے ابھی تک ایک بھی آدمی نہیں مارا۔ مجھے بھی کوئی پورا کرنا ہے“..... سلیمان نے جلدی سے کہا۔  
 ”نہیں۔ اب فائنل رائڈ ہو گا۔ اس میں تمہاری ضرورت نہیں ہے“..... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

”فائنل ہے تو کیا ہوا صاحب۔ مجھے گول کیپر رکھ لیجئے گا۔ جو بھی گول کی طرف آیا میں اسے گولی مار دوں گا“..... سلیمان نے کہا تو تنویر، چوہان اور جولیا بے ساختہ مسکرا دیئے اور اسی لمحے عمران کے واچ ٹرانسمیٹر پر سگنل موصول ہوا تو اس نے واچ ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو عمران صاحب۔ صفدر کاننگ۔ اور“..... واچ ٹرانسمیٹر سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

”لیس صفدر۔ عمران انڈنگ یو۔ اور“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ فوراً یہاں پہنچ جائیں۔ مشہدی بھی آچکا ہے اور ایک گلی میں موجود ہے۔ اور“..... صفدر نے کہا۔

”گڈ۔ ہم پانچ منٹ میں پہنچ رہے ہیں۔ اور“..... عمران نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

”بہتر۔ اگر آپ کے آنے سے پہلے میں یہاں سے روانہ ہو گیا تو مشہدی آپ کو گائیڈ کرے گا۔ اور“..... صفدر نے کہا۔  
 ”اوکے۔ کیا تم نے اسے ٹرانسمیٹر دے دیا ہے۔ اور“۔ عمران نے پوچھا۔

”جی ہاں۔ اس کے پاس فورڈ کا ٹرانسمیٹر ہے۔ ٹرانسمیٹر کا اسے طریقہ کار بھی سمجھا دیا ہے۔ اور“..... صفدر نے جواب دیا۔  
 ”ٹھیک ہے۔ بس محتاط رہنا۔ منزل پر پہنچ کر ممکن ہو تو مجھے وہاں کی پوزیشن بتا دینا۔ اور اینڈ آل“..... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”آؤ“..... عمران نے صوفے سے اٹھتے ہوئے چوہان اور تنویر سے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک کار میں سفر کر رہے تھے۔ عمران ڈرائیونگ سیٹ پر تھا جبکہ تنویر اور چوہان عقبی نشست پر موجود تھے۔ تقریباً دو منٹ بعد ہی واچ ٹرانسمیٹر پر سگنل موصول ہوا تو عمران نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو عمران صاحب۔ مشہدی کاننگ۔ اور“..... ٹرانسمیٹر سے مشہدی کی آواز سنائی دی۔

”لیس مشہدی۔ عمران انڈنگ یو۔ اور“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”وہ لوگ صفدر صاحب کو لے گئے ہیں اور میں ان کے پیچھے جا

سے مشہدی کی آواز سنائی دی۔

”ٹھیک ہے۔ ہم دوسرے چوراہے کے قریب پہنچ چکے ہیں۔“  
اور..... عمران نے جواب دیا اور پھر چند منٹ بعد وہ تیسرے  
چوراہے پر پہنچ گئے۔ عمران نے وہاں سے بائیں جانب کار موڑ  
دی۔

”ہیلو عمران صاحب۔ مولائی روڈ پر ایک بنگلہ کے گیٹ پر اگلی  
گاڑیاں رک چکی ہیں اور میں پہلی گلی میں داخل ہو کر رک گیا  
ہوں۔ اور..... چند لمحوں بعد مشہدی کی آواز سنائی دی۔  
”اوہ۔ لیکن مجھے تو اس طرف کوئی گاڑی نظر نہیں آ رہی۔“  
اور..... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

”آپ ابھی پیچھے ہیں۔ آگے ایک جگہ موڑ آئے گا۔ اس طرف  
مڑنے کے بعد پہلی گلی کے باہر میں آپ کا انتظار کر رہا ہوں۔ اور  
اینڈ آل..... مشہدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو  
عمران نے بھی واچ ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ کچھ دور آ کر سڑک بائیں  
جانب مڑ گئی۔ عمران نے اس طرف کار موڑی تو کچھ فاصلے پر ایک  
گلی کے باہر ایک شخص کھڑا دکھائی دیا۔ عمران نے رفتار کم کی اور گلی  
کے قریب پہنچ کر کار روکی تو وہ آدمی کار کے قریب آ گیا جو کہ  
مشہدی ہی تھا۔ عمران نے اس کے لئے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولا  
تو مشہدی اندر بیٹھ گیا اور عمران نے کار آگے بڑھا دی۔

”بائیں ہاتھ پر چوتھا بنگلہ ہے“..... مشہدی نے سامنے دیکھتے

رہا ہوں۔ آپ کہاں ہیں۔ اور..... مشہدی نے پوچھا۔  
”ہم اسٹیڈیم روڈ پر ہیں۔ تم کہاں ہو۔ اور..... عمران نے  
جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ان کی دو گاڑیاں ہیں اور وہ شیرازی روڈ پر آ چکے ہیں۔ کافی  
طویل سڑک ہے۔ آپ چاہیں تو شارٹ کٹ راستے سے اس روڈ  
کے دوسرے سگنل پر پانچ منٹ سے پہلے پہنچ سکتے ہیں۔ اسٹیڈیم روڈ  
کے آخری چوراہے سے کچھ پیچھے بائیں ہاتھ پر ایک اسٹریٹ ہے۔  
وہ سیدھی شیرازی روڈ پر آ نکلتی ہے۔ اور..... مشہدی نے جواب  
میں وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ ہم اس گلی کے قریب پہنچنے والے ہیں۔ تم ذرا دور رہ  
کر ان کا تعاقب کرو۔ اگر انہیں شبہ ہو گیا تو صفدر مصیبت میں پڑ  
جائے گا۔ بس تم راستے کی نشاندہی کرتے رہو۔ اگر انہیں شبہ ہو  
جائے تو رک جانا۔ منزل پر پہنچ کر صفدر ہمیں ایڈریس بتا دے گا۔  
ٹرانسمیٹر آن رکھنا۔ اور..... عمران نے مشہدی کو ہدایات دیتے  
ہوئے کہا اور کار کی رفتار میں اضافہ کرنے لگا۔ پھر جونہی سگنل چوک  
سے پیچھے بائیں ہاتھ پر کشادہ گلی دکھائی دی اس نے گلی میں گاڑی  
موڑ دی۔ گلی کا اختتام شیرازی روڈ پر ہوا اور عمران نے دائیں  
جانب کار موڑ دی۔

”ہیلو عمران صاحب۔ ان کی گاڑیاں شیرازی روڈ کے تیسرے  
چوراہے سے مولائی روڈ پر مڑ رہی ہیں۔ اور..... دفعتاً واچ ٹرانسمیٹر

ہوئے کہا تو عمران نے اس بنگلے کے سامنے سے گزرتے ہوئے بنگلے کا جائزہ لیا۔ بنگلے کا گیٹ بند تھا اور کمپاؤنڈ میں روشنی ہو رہی تھی۔ عمران نے اس سے اگلے بنگلے کی دوسری جانب واقع گلی میں کار داخل کی اور چند قدم آگے آ کر روک دی۔ وہ انجن بند کر کے کار سے اترا اور اس کے اشارے پر مشہدی، تنویر اور چوہان بھی کار سے باہر آ گئے۔ عمران انہیں ساتھ لئے آگے بڑھنے لگا۔ چند قدم کے فاصلے پر سیدھے ہاتھ پر پتلی سی گلی تھی جو بنگلوں کے عقب سے گزرتی تھی۔ اس میں دونوں اطراف کے بنگلوں کا عقب تھا۔ گلی میں نیم تاریکی تھی اور جگہ جگہ کوڑا کرکٹ پڑا ہوا تھا۔ عمران اس گلی میں داخل ہوا تو مطلوبہ بنگلے کے عقبی کمپاؤنڈ کی دیوار آٹھ فٹ تک بلند تھی اور دیوار کی بالائی سطح پر ایک فٹ بلند نوکیلی گرلیں نصب تھیں۔ اس بنگلے کے عقبی حصے میں بھی تاریکی تھی۔ وہ لوگ اس بنگلے کی طرف بڑھے ہی تھے کہ اچانک عمران کے واچ ٹرانسمیٹر پر سنگٹل موصول ہوا تو وہ رک گیا اور اس نے واچ ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو عمران صاحب۔ صفدر کالنگ۔ اوور“..... واچ ٹرانسمیٹر سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

”لیس صفدر۔ عمران انڈنگ یو۔ اوور“..... عمران نے آہستہ سے کہا۔

”آپ کہاں ہیں۔ کیا مشہدی نے آپ کو گائیڈ کیا ہے۔ اوور“۔

صفدر نے پوچھا۔

”ہاں۔ ہم بنگلے کے عقب میں موجود ہیں۔ تم سناؤ۔ کیسے حالات ہیں۔ اوور“..... عمران نے کہا تو صفدر نے بنگلے کے اندر کی پوزیشن اور ولسن کے بارے میں بتا دیا۔

”تمام لوگ میٹنگ روم میں ہیں اور صرف ایک مسلح گارڈ گیٹ کے پاس کھڑا ہے۔ ہو سکتا ہے عقبی کمپاؤنڈ میں بھی کوئی گارڈ موجود ہو۔ اوور“..... صفدر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم میٹنگ الٹ کر دو۔ کسی کو تم پر شبہ تو نہیں ہوا۔ اوور“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔ لیکن میری تلاشی لینے کے بعد شبہ دور ہو گیا۔ اوور اینڈ آل“..... صفدر نے کہا اور رابطہ ختم ہونے پر عمران نے واچ ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ پھر اس نے تیزی سے چوہان، تنویر اور مشہدی کو ہدایات دیں اور خود واپس چل دیا۔ وہ سڑک پر آیا اور مطلوبہ بنگلے کے گیٹ پر پہنچ کر گیٹ پر دستک دی۔ ایک دو لمحوں بعد گیٹ میں ایک چھوٹا سا خانہ کھل گیا اور اس میں گارڈ کا چہرہ دکھائی دیا۔ عمران کو دیکھ کر گارڈ کی آنکھوں میں حیرت پھیل گئی۔

”اوہ۔ فورڈ“..... گارڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا کیونکہ اس وقت وہ فورڈ کے میک اپ میں تھا۔ پوائنٹ ٹو سے واپس اپنے ٹھکانے پر پہنچ کر اس نے اپنے چہرے پر فورڈ کا میک اپ کر لیا تھا اور یہ میک اپ فورڈ کی اصل

شکل کے مطابق تھا۔ گارڈ نے فوراً ہی گیٹ کھول دیا۔ عمران اندر آیا اور جونہی گارڈ گیٹ بند کر کے عمران کی طرف مڑا عمران نے ایک بازو میں اسے گردن سے دبوچتے ہوئے اس کی کپٹی پر مخصوص انداز میں ہاتھ مارا اور گارڈ کا جسم ڈھیلا پڑتا چلا گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

عمران ایک نگاہ میں ہی جائزہ لے چکا تھا کہ کہاؤنڈ اور برآمدے میں کوئی نہیں ہے۔ اس نے گارڈ کو گیٹ کے پاس رکھی کرسی پر اس انداز میں بیٹھایا جیسے وہ سو رہا ہو۔ پھر اس نے ایک ہاتھ جیب میں ڈالا اور برآمدے کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ دبے پاؤں برآمدے میں داخل ہوا اور راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ راہداری میں کوئی نہ تھا۔ وہ راہداری میں داخل ہوا اور دوسرے کمرے کے پاس پہنچا ہی تھا کہ آخری کمرے کا دروازہ کھلتا دکھائی دیا تو عمران نے تیزی سے دوسرے کمرے کا دروازہ کھولا اور اندر آ کر دروازہ بند کر دیا۔ راہداری میں چند افراد کے قدموں کی آہٹیں سنائی دے رہی تھیں۔ جلد ہی قدموں کی آہٹیں دروازے کے باہر سے گزر کر برآمدے کی طرف چلی گئیں تو عمران نے ذرا سا دروازہ کھول کر باہر جھانکا۔ آخری کمرے کی طرف سے آنے والے افراد برآمدے میں غائب ہو چکے تھے۔

عمران نے کمرے کا جائزہ لیا۔ کمرے میں ایک شاندار آفس ٹیبل کے پیچھے رکھی کرسی خالی پڑی تھی اور یہ وہی کمرہ تھا جس میں

صفدر کی لسن سے ملاقات ہوئی تھی۔ اس کی غیر موجودگی سے ظاہر ہوتا تھا کہ لسن میٹنگ روم میں گیا تھا۔ چنانچہ عمران کمرے سے نکلا اور ریوالور ہاتھ میں لے کر آخری کمرے کی طرف بڑھنے لگا۔ دروازے کے پاس آ کر اس نے جھک کر کی ہول سے اندر جھانکا تو وہ چونک پڑا۔ کمرے میں متعدد کرسیاں رکھی تھیں۔ کرسیوں کے آگے ایک میز کے پیچھے بلڈاگ شکل اور بھاری تن و توش والا اسرائیلی کرسی پر بیٹھا تھا جبکہ چند افراد ادھر ادھر کھڑے تھے۔ کرسیوں سے پیچھے دروازے کے پاس صفدر ہاتھ بلند کئے کھڑا تھا اور اس کے دائیں بائیں کھڑے دو افراد نے اس پر ریوالور تان رکھے تھے۔

”اب بھی تم خود کو راجر کہو گے پاکیشیائی کتے“..... میز کی دوسری جانب بیٹھے بلڈاگ شکل لسن کی غراہٹ بھری آواز سنائی دی تو غصے سے عمران نے جڑے بھینچ لئے۔ اس نے پینڈل گھما کر دروازہ کھولا اور سائیڈ پر ہو گیا۔ پھر ایک لمحہ کے توقف سے وہ کمرے میں داخل ہوا تو اندر کی سچویشن بدل چکی تھی۔ صفدر کے ہاتھ میں ریوالور تھا اور اس نے ریوالور کی نال رچڑ کی کپٹی پر رکھی ہوئی تھی جبکہ اندر کھڑے افراد حیرت سے عمران کی طرف دیکھ رہے تھے۔

”خبردار۔ سب لوگ ہاتھ بلند کر لو ورنہ رچڑ کی کپٹی میں سوراخ کر دوں گا“..... صفدر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

لوگوں کی نگاہیں اب عمران پر مرکوز تھیں۔

”گورڈن نے عمران کو ہمارے مشن اور پروفیسر شیرازی کی نگرانی کے بارے میں بتایا تھا۔ تب عمران نے خود پر گورڈن کا میک اپ کیا تھا۔ میرے پاس ٹرانسمیٹر نہیں تھا ورنہ میں آپ کو رپورٹ کرتا۔ میں نے بڑی مشکل سے لاک اپ کا دروازہ کھولا تو عمران کے دو ساتھی ایک کمرے میں سو رہے تھے جبکہ عمران غائب تھا۔ میں نے عمران کے ساتھی جولیا اور تنویر کو اس ریوالور سے فائر کر کے ختم کر دیا اور وہاں سے نکل آیا“..... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور ریوالور ولسن کی طرف بڑھا دیا۔ ٹھیک اسی لمحے باہر سے ایک چیخ ابھری اور ولسن نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا ہی تھا کہ عمران نے جلدی سے قدم بڑھا کر ریوالور کی نال ولسن کی کنپٹی سے لگا دی اور ولسن بے اختیار اچھل پڑا۔

”ہاتھ بلند کر لو ولسن۔ تمہارے ساتھیوں نے کوئی حرکت کی تو تم مارے جاؤ گے“..... عمران نے غراتے ہوئے کہا اور اسی لمحے صفدر نے فائر کر دیا۔ بے آواز گولی رچڑکی کنپٹی میں اتر گئی اور صفدر نے ریوالور کا رخ ولسن کے دوسرے ساتھیوں کی طرف کر دیا جبکہ رچڑکے ہوئے شہتیر کی طرح فرش پر گر گیا تھا۔ ولسن کے باقی چار ساتھی حیرت و خوف سے اپنی جگہوں پر ساکت کھڑے عمران کی طرف دیکھ رہے تھے جبکہ عمران کے حکم پر ولسن نے ہاتھ بلند کر لئے تھے۔

”اوہ۔ تم۔ تم یہاں کیسے آ گئے فورڈ“..... ولسن نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”بڑی مشکل سے بچ کر آیا ہوں باس“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے ریوالور کا ٹریگر پریس کیا تو صفدر کے بائیں جانب کھڑے شخص کی کھوپڑی میں سوراخ ہو گیا جس نے صفدر پر ریوالور تان رکھا تھا اور وہ شخص چیخے بغیر فرش پر آگرا جبکہ ولسن کے ساتھی عمران کی اس حرکت پر چونک پڑے۔

”اوہ۔ تم نے گورڈن پر فائر کیوں کیا ہے احق“..... ولسن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”سوری باس۔ یہ گورڈن کے میک اپ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا علی عمران تھا“..... عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ اس کا رخ ولسن کی طرف تھا۔

”لیکن تمہیں کیسے پتہ چلا۔ تم تو پاکیشیائی ایجنٹوں کی قید میں تھے“..... ولسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”لیس باس۔ عمران کے ساتھی اسے ڈیفنس ایریا میں مسجد کے خطیب علامہ موسوی کے گھر کے پاس سے گرفتار کر کے لے آئے تھے۔ لاک اپ میں میرے سامنے عمران نے گورڈن پر تشدد کر کے پوچھ گچھ کی تھی اور گورڈن نے اسے سب کچھ بتا دیا تھا“..... عمران نے میز کے پہلو میں پہنچ کر رکتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ کیا بتایا تھا“..... ولسن نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ تمام

”ولن۔ اپنے آدمیوں سے کہو کہ وہ ہاتھ بلند کر لیں۔ تمہارا کھیل ختم ہو چکا ہے۔ باہر بھی تمہارے آدمی مارے جا چکے ہیں“..... عمران نے ولن سے مخاطب ہو کر سرد لہجے میں کہا۔

”تم۔ تم فورڈ نہیں ہو“..... ولن نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ میں فورڈ کی روح ہوں“..... عمران نے خشک لہجے میں کہا اور اسی لمحے تنویر اور چوہان ہاتھوں میں ریوالور لئے کمرے میں داخل ہوئے تو پوزیشن دیکھ کر انہوں نے ولن کے ساتھیوں پر ریوالور تان لئے۔ عمران نے ایک لمحے کے لئے ان کی طرف دیکھا ہی تھا کہ ولن نے یکدم سر نیچے کرتے ہوئے عمران کے ریوالور پر ہاتھ مارا اور دوسرے ہاتھ کا گھونسا عمران کے چہرے پر مار دیا۔ عمران کے ہاتھ سے ریوالور گر گیا اور وہ لڑکھڑا کر ایک قدم پیچھے ہٹا ہی تھا کہ ولن نے عمران پر جست لگا دی۔

”خبردار۔ تم میں سے کسی نے حرکت کی تو مارے جاؤ گے۔“

صفدر نے ولن کے ساتھیوں کو مضطرب دیکھ کر غراتے ہوئے کہا۔

”ہاتھ بلند کر لو ورنہ تمہیں بھی جہنم میں پہنچا دیا جائے گا“۔ تنویر نے ولن کے ہاتھوں کو گھورتے ہوئے کہا تو انہوں نے ہاتھ بلند کر لئے جبکہ عمران نے ولن کو ہاتھوں پر روک کر جوابی گھونسا مار دیا اور ولن کراہتا ہوا کرسی سمیت نیچے گر گیا۔ عمران نے اس کے اٹھنے سے پہلے آگے بڑھ کر اس کے پہلو میں زور دار ٹھوکر مار دی اور

ولن نے کراہتے ہوئے کروٹ لی اور جیب میں ہاتھ ڈال کر ریوالور نکالا ہی تھا کہ عمران نے پینترا بدل کر اس کے ریوالور پر ٹھوکر ماری اور ولن کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر کمرے کے کونے میں جا گرا۔ ولن نے فوراً ہی عمران کی ٹانگ پکڑنے کی کوشش کی تو عمران نے دوسرے پاؤں کی ٹھوکر اس کے پیٹ میں ماری اور ولن پیٹ پکڑ کر کراہنے لگا۔ عمران نے فوراً پیچھے ہٹ کر اپنا ریوالور اٹھا لیا۔

”بولو۔ تمہارے اس شہر میں اور کتنے آدمی ہیں“..... عمران نے ریوالور کا رخ ولن کی طرف کرتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”کوئی۔ کوئی نہیں“..... ولن نے کراہتے ہوئے جواب دیا۔

”پھر تمہارا مشن کیسے پورا ہو گا۔ یہاں کی ایٹمی تنصیبات کو کون تباہ کرے گا“..... عمران نے طنزیہ انداز میں پوچھا لیکن ولن نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس کے چاروں ساتھی خوفزدہ نگاہوں سے عمران کی طرف دیکھ رہے تھے۔

”باہر کی کیا پوزیشن ہے چوہان“..... عمران نے چوہان کی طرف دیکھے بغیر پوچھا۔

”چار آدمی کمپاؤنڈ میں تھے اور ایک عمارت کے عقب میں۔ سب مارے گئے ہیں۔ ایک کو برآمدے میں ختم کیا گیا ہے۔ غالباً وہ اندر اطلاع دینے کے لئے بھاگا تھا“..... چوہان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سنا تم نے یہودی کتے۔ اب صرف تمہارے چار آدمی زندہ رہ گئے ہیں اور یہ بھی مرنے والے ہیں“..... عمران نے ولسن سے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”کک۔ کیا۔ کیا تم عمران ہو“..... ولسن نے دہشت زدہ لہجے میں کہا۔

”بڑی دیر بعد پہچانے ہو مجھے۔ نجانے تمہیں کس گدھے نے اتنے خطرناک مشن پر بھیج دیا تھا“..... عمران نے ایک ہاتھ اپنے سر پر پھیرتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا اور اس کا مخصوص اشارہ سمجھ کر صفدر، چوہان اور تنویر نے بیک وقت فار کھول دیئے جس کے نتیجے میں ولسن کے تین ماتحتوں کے سروں میں سوراخ ہو گئے اور وہ بے جان ہو کر فرش پر گر گئے چلے گئے۔ چوتھے ماتحت پر عمران نے فار کر دیا اور وہ بھی جہنم کے سفر پر روانہ ہو گیا۔ ان کا انجام دیکھ کر ولسن کا چہرہ دہشت کی شدت سے سیاہ پڑ گیا تھا۔

”اٹھو۔ اب کمرے میں چلو ورنہ یہیں ختم کر ڈالوں گا“۔ عمران نے ولسن کو گھورتے ہوئے کہا تو وہ فرش سے اٹھا اور لڑکھڑاتے قدموں سے دروازے کی طرف بڑھا۔ صفدر، تنویر اور چوہان نے اسے اپنے ریوالوروں کی زد میں لیا اور کمرے سے باہر آ کر عمران کے پیچھے چلنے لگے۔ برآمدے میں ولسن کے ایک آدمی کی لاش پڑی تھی۔ عمران راہداری کے دوسرے کمرے میں داخل ہوا جہاں میز پر ٹیلی فون اور ٹرانسمیٹر موجود تھا۔

”چلو۔ ٹرانسمیٹر پر اپنے چیف کرٹل اسکارٹ کو رپورٹ دو۔ کم از کم انہیں تو پتہ چل جائے کہ تم پر کیا ہتی ہے“..... عمران نے میز کے پاس رک کر ولسن سے تھکمانہ لہجے میں کہا تو ولسن کانپتے قدموں سے میز کے پاس آیا اور ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو چیف۔ ولسن کالنگ۔ اوور“..... ولسن نے مردہ سی آواز میں چیف کو کال کرتے ہوئے کہا۔

”لیس ولسن۔ اسکارٹ رسیونگ یو۔ اوور۔ یقیناً تم مجھے خوشخبری دینے والے ہو۔ اوور“..... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

”سس۔ سوری چیف۔ میں اس وقت پاکیشیائی ایجنٹوں کی گرفت میں ہوں۔ اوور“..... ولسن نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا تم مجھے ان کے سامنے کال کر رہے ہو۔ اوور“..... کرٹل اسکارٹ نے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”لیس چیف۔ عمران نے مجھے مجبور کیا ہے کہ میں آپ سے بات کروں۔ میرے تمام ساتھی ختم ہو چکے ہیں۔ اب وہ مجھے قتل کرنے والا ہے۔ اوور“..... ولسن نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ تم نے مجھے بھی تباہ کر ڈالا ہے ولسن۔ اب میں صدر صاحب کو کیا منہ دکھاؤں گا۔ اوور“..... کرٹل اسکارٹ نے مردہ سے لہجے میں کہا۔

”تم منہ پر تیزاب ڈال کر گھر بیٹھ جانا کرٹل اسکارٹ تاکہ کسی



میں رکھ لیا اور پھر اس نے میز پر رکھے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پر لیس کرنے کے بعد لاؤڈر کا بٹن آن کر دیا۔

”ہیلو۔ کرنل ڈی سیکنگ“..... چند لمحوں بعد رابطہ قائم ہونے پر لاؤڈر سے بلگاریہ سیکرٹ سروس کے چیف کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران بول رہا ہوں کرنل صاحب۔ کیا آپ کی نیند میں خلل تو نہیں پڑا؟“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نہیں عمران۔ میں تمہاری کال کے انتظار میں ہی جاگ رہا تھا حالانکہ دو گھنٹے پہلے تم نے کہہ دیا تھا کہ میں آرام کروں اور تم آج رات ہی یہودی ایجنٹوں کو گرفتار کر لو گے“..... دوسری طرف سے کرنل ڈی کی آواز سنائی دی۔

”جی ہاں۔ پروگرام تو یہی تھا کہ میں صبح آپ کو فون کروں گا لیکن آپ کی دعا سے جلد کامیابی حاصل ہو گئی۔ اس وقت یہودی ایجنٹوں کا سرغنہ ولسن میرے سامنے بے ہوش پڑا ہے اور اس کے سارے ساتھی بھی مارے گئے ہیں۔ ولسن کو بے ہوش کرنے سے پہلے میں نے ٹرانسمیٹر پر اس کی کرنل اسکارٹ سے بات کرائی ہے اور ولسن نے اسے مشن کی ناکامی کی رپورٹ دی ہے جو میری جیب میں پڑے ریکارڈر میں ریکارڈ ہو چکی ہے“..... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ ویری ٹائس عمران۔ تم نے عظیم کارنامہ انجام دیا ہے۔ بلگاریہ پر تمہارا یہ احسان ہمیشہ یاد رہے گا“..... کرنل ڈی نے

کو منہ دکھانے کے قابل ہی نہ رہو۔ اوور“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”شٹ اپ۔ کون ہو تم۔ اوور“..... دوسری طرف سے کرنل اسکارٹ نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”میں تمہارا باپ علی عمران ہوں کرنل اسکارٹ۔ تمہارا صدر بھی تمہاری طرح گدھا ہے جس نے تمہیں اتنی خفیہ ایجنسی کا چیف بنایا ہے۔ ولسن کے علاوہ فورک، فورڈ اور راجر بھی زندہ ہیں اور صبح پوری دنیا میں ٹی وی پر ان کا اعتراف جرم اور مشن کی تفصیلات نشر کی جائیں گی تاکہ دنیا کو معلوم ہو جائے کہ اکیمریمیا کی شہ پر اسرائیل بلگاریہ کے ایٹمی مراکز کو تباہ کرنے کی کوشش میں مصروف ہے۔ یاد رکھو۔ اگر آئندہ بھی تم لوگوں نے پاکیشیا اور بلگاریہ یا کسی دوسرے اسلامی ملک کے خلاف کوئی پلان بنایا تو اس کا انجام تمہارے موجودہ مشن سے بھی زیادہ خوفناک ہو گا۔ اوور اینڈ آل“..... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے دھمکی آمیز لہجے میں کہا اور ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا جبکہ ولسن خاموش کھڑا خوفزدہ نگاہوں سے عمران کی طرف دیکھ رہا تھا۔

عمران نے اس کے عقب میں کھڑے تنویر کو آنکھ سے مخصوص اشارہ کیا تو تنویر نے یکدم ریوالور کا دستہ ولسن کے سر پر مار دیا۔ ولسن کراہتا ہوا لڑکھڑایا اور فرش پر ڈھیر ہو گیا۔ تب عمران نے اپنے ریوالور کے دستہ سے اس کی کینٹی پر ضرب لگائی اور ریوالور جیب

سرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں نے کسی پر کوئی احسان نہیں کیا کرٹل۔ یہ میرا اخلاقی فرض تھا۔ میں اس وقت مولائی روڈ کے ایک بنگلے میں ہوں۔ اپنے ماتحتوں کو بھیج دیں تاکہ وہ ولسن کو لے جائیں۔ کل آپ میڈیا کے سامنے ولسن کو پیش کریں اور کیسٹ میں ریکارڈ بات چیت بھی جیسا کہ میں پہلے ہی آپ کو بتا چکا ہوں۔ ولسن کے تین ساتھی میری قید میں ہیں۔ صبح انہیں بھی آپ کے ہیڈ کوارٹر پہنچا کر میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ واپس پاکیشیا چلا جاؤں گا“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اتنی جلدی۔ کل کا دن میرے ساتھ گزارو عمران“..... کرٹل ڈی نے شفقت بھرے لہجے میں کہا۔

”سوری کرٹل۔ میری بیگم اور بچے میرے انتظار میں ہیں۔ اللہ حافظ کہنے سے پہلے اس عمارت کا ایڈریس نوٹ کر لیں“..... عمران نے شوخ لہجے میں کہا اور ایڈریس بتا کر فون بند کر دیا۔

ختم شد

نزد گندز گمر کمالیہ \* عظیم احمد طارق 36  
0301-72 0334-90  
0334-90